حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسین چہرے کا جھومر

حضرت سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے فیصلے

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلام بک ڈپو

042-37112941

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فیصلوں پر مشتمل خوبصورت کتاب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے

ترتیب جدید و اضافہ

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

DATA ENTERED
22/1/09

اسلام بک ڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون :042-37112941

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مرتب

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف

حسب فرمائش
حضرت مولانا قاری غلام رسول قصوری
حضرت مولانا قاری غلام مصطفیٰ قادری
حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری

بفیضان نظر
پیر طریقت
حضرت الحافظ مولانا قاری محمد اصغر نورانی، قادری، برکاتی
جامع مسجد قبا باغوالی محلہ چومالہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

بار اول	مارچ 2014ء
پرنٹرز	آصف صدیق پرنٹرز
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس
6۔ یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو ۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	17
فضائل ومناقب	19
نام ونسب	41
سلسلہ نسب	41
جناب ابوطالب	43
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد	55
ولادت باسعادت	58
مشرم بن وعیب کی پیشگوئی	59
ابوتراب کی وجہ تسمیہ	60
پہلا باب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے	63
آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پانا	64
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول	65
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	66
والد سے مشورہ کا فیصلہ	66

Marfat.com

جناب ابوطالب کی نصیحت	68
قبولِ اسلام کے متعلق روایات	69
قریش کو دعوتِ توحید	70
حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا فیصلہ	71
مصائب میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا	73
ہجرتِ مدینہ	74
بے خوف وخطر بستر رسول اللہ ﷺ پر لیٹنے کا فیصلہ	76
میں یہاں امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں	78
عمیر بن وائل ثقفی (رضی اللہ عنہ) کے دعویٰ پر فیصلہ	79
سفرِ ہجرت	82
مسجد قبا کی تعمیر میں شمولیت	83
حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بھائی بنایا	83
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں شمولیت	84
خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے نکاح کا فیصلہ	85
نکاح کے لئے شیخین رضی اللہ عنہم نے قائل کیا	85
نکاح حکم خداوندی پر ہوا	86
تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟	86
رخصتی اور دعوتِ ولیمہ	87
تم اپنے اہل کو سنبھالو	88
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی	90

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی	92
غزوات میں شمولیت کا فیصلہ	94
غزوۂ بدر	94
سب سے زیادہ بہادر کون؟	98
غزوۂ احد	99
غزوہ حمرۃ الاسد	102
غزوہ بنونضیر	102
غزوۂ بدر الموعود	104
غزوہ بنی مصطلق	105
غزوہ خندق	106
غزوہ بنو قریظہ	109
بنو سعد کی سرکوبی	110
بیعت رضوان کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	111
معرکہ خیبر میں حضور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ	115
قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ	119
حق آ گیا باطل مٹ گیا	121
حضور نبی کریم ﷺ صادق ہیں	125
حنین میں ثابت قدم رہنے کا فیصلہ	127
طائف کے نواح میں بت خانوں کو منہدم کر دیا	130
حاتم طائی کی بیٹی کو قیدی بنا لیا	132

Marfat.com

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی حفاظت پر مامور ہونا	132
تبلیغ دین کے لئے یمن روانگی	135
ایک عجیب وغریب مقدمہ کا فیصلہ	136
دیت کی رقم کا فیصلہ	137
میرا فیصلہ بھی وہی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے	138
نقیب اسلام مقرر کیا جانا	139
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال	142
حجۃ الوداع میں شمولیت کا فیصلہ	142
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے وصال کی خبر دینا	143
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں	147
تم تین دن بعد غلام بنو گے	151
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال	151
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتکفین	156
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم	158
دوسرا باب: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے	159
سقیفہ بنی ساعدہ	160
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ	162
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے متعلق فیصلہ	167
حرمت شراب کے متعلق فیصلہ	168

Marfat.com

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں کیا گیا عجیب فیصلہ	168
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روکنا	169
اعرابی کے عجیب وغریب سوالات	170
لواطت کے متعلق فیصلہ	172
مجلس مشاورت کے رکن	173
دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ	173
سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال	174
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال	179
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا	179
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا قائل کرنا	180
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال	180
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم	182
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا	188
تیسرا باب: سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے	191
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ	192
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا فیصلہ	196
مجلس شوریٰ کے رکن	197
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کروانا	197
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روکنے کا فیصلہ	198

Marfat.com

ہجری سال کے متعلق مشورہ دینا	199
قاضی یعلیٰ کے فیصلہ کی تائید کرنا	199
ایک عورت کے مقدمہ کا فیصلہ	200
شرابی کی سزا اسی کوڑے کرنے کا فیصلہ	201
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا	201
ایک مجنون عورت کے متعلق فیصلہ	202
مالِ غنیمت کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	203
یہ مضبوط، قوی اور امین ہیں	205
ایک لالچی ماں کے متعلق فیصلہ	206
امانت کے متعلق فیصلہ	208
دورانِ عدت نکاح کرنے والی کے متعلق فیصلہ	210
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روزہ کی قضا	210
ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے شخص کا چوری کرنا	211
ایک حاملہ عورت کے زنا کا فیصلہ	211
ایک عجیب الخلقت کے متعلق فیصلہ	212
قصاص کے بدلہ میں قتل کرنے کا فیصلہ	214
دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ	214
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کا فیصلہ	215
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت	217
منصب خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں	217

Marfat.com

منتخب ہونے والے خلیفہ کو نصیحت	220
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم	222
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا	232
چوتھا باب: سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے	227
سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ	228
مجلس مشاورت کے رکن	232
ہرمزان کی دیت کے متعلق فیصلہ	232
ریشم پہننے کے متعلق فیصلہ	234
حالت احرام میں شکار کے متعلق فیصلہ	235
اب تو میراث کی حقدار ہے	236
سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت	238
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم	258
سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا	259
پانچواں باب: حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے اپنے دورِ خلافت میں کئے گئے فیصلے	261
خلافت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	262
منصب خلافت قبول کرنے کا فیصلہ	264
لوگوں سے خطاب کا فیصلہ	266
مجھے خلافت کا کچھ شوق نہیں تھا	268

Marfat.com

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ	270
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ	271
حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ	272
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں کو معزول کرنے کا فیصلہ	274
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مشورہ	277
شام پر لشکر کشی کا فیصلہ	278
ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطالبہ قصاص	279
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ردِ عمل	282
جنگ جمل	285
مرکز کی تبدیلی کا فیصلہ	292
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے مابین خط وکتابت	293
حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی	294
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اقدام	296
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا مکتوب بنام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	297
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جوابی مکتوب	298
جنگ صفین	300
امن معاہدہ	307
دومۃ الجندل میں فریقین کا اجتماع	309
خلافت کی دو حصوں میں واضح تقسیم	314
فتنہ خوارج کو کچلنے کا فیصلہ	316

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصر پر قبضہ	324
بغاوتوں کو کچلنے کا فیصلہ	326
اہل بصرہ کی بغاوت	326
اہل ایران کی بغاوت	327
مقبوضہ علاقوں پر شامی افواج کی پیش قدمی	328
خلافت حیدرِ کرار کا مختصر جائزہ	329
دورِ خلافت میں کیے گئے فقہی و اجتہادی فیصلے	332
حدود کا فیصلہ	333
ایک لونڈی کو حق دلانے کا فیصلہ	334
آٹھ درہموں کا فیصلہ	335
قاضی شریح کے فیصلے کو قبول کرنا	336
حرمت رمضان کو پامال کرنے کی سزا	337
اونٹوں کی تقسیم کا فیصلہ	337
اس مال میں اس کا بھی حصہ ہے	338
ایک گاؤں کو جلانے کا فیصلہ	339
تعزیری سزائیں	339
خواب پر حد جاری کرنا	340
ذمیوں کو حقوق دلوانے کا فیصلہ	340
یہ مجنون نہیں بلکہ نازک ہے	341
دھوکہ بازوں کے متعلق فیصلہ	341

Marfat.com

حیاتِ طیبہ کے روشن پہلو	342
ساٹھ درہم	342
بخشش و عطا معاملہ	343
علی (رضی اللہ عنہ) تم درست کہتے ہو	344
تیری رقم کون ادا کرے گا؟	346
یہ میری مزدوری ہے	348
تم اپنے ریشمی لباس اتار دو	348
میرا اور علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ برابر ہے	349
ایک بوڑھی عورت کے کھیت کو پانی لگانا	350
میں اپنے پیٹ میں پاکیزہ چیز ڈالتا ہوں	350
میرا نفس گوارا نہیں کرتا	351
وہ یہ کھانا نہیں کھاتے	352
فرشِ خاک پر آرام فرمانا	352
مال کی تقسیم میں مساوات کو ملحوظ رکھنا	353
میں بیت المال سے کچھ نہ لوں گا	353
بازار میں تجاوزات کے متعلق فیصلہ	354
روٹی کے سات ٹکڑے	354
بیت المال میں جھاڑو لگانا	354
تجھے تیری ماں گم کرے	355
نماز میں مشغولیت	355

Marfat.com

اچھی اور خراب زمین	356
عیادت کی فضیلت	356
ناپ تول پورا کرو	357
کشف وکرامات	358
قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ	358
اہل قبور سے بات کرنا	359
بوسیدہ دیوار	360
دریا کی طغیانی کم ہوگئی	360
کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑنا	361
یہ تمہارا خاوند نہیں بیٹا ہے	361
فالج زدہ تندرست ہوگیا	363
درندے بھی اطاعت کرتے تھے	364
پانی کا چشمہ جاری ہوگیا	365
مدفن حسین رضی اللہ عنہ سے آگاہ کرنا	366
بینائی جاتی رہی	367
ایک ساعت میں قرآن ختم کرنا	367
شہادت حیدرِ کرار	368
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	368
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	369
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	369

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کا آخری فیصلہ	371
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا خواب	371
میرا باپ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر ہوگا	372
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت	372
صاحبزادوں کو وصیت	373
شہادت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	375
تجہیز و تکفین	376
حلیہ مبارکہ	377
علمی مقام و مرتبہ	378
خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے اولاد	382
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	382
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	387
حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	391
حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	395
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی دیگر ازواج	397
کتابیات	399

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ عزوجل نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اس فرضِ منصبی کا حق بخوبی ادا کیا۔ گروہِ انبیاء کرام علیہم السلام کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبِ خدا ہیں، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل ہیں اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، خیر البشر ہیں، وجہ تخلیق کائنات ہیں اور شافع روزِ جزا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر درجہ کمال پایا۔ انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک نام حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب ہیں جبکہ والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پائی اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو ابتداء میں ہی اسلام قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے بسر کی اور ہر موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری و باطنی علوم کے امین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ علومِ ظاہری میں بھی درجہ کمال پر تھے اور علومِ باطنی میں بھی بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ علومِ ظاہری و باطنی کا منبع تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے فیوض و برکات پانے کے لئے رجوع کرتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگوں کا یہی طریقہ رہا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے کسی بھی مسئلہ کے لئے رجوع کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار میں ان کے مشیر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ میں کئے گئے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے جو آپ رضی اللہ عنہ کو ممتاز بناتے ہیں کتب سیر کا حصہ ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے'' آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے لے کر شہادت تک کے ان تمام واقعات پر مبنی ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے تاریخ ساز فیصلوں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ان فیصلوں سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت، تدبر، فہم اور بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب کو ترتیب دیتے وقت کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بھی واقعہ کسی مستند حوالہ کے بغیر نہ ہو۔ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

Marfat.com

فضائل و مناقب

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ رضی اللہ عنہ سے محبت بھی بے مثال ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کا حکم دیا ہے جن میں سے ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں قرآن مجید کی بے شمار آیات نازل ہوئیں۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے فضیلت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے تین سو آیات نازل فرمائی ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ (آل عمران:۶۱)

''پھر اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں

Marfat.com

حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ
ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور
تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں
پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناظرہ کرنا تھا۔ ان عیسائیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''وہ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں اور کنواری مریم علیہا السلام
کی جانب القا کئے گئے۔''

عیسائی بولے وہ تو (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کیسے؟ عیسائی بولے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بندہ ایسا دیکھا جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر یہ دلیل ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق تم کیا رائے
رکھتے ہو وہ بغیر ماں باپ کے پیدا کئے گئے جبکہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی تو ماں تھیں اور باپ نہ تھے۔''

ان عیسائیوں کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا کوئی جواب نہ تھا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی کی بناء پر جھگڑنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مباہلہ کرلو جو سچا ہوا وہ بچ جائے گا اور جو غلط ہوا وہ برباد ہوگا اور حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ آل عمران کی آیت ذیل نازل فرمائی۔

Marfat.com

''پھر اے محبوب (ﷺ) جو تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔''

عیسائی وفد نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہا ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں تین دن کی مہلت دی اور پھر تین دن گزرنے کے بعد وہ عیسائی وفد عمدہ قبائے زیب تن کئے اپنے نامور پادریوں کے ہمراہ واپس لوٹا۔ آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور آپ ﷺ کی گود میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے، بائیں ہاتھ سے آپ ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

عیسائی وفد میں موجود بڑے پادری نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اہل بیت کے ہمراہ دیکھا تو پکار اٹھا۔

''بلاشبہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں اگر یہ ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کریں اے اللہ! ان پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو وہ ان پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے اور تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور پھر روئے زمین پر کوئی بھی عیسائی باقی نہ رہے گا۔''

Marfat.com

عیسائی وفد نے جب اپنے بڑے پادری کی بات سنی تو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا ہم آپ ﷺ سے مباہلہ نہیں کرتے۔ آپ ﷺ اپنے دین پر رہیں اور ہم اپنے دین پر رہیں گے۔ پھر ان عیسائیوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کرلی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا۔

''قسم ہے اللہ عزوجل کی جس کا عذاب ان کے سروں پر تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو یہ بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کے گھر جل کر خاکستر ہو جاتے اور ان کے چرند و پرند سب نیست و نابود ہو جاتے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ط (المجادلہ: ۱۲)

''اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا ہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔''

مفسرین کرام لکھتے ہیں اللہ عزوجل اس فرمان میں لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کا حکم دے رہے ہیں اور اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق مفسرین کرام لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں امراء حاضر ہوتے اور اپنا مقصد بیان کرتے جبکہ فقراء و مساکین کو اپنا مقصد بیان کرنے کا موقع کم ملتا تھا چنانچہ اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جب تم نبی ﷺ سے اپنا مقصد بیان کرنے لگو تو کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر

۱۲۵۸۳۴

Marfat.com

سب سے پہلے عمل کیا اور ایک دینار صدقہ دینے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سے دس مسئلے دریافت کئے اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے سوال کر چکے تو اللہ عزوجل نے اس حکم کو منسوخ کر دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کو اس حکم پر عمل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

مہاجرین و انصار میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سابق الاسلام ہیں اور جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہیں اللہ عزوجل ان سے راضی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت توحید پر لبیک کہا اور رضائے خداوندی اور اخروی نعمتوں کے حقدار ٹھہرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ط (النمل: ۷)

"جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی اہلیہ سے فرمایا مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔"

اس آیت میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کا اہل بتایا ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۰ (الاحزاب: ۳۳)

"اے نبی (ﷺ) کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔"

یعنی اللہ عزوجل نے ہر وہ کام جو کہ شریعت کے خلاف ہے، ہر وہ کام جو

Marfat.com

بارگاہِ خداوندی میں ناپسندیدہ ہے، اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے پاک کرنے پر قادر ہے اور اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

''میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔''

آیت بالا کی تفسیر میں مفسرین کرام لکھتے ہیں اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام ابومنصور تریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان آیات میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کریں۔ ان آیات میں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا ہے کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسمانی نجاستوں سے اور اس کلام سے اربابِ عقول کو گناہوں سے نفرت دلانا مقصود ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری کی جانب راغب کیا گیا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۂ احزاب کی آیت میرے گھر پر نازل ہوئی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی میں اس وقت دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں اہل بیت سے ہوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری ازواج بھی اہل بیت ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس روز تک فجر کے وقت مسلسل

Marfat.com

اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے رہے اور فرماتے رہے۔

"اے میرے اہل بیت! تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو، نماز پڑھو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ کے نزول کے چھ ماہ بعد تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر فجر کے وقت جاتے رہے اور با آوازِ بلند فرماتے۔

"اے میرے اہل بیت! نماز پڑھو، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اپنی چادر میں داخل کرلیا اور پھر فرمایا۔

"اللہ عزوجل چاہتا ہے میرے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں صاف ستھرا کر دے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ آیت بالا کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر ہے

Marfat.com

اور اس کے اول و آخر میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا بیان ہے اور اس آیت میں حدیث بالا کی رو سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم بھی اسی فرمانِ باری تعالیٰ میں شامل ہیں کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے وہ ان سے ناپاکی کو دور فرما دے اور انہیں خوب پاکیزہ بنائے۔

نزہۃ المجالس میں منقول ہے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ

یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقَ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب

Marfat.com

یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَ فِی سَقَر

عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعدزاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمَهُ الرَّحْمٰنُ

عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طباق میں سے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمد وثناء بیان کی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں میں تمہیں اس طرح چھوڑے جا رہا ہوں جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) نے ہارون (علیہ السلام) کو چھوڑا جبکہ فرق صرف یہ ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے دنیا اور آخرت کے بھائی ہو۔''

(سنن الترمذی جلد پنجم کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۱)

طبقات ابن سعد میں منقول ہی جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا۔

''تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔'' (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور پوچھا تمہارا ولی کون ہے؟ صحابہ کرام

Marfat.com

رضی اللہ عنہم نے تین مرتبہ جواب میں کہا ہمارے ولی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس کا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے اس کا ولی علی (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔"

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا تمہیں یاد ہے غدیرخم والے دن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں کیا فرمایا تھا مجمع میں سے تیس افراد نے باآوازِ بلند کہا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جس کا مولیٰ میں ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا مولیٰ ہے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۷)

طبرانی کی روایت ہے میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۵)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"منافق کبھی بھی علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت نہیں رکھتا اور مومن کبھی بھی علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض نہیں رکھتا۔"

(سنن الترمذی جلد پنجم کتاب المناقب حدیث ۳۷۳۸)

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے۔

''جس نے نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب:۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

مفسرین کرام آیت بالا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مرتبہ درود بھیجنا مستحب ہے اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود پڑھنا سنت ہے اور آپ ﷺ کے تابع کر کے آپ ﷺ کے آل و اصحاب اور دیگر مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی آل کے ذکر کے بغیر درود مقبول نہیں ہوتا۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

Marfat.com

اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

''اے اللہ! تو درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی ازواج پر اور آپ ﷺ کی آل پر جیسے کہ تو نے دورد بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت عطا فرما حضرت محمد ﷺ کو اور آپ ﷺ کی ازواج کو اور آپ ﷺ کی آل کو جیسے کہ تو نے برکت عطا فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بلاشبہ تو حمید اور مجید ہے۔''

(صحیح مسلم جلد دوم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

''میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا میرے اہل بیت۔''

(جامع ترمذی جلد دوم باب المناقب اہل بیت حدیث ۱۷۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل سے محبت کرو کہ وہ تمہیں تمام نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور مجھ سے محبت اللہ عزوجل کی خاطر کرو جبکہ میرے اہل بیت سے محبت میرے سبب سے کرو۔''

(جامع ترمذی جلد دوم باب المناقب اہل بیت حدیث ۱۷۲۲)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے۔ انصارِ مدینہ نے جب دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصارف بہت زیادہ ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمدن کچھ نہیں تو انہوں نے اپنا مال و اسباب جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی کاوشوں اور نظر کرم سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراجات زیادہ ہیں لیکن آمدنی کچھ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جانب سے یہ مال ہدیۃً قبول فرمالیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس وقت انصار یہ بات کر رہے تھے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

''(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کہ میں اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میں علم کا شہر ہوں اس کی بنیاد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کی دیواریں عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت ہے جبکہ علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے۔'' (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۳ تا ۵۰۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''کوئی نبی ایسا نہیں جس کی مثال میری امت میں نہ ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خصائل کا آئینہ ہیں اور

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جلال کا مظہر ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کے کمالات کا مظہر ہیں جبکہ علی رضی اللہ عنہ، میرے اوصافِ حمیدہ کا مظہر ہیں۔"

(نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال تکبیر اولیٰ کی سی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ قرأت نماز کی مثل ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ رکوع کی مثل ہے اور علی رضی اللہ عنہ سجدہ کی مثل ہے۔" (نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں جبکہ میں اور علی (رضی اللہ عنہ) ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۸)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میرے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چہرے کو غور سے دیکھا کرتے تھے میں نے ایک مرتبہ وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔"

(ابن عساکر بحوالہ تاریخ دمشق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین بہترین فضیلتیں ایسی

Marfat.com

عطا کی گئیں جن میں سے ایک بھی اگر مجھے مل جاتی تو وہ میرے نزدیک دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا وہ تین فضیلتیں کون سی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلی فضیلت یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ انہیں وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں۔ تیسری فضیلت یہ کہ غزوۂ خیبر کے دن انہیں علم عطا فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۴۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جس کے پاس نہ اپنا گھر ہے نہ کوئی مال؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے بیٹی! میں نے تیرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جو علم و فضل میں دیگر مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔''

(کنز العمال جلد ۱۱ حدیث ۳۲۹۲۳)

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے محبوب کون تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور پھر میں نے عرض کیا مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کے شوہر علی (رضی اللہ عنہ)۔ (ریاض النضرہ جلد چہارم صفحہ ۱۲۱)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا۔

''اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنی بیٹی

Marfat.com

کو میرا رفیق بنایا اور مجھے دارِ ہجرت سے مدینہ منورہ لائے اور بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے ہمیشہ حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جن کی حیاء سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل علی رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''روزِ حشر میں یوں آؤں گا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دائیں جانب، عمر رضی اللہ عنہ میرے بائیں جانب جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ میرے پیچھے اور علی رضی اللہ عنہ میرے آگے ہوں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر ایک اعرابی نے عرض کیا کیا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہو گی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میرا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں ہو گا اور تمام خلائق میرے اس علم کے سائے تلے ہوں گے۔''

(سنن ترمذی باب المناقب جلد پنجم حدیث ۳۷۱۴)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سب سے

Marfat.com

پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح
ان سے کیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو روابط تھے وہ معنوی
نہ تھے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا۔

''ہم میں بہترین رائے رکھنے والے علی (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ہم
میں بہترین قاری ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

(مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۵۳۲۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جنت کے باغات میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور بلند ہوگا اور گمان یہی ہوگا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ پھر اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے کہیں گے اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہے تو پھر اللہ عزوجل انہیں فرمائے گا کہ یہ نور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مسکراہٹ کا نور ہے جس سے جنت کے باغات چمک اٹھے ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میرے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ میری اہلیہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ حشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔'' (دیلمی الفردوس بماثور الخطاب جلد اوّل)

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''منافق علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض نہیں رکھتا۔'' (صواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۳)

حضرت عبدالرحمن بن لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے موسم میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اتنی شدید گرمی میں آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن فرما رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''خیبر کے موقع پر جب میری آنکھیں دکھتی تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں کو لگایا اور دعا فرمائی اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) سے گرمی و سردی کو دور فرما دے چنانچہ اس دن کے بعد مجھے گرمی و سردی کی تکلیف نہ رہی۔''

(ریاض النضرہ جلد چہارم صفحہ ۱۰۴)

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو کوئی میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرے گا وہ جنت

Marfat.com

یں میرے ساتھ ہو گا اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے گا وہ جہنم واصل ہو گا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی الفت سو جگہ نفع پہنچاتی ہے اور ان جگہوں میں سے چند ایک موت کے وقت، قبر میں حساب وکتاب کے وقت، میزان اور پل صراط کے وقت اور روزِ حشر حساب کے وقت شامل ہیں اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس سے خوش ہو گی میں اس سے خوش ہوں گا اور اللہ بھی اس سے خوش ہو گا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس سے ناراض ہو گی اس سے میں بھی ناراض ہوں گا اور اس سے اللہ بھی ناراض ہو گا اور جو شخص ان کے شوہر علی (رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد پر ظلم کرے گا اس کے لئے بلاکت ہے۔''

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لے کر دعا فرمائی جس سے آپ رضی اللہ عنہ تندرست ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! میں نے اللہ عزوجل سے جو مانگا اس نے مجھے عطا کیا میں نے اللہ عزوجل سے اپنے لئے وہ مانگا ہے جو میں نے تمہارے لئے مانگا ہے۔''

صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''مومن اور متقی شخص مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے جبکہ منافق اور شقی القلب ہم سے بغض رکھتا ہے۔''

Marfat.com

ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جو میرے اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

''روزِ حشر میں چار لوگوں کی سفارش کروں گا۔ اول وہ جو میرے اہل بیت سے محبت رکھے، دوم وہ جو ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو، سوم وہ جب میرے اہل بیت بحالت مجبوری اس کے پاس آئیں گے تو ان کے معاملات احسن طریقے سے نپٹائے اور چہارم وہ جو دل و زبان سے ان کی محبت کا اقرار کرنے والا ہو۔''

تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جو میرے اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی اور جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرا وہ کافر ہو کر مرا۔''

طبرانی کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا آپ ﷺ کے قرابت دار کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔''

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اللہ عزوجل کے حضور یوں گویا ہوئے۔

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا چنانچہ حب رسول اللہ ﷺ کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ کلمات کی بجائے ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کریں اور ان کے فضائل و مناقب کو بیان کرنے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہ لیں۔

حیدرم، قلندرم، مستم ، بندہ مرتضیٰ علی ہستم
پیشوا تمام رندانم ، کہ سگ کوئِ شیر یزدانم

Marfat.com

نام ونسب

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ''علی'' ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے والد عبد مناف ہیں جو اپنی کنیت ابوطالب سے مشہور ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ''حیدر'' ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۱)

سلسلہ نسب:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری ذیل ہے۔

۱۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۲۔ بن عبد مناف ابوطالب

۳۔ بن عبد المطلب

۴۔ بن ہاشم

۵۔ بن عبد مناف

۶۔ بن قصیٰ

Marfat.com

۷۔ بن کلاب

۸۔ بن مرہ

۹۔ بن کعب

۱۰۔ بن لوی

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۱)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب مادری ذیل ہے۔

۱۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۲۔ بن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۳۔ بنت اسد

۴۔ بن ہاشم

۵۔ بن عبدمناف

۶۔ بن قصیٰ

۷۔ بن کلاب

۸۔ بن مرہ

۹۔ بن کعب

۱۰۔ بن لوی

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۱)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سگے بھائی تھے اور جناب

Marfat.com

عبدالمطلب کے فرزند تھے۔

جناب ابوطالب:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار جناب ابوطالب کا اسم گرامی ''عبدمناف'' ہے۔ جناب ابوطالب، جناب عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور رشتہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے قبل ہی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما چکے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش کے وقت ہی یتیم تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی ذمہ داری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے سپرد تھی اور پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک محض چھ برس تھی حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری اب جناب عبدالمطلب کے ناتواں کندھوں پر آن پڑی تھی جو پہلے ہی اپنے ہر دلعزیز بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وصال پر اکثر رنج وغم میں مبتلا رہتے تھے اور اب ان کے ہر دلعزیز بیٹے کی بیوی ان کے پوتے کو تنہا چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکی تھیں۔ جناب عبدالمطلب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی مگر قضائے خداوندی سے ان کی بھی موت کا پروانہ جاری ہو گیا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک محض آٹھ برس تھی وہ مرضِ الموت میں مبتلا ہوئے۔ جناب عبدالمطلب نے مرض الموت میں اپنے فرزند جناب ابوطالب کو بلایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ان کے سپرد کرتے ہوئے نصیحت کی کہ وہ اپنے بھتیجے کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ

Marfat.com

چھوڑیں گے۔ یہ فرما کر جناب عبدالمطلب نے اپنی روح مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

جناب ابوطالب نے اپنے والد کی نصیحت پر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی آغوشِ محبت میں لے لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی نگہداشت اور پرورش میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ رہنے دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت آٹھ برس تھی جب حضور نبی کریم ﷺ، جناب ابوطالب کے آغوشِ شفقت میں آئے اور جب جناب ابوطالب کا وصال ہوا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس تھی۔

کتب سیر میں منقول ہے جناب ابوطالب بغرضِ تجارت ملک شام کی جانب عازمِ سفر ہوئے تو اس سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے اور جناب ابوطالب کو حضور نبی کریم ﷺ سے جدائی گوارا نہ تھی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک محض دس برس تھی۔ جب یہ قافلہ ملک شام کی حدود میں پہنچا تو اس قافلے نے ملک شام کے نواح میں ایک جگہ قیام کیا۔ اس جگہ جناب ابوطالب کی ملاقات ایک راہب جس کا نام بحیرہ تھا اس سے ہوئی۔ اس راہب نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو پہچان گیا یہ عنقریب منصب رسالت پر فائز ہوں گے چنانچہ اس نے جناب ابوطالب سے کہا اس بچے کو لے کر فوراً واپس لوٹ جائیں اور اس بچے کو یہود و نصاریٰ سے حتیٰ الوسع بچائیں کہ اگر وہ اس بچے کو پہچان گئے تو وہ اس بچے کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوں گے۔ جناب ابوطالب نے اس راہب کی بات سنی تو اپنا سامانِ تجارت دیگر قافلے والوں کے سپرد کر کے خود واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے ہر امور میں جناب ابوطالب سے مشورہ کیا

Marfat.com

کرتے تھے اور جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے صادق اور امین ہونے کے متعلق سنا تو اپنا سامانِ تجارت حضور نبی کریم ﷺ کو دینے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامانِ تجارت کو ملک شام لے جانے کے متعلق بھی جناب ابوطالب سے مشورہ کیا اور جناب ابوطالب کے کہنے پر ہی سامانِ تجارت ملک شام لے جانے کے لئے تیار ہوئے۔ پھر جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب نکاح کا پیغام بھیجا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پیغام سے متعلق بھی جناب ابوطالب سے مشورہ کیا اور پھر جناب ابوطالب کی ترغیب پر ہی ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا خطبہ جناب ابوطالب نے ہی پڑھایا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ جوانی سے ہی اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غارِ حرا کے نام سے مشہور ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تنہا رہتے اور عبادتِ خداوندی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء حضور نبی کریم ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً ظاہر ہو جاتی تھی۔ غارِ حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی کے ساتھ لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اسی حالت میں گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''مجھے کمبل اوڑھا دو۔''

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔ کچھ دیر بعد جب حضور نبی کریم ﷺ کی کپکپی ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرشتے کی آمد کا ذکر کیا اور فرمایا۔

''مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر کہا۔

''آپ ﷺ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ رسوا نہیں ہوں گے، آپ ﷺ رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے ہیں، آپ ﷺ دوسروں کا بوجھ خود اٹھاتے ہیں، آپ ﷺ غرباء اور ناداروں کا خیال رکھتے ہیں، آپ ﷺ صادق اور امین ہیں اور حق کے لئے تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو جس منصب کے لئے چنا ہے اس میں آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔''

ابن اسحق کی روایت ہے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

Marfat.com

ہے میں امید رکھتی ہوں کہ آپ ﷺ اس امت کے نبی ہوں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو جناب ابوطالب جو کہ مکہ مکرمہ کے معززین میں شمار ہوتے تھے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بھرپور حمایت کی اور ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیتے رہے۔ مشرکین مکہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو جناب ابوطالب بھی ان مظالم کا نشانہ بنے۔ جناب ابوطالب نے اگرچہ اسلام قبول نہ کیا تھا مگر ہر موقع پر اپنے یتیم بھتیجے کے شانہ بشانہ کھڑے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب مشرکین کا ایک وفد جناب ابوطالب کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے سے کہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے اور اس کے بدلہ میں اسے جتنا بھی مال چاہیے ہم اسے دیں گے اور وہ جس عورت سے کہیں گے ہم ان کا نکاح کریں گے۔ جناب ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا اور انہیں مشرکین مکہ کے مطالبہ سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جناب ابوطالب سے فرمایا۔

"چچا جان! اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں پھر بھی حق بات کہوں گا اور گواہی دوں گا کہ اللہ عزوجل ایک ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔"

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا تم حق کے ساتھ رہو اور میں تمہارا ساتھ دوں گا خواہ کتنی بھی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ بعثت نبوی ﷺ کے ساتویں برس جب مشرکین مکہ نے دیکھا دین اسلام

Marfat.com

روز بروز ترقی کرتا جارہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور پھر حضرت سیدنا حمزہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم جیسے ان کے بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی خوراک میسر نہ تھی۔قریش نے بنوہاشم کے لئے ذیل کی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔

۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ کوئی ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔

۴۔ کوئی ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام سرداروں نے دستخط کئے اور اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔جناب ابوطالب کو مجبوراً حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے اہل وعیال اور چچا جناب ابوطالب بھی تھے۔

ابولہب کے علاوہ بنوہاشم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور اس گھاٹی میں محصور ہوئے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں یہ لوگ

Marfat.com

اس گھاٹی سے باہر نکلتے اور کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرتے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کے بائیکاٹ سے جہاں حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہاں جزیرہ نما عرب کے دیگر قبائل میں جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے متعلق جانتے نہ تھے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور بنی ہاشم کی مظلومیت سے واقف ہوئے اور ان میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہونا شروع ہوا۔ تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں محصور رہے اور اس دوران درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر مصائب میں مبتلا رہے یہاں تک کہ قریش کے کچھ لوگوں کے دلوں میں رحم کا جذبہ بیدار ہو گیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، مطعم بن عدی اور دیگر خانہ کعبہ میں گئے اور زہیر جو کہ جناب عبدالمطلب کے نواسے تھے انہوں نے قریش کے دیگر سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں کا انصاف ہے ہم لوگ تو عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بلبلاتے رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم نہیں کیا جائے گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔"

ابوجہل نے جب یہ تقریر سنی تو غصہ سے بولا۔

"تم اس معاہدہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤ۔"

زہیر نے ابوجہل کو للکارا تو ابوجہل خاموش ہو گیا۔ ابوالبختری نے ابوجہل سے کہا۔

Marfat.com

''ہم پہلے بھی اس ظالمانہ معاہدے کے حق میں نہ تھے اور اب اس کے پابند بھی نہیں ہیں۔''

روایات میں آتا ہے کہ تین سال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابوطالب کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''جو معاہدہ مشرکین نے تحریر کیا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔''

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ تین سال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نہیں گئے تھے اور نہ وہاں سے کوئی انہیں ملنے آتا تھا۔ جناب ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔

''بھتیجے! تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''مجھے اللہ عزوجل نے یہ بات بتائی ہے۔''

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو کہنے لگے۔

''بھتیجے! تو صحیح کہتا ہے اور تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔''

پھر جناب ابوطالب گھاٹی سے نکلے اور چند افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچے۔ قریش کے لوگ سمجھے کہ شاید معافی مانگنے اور ہماری شرائط کو تسلیم کرنے آئے ہیں۔ جناب ابوطالب نے جاتے ہی ان سے کہا۔

''وہ اس معاہدہ کو لے کر آئیں کیونکہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے۔''

جناب ابوطالب کی بات سن کر قریش کے لوگ خانہ کعبہ میں گئے اور جب اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو اسے واقعی دیمک چاٹ چکی تھی۔ مشرکین مکہ اور قریش کے سردار ابھی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنے کو تیار نہ تھے

Marfat.com

وہ کہنے لگے۔

"یہ ضرور محمد (ﷺ) کا کوئی جادو ہے۔"

معاہدہ چونکہ دیمک چاٹ چکی تھی اس لئے شعب ابی طالب میں محصوری کے یہ تین سال ختم ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آ کر دوبارہ آباد ہوئے جبکہ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ شل کر دیئے۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام ختم ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے عزیز و اقارب، اور اہل و عیال کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس لوٹے تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بیمار رہنے لگیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے علاج معالجہ پر بھرپور توجہ دی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے غمگسار چچا جناب ابوطالب بھی انتقال فرما گئے۔ ابھی جناب ابوطالب کی موت کا غم کچھ کم نہ ہوا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی غمگسار بیوی کی موت کا غم بھی برداشت کرنا پڑا اور آپ رضی اللہ عنہا، جناب ابوطالب کی موت کے تین یا پانچ دن بعد اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ چند ہی دنوں میں دو غمگسار ہستیوں کے وصال نے حضور نبی کریم ﷺ کو بے حد غمگین کر دیا یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دلی آرزو تھی کہ ان کے چچا جناب ابوطالب ایمان سے سرفراز ہوں یہی وجہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ وقتاً فوقتاً انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے تھے تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کی حمایت اور دین اسلام کی بدولت وہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ کے حقدار ہوں۔

روایات میں آتا ہے جب جناب ابوطالب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو

Marfat.com

اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جناب ابوطالب نے جواباً کہا۔

''اے بھتیجے! میں جانتا ہوں تو میرا خیر خواہ ہے لیکن میں اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں قریش والے یہ نہ کہنے لگیں کہ موت کے ڈر سے میں مسلمان ہو گیا۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ کے جانے کے کچھ دیر بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کے وصال کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اور ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جناب ابوطالب کے جنازہ میں شمولیت اختیار کی اور حضور نبی کریم ﷺ اس موقع پر فرما رہے تھے۔

''اے میرے پیارے چچا! آپ نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی اور میرے حق میں کبھی کوتاہی نہیں کی اللہ عزوجل اس کے بدلہ میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور آپ کو نیک اجر عطا فرمائے۔''

سیرت نگار لکھتے ہیں یہی وجہ ہے تاریخ میں جناب ابوطالب کا نام ہمیشہ اچھے لفظوں میں لیا جاتا ہے اور لیا جاتا رہے گا کیونکہ انہوں نے ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم ﷺ کی اعانت فرمائی۔

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا جناب ابوطالب کا وصال ۱۰ نبوی میں شعب ابی طالب نامی گھاٹی سے واپسی کے بعد ہوا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا ان کے بھائی کے ہونٹ ہل

Marfat.com

رہے ہیں۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا۔

"اے بھتیجے! اللہ کی قسم! میرے بھائی نے وہی کلمہ پڑھا ہے جس کا حکم آپ ﷺ نے انہیں دیا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں جناب ابوطالب نے وصال سے قبل قریش کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں تمہیں اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں اور وہ امین اور صادق ہیں۔ اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ عرب کے دور دراز علاقوں کے نادار اور ضعیف لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور اس دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے وہ معتبر ہو گئے ہیں پس جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور اگر میری زندگی وفا کرتی تو میں ان کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوتا اور ان کی کفالت کرتا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے والد جناب ابوطالب نے میرے دادا جناب عبدالمطلب کی پیروی کی اور وصال فرمایا۔ جب ان کا وصال ہوا تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ مجھے جناب عبدالمطلب کی قبر میں دفن کرنا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی اس وصیت کا ذکر کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس طرح انہوں نے کہا ہے ویسا ہی کرو۔ پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور جناب عبدالمطلب کی قبر پر لے گئے۔ جب ہم نے جناب عبدالمطلب کی قبر کو کھولا تو میں نے انہیں قبلہ رخ لیٹے دیکھا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جناب ابوطالب سابق الایمان تھے اور کسی بھی مشرک کی حمایت نبی کے لئے سرے سے ہی حرام ہے۔

Marfat.com

جناب ابوطالب کے مسلمان ہونے کا علم حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔

''کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مشرک سے اپنے دین کے لئے مدد لے۔''

کئی تذکرہ نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ جناب ابوطالب نے اسلام قبول کرلیا تھا مگر انہوں نے اپنے ایمان کو دوسروں سے خفیہ رکھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان تذکرہ نگاروں میں ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب نے اسلام قبول کیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''الاصابہ فی تمیز الصحابہ'' میں جناب ابوطالب کے اس قول کو بطورِ تصدیق پیش کیا ہے کہ جب مشرکین مکہ کے اکابر سردار اکٹھے ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی شکایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ہمارے معبودوں کو باطل ٹھہراتے ہیں اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان مشرکین کے جواب میں فرمایا تھا۔

''اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی رکھ دیں تو میں حق بات کہنے سے پیچھے نہ ہٹوں گا۔''

اس موقع پر جناب ابوطالب نے کہا تھا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میرا بھتیجا درست کہتا ہے۔''

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جناب ابوطالب کا یہ کہنا کہ میرا بھتیجا درست کہتا ہے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور زبان سے یہ الفاظ ادا کئے تھے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہفتم ۲۱۶ تا ۲۲۰، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۴ تا ۸۰)

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بچپن سے ہی نیک عادات و اطوار کی مالک تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، جناب عبدالمطلب کی بھتیجی اور رشتہ میں جناب ابوطالب کی چچازاد تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نیک عادات اور عمدہ خصائل کی بناء پر جناب عبدالمطلب نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کیا۔

جیسا کہ بیان ہو چکا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدہ اور دادا کے وصال کے بعد اپنے چچا جناب ابوطالب کے زیرسایہ پرورش پائی آپ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سگے بچوں کی مانند عزیز رکھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بھی شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام بسر کئے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں موجود مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا تو آپ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد سے والہانہ محبت تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہا کی اسی طرح تکریم کرتے تھے جیسے ایک بیٹا اپنی ماں کی تعظیم کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آرام کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کے فرزند حیدرِ

Marfat.com

کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نکاح شہزادی رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا تو حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یوں عرض کیا۔

''ماں! رسول اللہ ﷺ کی شہزادی آپ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی ہیں اور میں آج سے پانی بھروں گا اور باہر کے تمام امور کا نگہبان ہوں گا جبکہ وہ چکی پیسیں گی اور آٹا گوندھنے میں آپ رضی اللہ عنہا کی معاون ہوں گی۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا وصال مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں ہوا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر ملی تو حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا۔

''ماں! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے اور تم نے بھوکا رہ کر مجھے کھلایا پلایا اور اپنی لباس کی حاجت کو ختم کرتے ہوئے مجھے لباس مہیا کیا۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا کرتہ دیتے ہوئے فرمایا۔

''انہیں میرے اس کرتہ میں کفن دینا۔''

منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے لئے جنت البقیع میں قبر کھودی گئی اور قبر حضرت اسامہ بن زید اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم نے کھودی۔ جب قبر کھود لی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا۔

Marfat.com

"اے اللہ! میری ماں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ فرما اور
ان کی قبر کو حد نگاہ وسیع فرما دے۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کو قبر مبارک میں اتارا۔

یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے تحاشہ روتے جا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک بھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کرتہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا انہیں اس کرتہ سے کفن دینا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا۔

"اے اللہ! تو جانتا ہے انہوں نے میرے چچا جناب ابوطالب
کے ہمراہ میری اعانت کی اور میرے ساتھ شفقت کا معاملہ روا
رکھا اور اپنی ہر ضرورت کو میری ضرورت کی خاطر مٹا دیا۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے ستر ہزار ملائکہ کو حکم دیا ہے کہ وہ میری ماں
پر درود و سلام پڑھیں۔"

ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کی قبر مبارک کو خود کھودا اور اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی اور جب آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار ہوا تو جنازہ کو خود کندھا دیتے ہوئے قبر مبارک تک تشریف لائے اور خود اپنے ہاتھوں سے قبر مبارک میں اتارا اور دعائے خیر فرمائی۔

(وفاالوفاء جلد سوم صفحہ ۸۹۸ تا ۸۹۹، ریاض النضرۃ صفحہ ۷ تا ۸، کنز العمال جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۱۱۷)

Marfat.com

ولادت باسعادت:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیس برس بعد ۱۳ رجب المرجب کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیس برس چھوٹے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک "علی" تجویز کیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دس برس تھی۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی بزرگی کی علامت ہے اور یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔

مشرم بن وعیب کی پیشگوئی:

منقول ہے یمن میں ایک عابد جس کا نام مشرم بن وعیب تھا رہتا تھا اور یہ عابد اپنی عبادت کی بناء پر شہرت رکھتا تھا۔ اس عابد کی عمر ۱۹۰ برس تھی اور وہ اکثر بارگاہِ خداوندی میں یہ دعا کرتا تھا۔

"اے اللہ! اپنے حرم سے کسی متقی شخص کو میرے پاس بھیج کہ
میں اس کی زیارت کروں۔"

اللہ عزوجل نے اس عابد کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمائی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب بغرضِ تجارت یمن پہنچے۔ جناب ابوطالب کی اس عابد سے ملاقات ہوئی تو وہ عابد آپ کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس عابد نے جناب ابوطالب سے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا کہ میں حرم پاک سے آیا ہوں۔ اس

Marfat.com

عابد نے پوچھا آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا میں قریش سے تعلق رکھتا ہوں اور قریش کی شاخ بنی ہاشم سے ہوں۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب اس عابد نے جناب ابوطالب کی بات سنی تو اپنی نشست سے اٹھا اور آپ کے ہاتھ چوم لئے اور کہا اللہ عزوجل نے میری دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور مجھے حرمِ پاک کے خادم سے ملا دیا۔ پھر اس عابد نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا میرا نام ابوطالب ہے۔ اس عابد نے کہا آپ کے باپ کا نام کیا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا میرے باپ کا نام عبدالمطلب ہے۔

اس عابد نے جب جناب عبدالمطلب کا نام سنا تو کہنے لگا میں نے الہامی کتب میں پڑھا ہے کہ جناب عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے اور ان کا ایک پوتا رسولِ وقت ہو گا جس کے باپ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوں گے اور ان کا دوسرا پوتا ولی اللہ ہو گا اور اس کے باپ کا نام ابوطالب ہو گا۔ جب اس رسول کی ظاہری عمر تیس برس ہو گی تو اس وقت اس ولی کی پیدائش ہو گی۔ پھر اس عابد نے جناب ابوطالب سے پوچھا کیا رسولِ وقت کا ظہور ہو چکا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں البتہ میرے بھائی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) جو وصال فرما چکے ہیں ان کا ایک فرزند ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور اس وقت وہ ۲۹ برس کا ہے۔

اس عابد نے جب جناب ابوطالب کی بات سنی تو کہا آپ جب واپس لوٹیں تو انہیں میرا اسلام کہئے اور ان سے کہئے گا کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور پھر جب رسولِ وقت اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمائیں گے تو اس وقت آپ کے بیٹے کی ولایت کا ظہور ہو گا۔

جناب ابوطالب نے کہا میں تمہاری باتوں کو درست کیسے جان سکتا ہوں

Marfat.com

جبکہ میں تمہیں نہیں جانتا؟ اس عابد نے کہا میں آپ کے لئے کیا کروں جس سے آپ کو علم ہو کہ میری بات سچ ہے؟ جناب ابوطالب نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو انہیں ایک خشک درخت دکھائی دیا۔ جناب ابوطالب نے اس درخت کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ مجھے اس خشک درخت سے تازہ انار چاہئیں؟ اس عابد نے بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کی۔

''الٰہی! میں نے تیرے رسول اور تیرے ولی کی منقبت بیان کی ہے تو مجھے اپنے رسول اور ولی کے صدقہ سے تازہ انار عطا فرمادے۔''

اس عابد نے جیسے ہی یہ دعا مانگی وہ خشک درخت اسی وقت ہرا بھرا ہوگیا اور پھر اس عابد نے ہاتھ بڑھا کر اس سے تازہ انار اتارے اور جناب ابوطالب کو دے دیئے۔ (نور الابصار صفحہ ۷۶)

ابوتراب کی وجہ تسمیہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کی بناء پر معروف ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن، آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک پر ابوالحسن ہے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب کے متعلق کئی روایات بیان کی جاتی ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ شہزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر ناراض ہو گئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے

Marfat.com

گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں جا کر فرش پر لیٹ گئے اور سو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر فرش کی مٹی لگ گئی۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کسی کام کی وجہ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہاں آپ رضی اللہ عنہ کو نہ پا کر پوچھا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کے متعلق بتایا۔ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے اور جسم اقدس پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ، آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے اے ابوتراب! یعنی مٹی کے باپ اٹھ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً بیدار ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب مشہور ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ بھی خود کو اس کنیت سے پکارے جانے پر بے حد خوش ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۹۹، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۶)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب کے متعلق یہ بھی روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ غزوہ کے دوران جب لشکر اسلام کا گزر ایک نخلستان سے ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نخلستان میں کچھ دیر قیام کر لیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور آرام فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر نخلستان کی مٹی لگ گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر مٹی دیکھ کر فرمایا اے ابوتراب! اٹھو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے فرمایا اے ابوتراب! کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''سب سے بدبخت وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور ایک سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تیری داڑھی اور چہرے کو خون آلود کرے گا۔''

مؤرخین لکھتے ہیں اس واقعہ کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب مشہور ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی اس کنیت پر فخر کیا کرتے تھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد چہارم حدیث ۱۸۳۲۱، مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۴۶۷۹، سنن نسائی جلد پنجم حدیث ۸۵۳۸)

Marfat.com

پہلا باب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی حیاتِ طیبہ میں
حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com

آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پانا

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابھی کم عمر تھے مکہ مکرمہ میں شدید قحط پڑا اور قریش بھی اس قحط سے شدید متاثر ہوئے۔ جناب ابوطالب کثیر العیال تھے لہٰذا ان کے لئے اپنے اہل وعیال کی پرورش کرنا مشکل ہو گیا۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوطالب کے احسانات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دوسرے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے جو بنی ہاشم کے امراء میں شمار ہوتے تھے فرمایا۔

''آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور قحط کی وجہ سے لوگوں کا جو حال ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ بھی بہتر جانتے ہیں لہٰذا ہمیں ان کا بوجھ کم کرتے ہوئے ان کی مدد کرنی چاہیے۔''

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''آپ رضی اللہ عنہ ان کے ایک بیٹے کی پرورش کی ذمہ داری لے لیں اور ایک بیٹے کی پرورش کی ذمہ داری میں لے لیتا ہوں

Marfat.com

اور یوں ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند کیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دونوں جناب ابوطالب کے پاس گئے اور انہیں ان کے دو بچوں کی پرورش کی پیشکش کی۔ جناب ابوطالب نے کہا عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام لیا جو جناب ابوطالب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پرورش کی ذمہ داری اٹھا لی۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرسایہ ہی رہے جبکہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا کیونکہ اس وقت تک حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۶۶ تا ۶۷)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ وحی کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا۔

منقول ہے جب ظہورِ نبوت کا وقت نزدیک آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے میل جول کم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کے ایک غار میں تشریف لے جاتے تھے۔ یہ غار تاریخ میں کوہِ حرا

Marfat.com

کے نام سے معروف ہے۔ اسی غار میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ آپ ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ منصب نبوت پر فائز کئے گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے اگلے دن اسلام قبول کیا۔ (اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۵۹۷)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں نے سہ شنبہ کو اسلام قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۱)

والد سے مشورہ کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق کئی روایات ملتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مشغول دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہم اللہ واحد کی عبادت کرتے ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

''یہ کیسی عبادت ہے؟''

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''یہ دین خداوندی ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ اور لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے چنا ہے اور میں تمہیں اسی اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور کہا۔

''میں نے پہلے کبھی اس دین کے متعلق کچھ نہیں سنا اس بارے میں فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہے لہٰذا میں اس کے متعلق اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ) تمہیں اس کا حق حاصل ہے لیکن ابھی تم اس بات کا ذکر کسی اور شخص سے نہ کرنا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا وہ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے چنانچہ اس رات جب آپ رضی اللہ عنہ سونے کے لئے لیٹے تو اس بات پر غور کرتے ہوئے سو گئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشنی عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے مشورہ کئے بغیر اگلے روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے کلمہ پڑھائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۵۹۷)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے

Marfat.com

یہ کہا کہ میں اپنے والد بزرگوار سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دوں گا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت سے اپنے والد بزرگوار کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں خیال آیا والد بزرگوار نے یہ نصیحت کی تھی کہ تمہیں محمد (ﷺ) کسی بھی بات کی دعوت دیں تو اسے ضرور قبول کرنا اور ان کی نفی نہ کرنا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً پلٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۶۷)

جناب ابو طالب کی نصیحت:

کتب سیر میں منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ ابتدائے اسلام میں عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک آبادی میں عبادت کی غرض سے تشریف لے جاتے۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ عبادت میں مصروف تھے کہ جناب ابو طالب، آپ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ادھر آن نکلے۔ جناب ابو طالب نے جب بھتیجے اور بیٹے کو یوں عبادت میں مشغول دیکھا تو حیران ہوئے یہ کیسی عبادت ہے؟ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔

''بھتیجے! یہ کیا ہے جو تم کر رہے ہو؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''چچا! یہ میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چچا! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں میں آپ کو اس دین کی دعوت دوں اور اس دعوت کو قبول کرنا آپ کا حق ہے آپ میری اس دعوت کو قبول فرمائیں اور میری مدد کریں۔''

Marfat.com

جناب ابوطالب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے کے بعد کہا۔

''پیارے بھتیجے! تم درست کہتے ہو مگر میں اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا لیکن تم اس بات پر اطمینان رکھو کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔''

پھر جناب ابوطالب اپنے بیٹے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے جنہوں نے ابھی تک ان سے اپنے قبولِ اسلام کو چھپا رکھا تھا ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! میرے بیٹے! انہوں نے تمہیں دعوتِ حق دی ہے تم ان کے ساتھ رہو اور ان کی خدمت کو اپنا شعار بنالو، ان کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا کیونکہ یہ جو بات بھی تم سے کہیں گے وہ نیکی اور بھلائی کی بات ہوگی۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے اور جس بات کا خدشہ تھا وہ دور ہو گیا۔ اب آپ رضی اللہ عنہ خفیہ رہنے کی بجائے مزید کھل کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۶۷)

قبولِ اسلام کے متعلق روایات:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے متعلق ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی بروزِ پیر نازل ہوئی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اگلے روز یعنی بروز منگل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں امام اعظم حضرت امام

Marfat.com

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس قول کی تصدیق ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے مردوں میں سب سے پہلے اسلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قبول کیا جبکہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک روایت کے مطابق دس برس کی عمر اور ایک روایت کے مطابق نو برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پائی لہٰذا بچپن سے ہی بت پرستی اور دیگر معاشرتی برائیوں سے دور رہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

قریش کو دعوتِ توحید:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد خفیہ طور پر اپنی تبلیغ جاری رکھی اور اس عرصہ میں کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین برس کی خفیہ تبلیغ کے بعد اللہ عزوجل نے سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل فرمائی جس مین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم دیا گیا۔ سورۃ الشعراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنے رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مطابق کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا۔ جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

''اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرلو گے؟''

قریش نے یک زبان ہو کر کہا۔

''ہاں! ہم اس بات کا یقین کریں گے کیونکہ ہم نے تمہیں صادق اور امین پایا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی بات سنی تو فرمایا۔

''میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہوگا۔''

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر تمام قریش طیش میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر وہاں سے لے گیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو واپس لوٹتے دیکھا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ان سے فرمایا۔

''ابولہب نے جلدی کی اور تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوتِ طعام دو۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا جس میں بنی عبدالمطلب کو مدعو کیا گیا۔

Marfat.com

اس دعوتِ طعام میں سیدنا امیر حمزہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ جناب ابوطالب اور ابولہب نے بھی شرکت کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دعوتِ طعام کے بعد بنی عبدالمطلب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے بنی عبدالمطلب! تمہارے پاس اہل عرب سے کوئی بھی ایسا شخص آج تک نہیں آیا ہوگا جو مجھ سے بہتر کسی چیز کی تمہیں دعوت دے اور میں رب تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے منصب نبوت پر فائز کیا ہے۔ ایک دن ہمیں موت آن لے گی اور مرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا جائے گا، پھر ہمارے اعمال کا حساب ہوگا اور نیکی کا بدلہ نیکی ہے جبکہ برائی کے بدلہ میں عذابِ خداوندی مقدر ہوگا۔

اے بنی عبدالمطلب! تم جانتے ہوں میں ناتواں ہوں اور مجھے تمہاری حمایت اور مدد کی ضرورت ہے تم میں سے جو بھی میری مدد کے لئے کھڑا ہوگا وہ میرا بھائی ہوگا پس تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطاب کے بنی عبدالمطلب نے منہ موڑ لیا اور کوئی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو کم سن تھے اور ناتواں تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بلاشبہ میں کم سن ہوں، کمزور ہوں مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

مدد کروں گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کے روشن مستقبل کی دلیل تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو الفاظ کہے ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بھی ظاہر ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں ابولہب نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے پر آپ رضی اللہ عنہ کا تمسخر اڑایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی جسمانی کمزوری پر شدید تنقید کی مگر وہ آپ رضی اللہ عنہ کی روحانی قوت کا ادراک نہ رکھتا تھا اور مستقبل میں آپ رضی اللہ عنہ کو ملنے والے مقام و مرتبہ سے نابلد تھا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰ تا ۷۱)

مصائب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا:

اعلانِ نبوت کے چوتھے برس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الحجر کے نازل ہونے کے بعد علی الاعلان تبلیغ اسلام شروع کی تو مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نومسلموں کے خلاف ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا۔ مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے والوں میں ابولہب اور ابوجہل سرفہرست تھے جن کی اسلام دشمنی کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے گئے وعدہ کو پورا کیا اور ہر مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم رہے اور مشرکین مکہ کے مظالم کو برداشت کرتے رہے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۱)

Marfat.com

ہجرتِ مدینہ

مشرکین مکہ کے ظلم وستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے ایام میں یثرب جوکہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چند لوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم و ستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے متعلق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر لٹایا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل و عیال کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

> ''تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔''

مؤرخین لکھتے ہیں حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا

Marfat.com

وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہوگیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

بے خوف وخطر بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیٹنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر جس بستر پر آرام فرمائیں وہ ان کے لئے موت کا بستر ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا اور بے نیاز ہو کر اس بستر پر لیٹے رہے۔

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو انہوں نے ایک منصوبہ بنایا جس میں تمام قبائل کا ایک ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر اکٹھا ہوا تاکہ ایک لمحے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کر کے انہیں شہید کر دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

فرمان کے مطابق بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا مگر صبح ہوتے ہی انہیں خبر ہوئی کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے باہر جا چکے ہیں۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۲، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

میں یہاں امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور مٹھی بھر مٹی ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرکین مکہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان کو آ کر اطلاع دی کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔ مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر کوئی اور سو رہا ہے۔ جب انہوں نے سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو وہ سوئے ہوئے شخص حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں؟''

مشرکین مکہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ قبا کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ سے آن ملے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰۔ تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴۔ البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مشرکین مکہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ناپاک ارادے سے جب گھر میں گھسے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹا دیکھا تو پوچھا تمہارے صاحب کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کا پاسبان نہیں تھا جو ان کی نگہبانی کرتا۔ مشرکین مکہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو مسجد میں لے جا کر قید کر دیا اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی چھوڑ دیا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

عمیر بن وائل ثقفی (رضی اللہ عنہ) کے دعویٰ پر فیصلہ:

جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا تم صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں ان کو لوٹا کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بستر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لیٹ گئے اور صبح ہوتے ہی آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو ان کی امانتیں واپس لوٹا دیں۔

روایات میں آتا ہے حنظلہ بن ابی سفیان کے بہکاوے پر عمیر بن وائل ثقفی (رضی اللہ عنہ) جنہوں نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا انہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر دعویٰ کیا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۸۰ مثقال سونا بطورِ امانت رکھوایا تھا مجھے میرا سونا واپس کیا جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) سے نشانی طلب کی تو عمیر (رضی اللہ عنہ) نے ایک نشانی بتا دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام امانتوں میں اس کی امانت تلاش کی مگر وہ نہ ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ عمیر (رضی اللہ عنہ) اپنی ضد پر قائم رہے اور کہا میری گواہی قریش کے معززین دیں گے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) سے کہا تم اپنے گواہوں کو خانہ کعبہ میں طلب کرو اور پھر آپ رضی اللہ عنہ خود بھی خانہ کعبہ پہنچ گئے اور عمیر (رضی اللہ عنہ) بھی اپنے گواہوں کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچ گیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عمیر (رضی اللہ عنہ) کو علیحدہ جگہ لے گئے اور پوچھا انہوں نے اپنی امانت کس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی؟ انہوں نے کہا فلاں دن دوپہر کے وقت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ امانت اپنے غلام کے سپرد کر دی تھی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پھر علیحدگی میں عمیر (رضی اللہ عنہ) کے گواہ ابوجہل کو بلایا اور اس سے اس امانت کے متعلق پوچھا۔ ابوجہل نے گواہی دینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھ پر گواہی دینا لازم نہیں۔

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دوسرے گواہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا ان کو طلب کیا اور ان سے پوچھا عمیر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی امانت کس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی؟ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ عمیر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی امانت فلاں دن شام کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمیر کے ایک اور گواہ حنظلہ کو بلایا اور پوچھا عمیر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی امانت کس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی؟ حنظلہ نے کہا عمیر (رضی اللہ عنہ) نے عین دوپہر کے وقت اپنی یہ امانت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امانت کو اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) ایک اور گواہ عقبہ کو بلایا اور اس سے امانت کے متعلق دریافت کیا؟ عقبہ نے کہا کہ عمیر (رضی اللہ عنہ) نے یہ امانت عصر کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی اور اسے اپنے گھر بھیج دیا تھا۔

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) کے گواہ عکرمہ کو بلایا اور عکرمہ سے امانت کے متعلق پوچھا۔ عکرمہ نے کہا عمیر (رضی اللہ عنہ) نے یہ امانت طلوعِ آفتاب کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امانت کو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے پاس بھیج دیا تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب تمام گواہوں

Marfat.com

کے بیانات لے لئے تو آپ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ عمیر (رضی اللہ عنہ) کا دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔ عمیر (رضی اللہ عنہ) بھی اپنی اصلیت ظاہر ہونے پر پشیمان تھے اور ان کے چہرے کا رنگ بدل چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عمیر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا تم کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ عمیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا میرا دعویٰ جھوٹا تھا اور میں خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر قسم کھاتا ہوں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی تھی اور مجھے اس کام کے لئے حنظلہ بن ابی سفیان نے آمادہ کیا تھا اور مجھے لالچ دی تھی۔ عمیر (رضی اللہ عنہ) کی بات سن کر معززین قریش کے سر شرمندگی سے جھک گئے۔

کتب سیر میں منقول ہے اس واقعہ کے بعد عمیر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۲۰ تا ۲۲)

سفر ہجرت:

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے اور مسلسل سفر کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلہ سے قبا میں آن ملے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب آپ رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مسلسل سفر کی وجہ سے شدید زخمی ہیں اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ چلنے کی سکت نہیں رکھتے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے اس وقت خون جاری تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے زخموں پر اپنا لعابِ دہن لگانا شروع کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۰۰)

Marfat.com

مسجد قبا کی تعمیر میں شمولیت:

حضور نبی کریم ﷺ نے قبا میں حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ سے زمین خریدی اور اس پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کے نام سے جانا جاتا ہے۔حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسجد کی تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔قبا میں پہلی مرتبہ نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی گئی جس میں سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شمولیت فرمائی۔قبا میں حضور نبی کریم ﷺ کا قیام قریباً پندرہ روز تک رہا۔(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بھائی بنایا:

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کی تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جب حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے مابین اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا۔

''تم میرے بھائی اور وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے مہاجرین اور انصار کے مابین

Marfat.com

اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔''

(سنن الترمذی جلد پنجم کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۱)

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر میں شمولیت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا یہ دو کم سن یتیم بھائیوں سہل اور سہیل رضی اللہ عنہم کی جگہ ہے اور ان کے نگران انصار میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس عاملہ پر بات کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ حصہ لیا اور دیواروں کی چنائی کے لئے اینٹیں اٹھا کر لاتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کی تعمیر کے وقت اشعار پڑھتے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

''مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والا خواہ وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اور جو
مسجد کی تعمیر میں خاک آلود نہ ہو وہ دونوں ہرگز برابر نہیں۔''

(سیرتِ ابن ہشام جلد صفحہ ۴۹۷)

Marfat.com

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے نکاح کا فیصلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی اور لاڈلی بیٹی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۲ھ میں ہوا۔

نکاح کے لئے شیخین رضی اللہ عنہم نے قائل کیا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی صاجزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔ ایک دن سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم بات کر رہے تھے کہ ہم سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاجزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں مگر وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ بڑھانا چاہیے تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں چنانچہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک

Marfat.com

دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگیں اور وہ جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ ان کی شرافت، قرابت اور جانثاری کی بناء پر انہیں اپنی صاحبزادی کا رشتہ دے دیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

نکاح حکم خداوندی پر ہوا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے نکاح کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے میں اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کردوں۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تمام مہاجرین و انصار میں منادی کروادو کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں چنانچہ مہاجرین و انصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟:

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ

Marfat.com

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتہً دے دی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۳ تا ۴)

رخصتی اور دعوتِ ولیمہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی

Marfat.com

طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ کوئی گھر کرائے پر لے لیں تاکہ رخصتی عمل میں آئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان کا گھر کرایہ پر لے لیا اور یوں دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمام مہاجرین و انصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دو۔آپ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہشتم صفحہ ۱۵۸)

تم اپنے اہل کو سنبھالو:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھائی گئی تھی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ موجود تھا۔گھر میں ایک گھڑا پانی کا تھا اور ایک برتن جس سے پانی پیا جا سکے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں تم اپنے اہل کے قریب نہ جانا۔پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرا بھائی کہاں ہے؟ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور بیٹی کے شوہر

Marfat.com

ادھر ہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پھر اس پر کچھ پڑھنے کے بعد وہ پانی پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیا کہ وہ بھی اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا لو تم اپنے اہل کو سنبھالو پھر دونوں کو دعا دیتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ ﷺ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

''الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا اور انہیں ان کی اولاد

Marfat.com

کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا. ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔" (کنزالعمال جلد ۱۱ حدیث ۳۲۹۲۳)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جب خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اکیس برس تھی جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً پندرہ برس تھی۔

(مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲۳۹)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی:

کتب سیر میں منقول ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دخترِ رسول اللہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور دونوں کے مابین زبردست ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی بات کو سمجھتے تھے اسی لئے مشکل حالات میں بھی دونوں کے درمیان کبھی کوئی لڑائی یا ناچاقی کی بات نہ ہوئی۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نہایت ہی صابر و شاکر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی گفتگو کا انداز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی زندگی کا بہترین نمونہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں کئی مرتبہ چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتیں، کپڑے دھوتیں اور اس کے علاوہ رضائے الٰہی کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی پابندی اور تسبیحات کے لئے بھی وقت نکالتی تھیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات چونکہ اتنے اچھے نہ تھے اس لئے اکثر و بیشتر گھر میں فاقہ ہوتا۔ اگر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مزدوری مل جاتی تو

Marfat.com

گھر میں کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بے جا فرمائشیں نہ کیں اور نہ ہی کبھی ان سے کسی چیز کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔

منقول ہے ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آٹھ پہر سے بھوکے تھے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل گئی اور اس مزدوری کے عوض انہیں ایک درہم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ایک درہم سے جو خریدے اور گھر لا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیئے جنہوں نے اسے چکی میں پیس کر روٹی بنائی اور پھر دونوں نے تناول فرمائی۔

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کھانے کو مانگا۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گھر میں آج تیسرا دن فاقہ سے ہے اور کھانے کو ایک دانہ بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے میرے باپ نے بوقت رخصتی نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو پریشان نہ کروں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ کہا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر پہنچ کر فرمایا السلام علیکم بیٹی! میرے ہمراہ ایک شخص بھی ہے کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بابا جان! اس وقت میرے بدن پر ایک پرانی قمیص کے سوا

Marfat.com

کچھ نہیں اور اس قمیص سے سارا بدن نہیں ڈھانپا جاسکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر انہیں پکڑا دی جس سے انہوں نے اپنا بدن ڈھانپ لیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لے کر گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حال دریافت کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا بابا جان! کل سے فاقہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا بیٹی! میں نے خود تین دن سے کچھ نہیں کھایا حالانکہ میں اللہ کا محبوب اور رسول ہوں اور تمہاری نسبت اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہوں۔ بیٹی! میں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کندھوں پر رکھا اور فرمایا۔

"تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو دنیا و آخرت میں سردار ہے تم اپنے شوہر کے ساتھ صبر و شکر سے رہو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کا گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹا! میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے نزدیک بلوا لوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کے قرب و جوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو وہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے

Marfat.com

بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہوگئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میری تمام چیزیں آپ ہی کی ملکیت ہیں آپ انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لا سکتے ہیں میرے نزدیک آپ اور آپ کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہو جائیں۔

(سیرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا صفحہ ۹)

Marfat.com

غزوات میں شمولیت کا فیصلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے مسلمان بھی اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کا یوں مدینہ منورہ میں امن اور سکون سے رہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا چنانچہ وہ دن رات مسلمانوں اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران مسلمانوں اور اسلام دشمن قوتوں کے مابین کئی جنگیں ہوئیں جن میں مسلمانوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں حصہ لیا۔ کچھ معرکے ایسے بھی تھے جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنا کر ان کی سربراہی میں لشکر بھیجا۔ ذیل میں ان جنگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حصہ لیا اور بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔

غزوۂ بدر:

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً ۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس

Marfat.com

غزوہ میں ۳۱۳ مجاہدین جن میں ۶۰ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں میدانِ جنگ میں اترے۔ مشرکین مکہ ایک ہزار کی تعداد میں سامان جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترے۔ لشکر اسلام کے پاس جنگی سازوسامانِ کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ جنگی سازوسامان سے لیس تھے جبکہ لشکر اسلام کی تعداد ۳۱۳ تھی اور ان کے پاس جنگی سازوسامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور یوں دعا کی۔

"اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ہمیں جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی۔

غزوۂ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد وضوابط کے مطابق پہلے فرداً فرداً ہوا۔ میدانِ جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تین انصاری نوجوانوں کو میدانِ جنگ میں اتارا۔ عتبہ بن ربیعہ نے جب ان انصاری نوجوانوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں کو میدانِ جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو واپس بلایا اور حضرت سیدنا امیر حمزہ، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا جبکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ایک ہی وار میں اپنے مدمقابل کی گردنیں اڑا دیں جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر

Marfat.com

عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین حکمت عملی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت نے جلد ہی مشرکین مکہ کے قدم اکھاڑ دیئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ حق و باطل کے اس پہلے معرکہ میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔

حق و باطل کی اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔ کفار کا سردار اور دین اسلام کا بڑا دشمن ابوجہل بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ غزوہ بدر میں چودہ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے جنہیں میدانِ بدر میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے اختتام پر کفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا اور فرمایا۔

''کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔''

غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''اہل بدر میں شامل تمام حضرات سے اللہ عزوجل واقف ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں بخش دیا اور آج کے بعد یہ جو بھی عمل کریں مگر جنت ان کے لئے واجب ہو چکی ہے۔''

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱، صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۳۱، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۷، سیرتِ ابن ہشام جلد اوّل صفحہ ۳۸۱)

Marfat.com

مسند احمد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن مجھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میں سے ایک کی مدد جبرائیل علیہ السلام کرتے ہیں جبکہ دوسرے کی مدد میکائیل علیہ السلام کرتے ہیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)

سب سے زیادہ بہادر کون؟:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تمہاری نظر میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہماری نظر میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیر خدا کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میرا مقابلہ ہمیشہ اپنے برابر کے لوگوں سے ہوا اور میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر کسی کو نہیں دیکھا۔ لوگوں نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوۂ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جب سائبان بنایا گیا تو سوال اٹھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کون کرے گا اور مشرکین کو ان کے ناپاک ارادوں سے کون روکے گا؟ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نیام سے نکالے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور کسی مشرک کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک نہ جانے دیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵)

Marfat.com

غزوۂ احد:

غزوۂ بدر میں جو مشرکین مارے گئے تھے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے شب ہجرت حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش نے بدلہ لینے کی غرض سے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ جمع کیا۔ اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دئیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے واپس لے گیا اور یوں آپ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں

Marfat.com

روک سکیں۔ ابتداء میں مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے جب مشرکین کو میدانِ جنگ سے بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور انہیں ہندہ کے غلام حبشی نے شہید کر دیا۔

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے والے سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

Marfat.com

"یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

"تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔"

اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

"اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔"

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر جب لشکر اسلام اور کفار آمنے سامنے ہوئے تو ابوسعد بن ابی طلحہ کفار کے لشکر سے باہر نکلا اور اس نے آ کر لشکر اسلام کو للکارا کہ کون ہے جو اس کا مقابلہ کرے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پر ایک وار کیا جس سے وہ نیچے گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۳ تا ۱۸۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا

Marfat.com

نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہو سکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے آگے بے بس نظر آئے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

غزوہ حمرۃ الاسد:

شوال ۳ ھ میں ہی حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ حمرۃ الاسد پہنچے۔ اس لشکر کا علم حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ حمرۃ الاسد پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دو افراد کو گرفتار کیا جن میں ابوغزہ نامی ایک شاعر بھی تھا جسے غزوۂ بدر میں قید کیا گیا اور اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ کبھی دوبارہ مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ ابوغزہ نے چونکہ وعدہ خلافی کی تھی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا جبکہ دوسرا شخص معاویہ بن مغیرہ تھا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن مغیرہ کی سفارش کی جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس شرط پر کہ وہ تین دن کے اندر اندر مدینہ منورہ چھوڑ دے اس کو امان دے دی۔ معاویہ بن مغیرہ نے اپنا قیام مدینہ منورہ میں تین دن سے زیادہ کر لیا جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے قتل کروا دیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۴۵)

غزوہ بنو نضیر:

ربیع الاول ۴ ھ کو حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ بنو نضیر روانہ ہوئے تاکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق جو بنو نضیر کا حلیف تھا اور حقیقتاً دین اسلام کا

Marfat.com

دشمن تھا اور بنو نضیر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازش کر رہا تھا اس کی سرکوبی کی جائے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر لشکر اسلام کا علم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ ﷺ نے نمازِ عصر بنو نضیر کے میدان میں ادا فرمائی۔ یہودیوں نے جب دیکھا لشکر اسلام ان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کے اندر سے ہی لشکر اسلام پر تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔

روایات میں آتا ہے کہ بنو نضیر، حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے وقت سے ہی قریش کے ساتھ خط و کتابت رکھے ہوئے تھے اور وہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی سلول منافق جس نے غداری کی تھی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا تھا اور بنو نضیر کے پاس قیام پذیر تھا ان کی سازشوں کو ختم کرنے کے لئے آپ ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ بنو نضیر کو سبق سکھانے کے لئے روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام نے بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا جو قریباً پندرہ روز تک جاری رہا۔ اس دوران بنو نضیر کا ایک ماہر تیر انداز غزواء اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ سے باہر آیا۔ آپ ﷺ کے حکم پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ غزواء اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کیا اور غزوا کا سر قلم کر کے آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔

عبداللہ بن ابی سلول منافق نے بنو نضیر سے وعدہ کیا کہ وہ بنو قریظہ کے ساتھ معاہدہ کر چکا ہے اور وہ عنقریب ان کی مدد کے لئے آنے والے ہیں مگر بنو قریظہ ان کی مدد کے لئے نہیں آئے۔ عبداللہ بن ابی سلول چونکہ منافق تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ بنو نضیر کے جب وسائل ختم ہونے

Marfat.com

لگے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں ان کے مال و اسباب سمیت یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چھ سو اونٹوں پر اپنا مال و اسباب لاد کر مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔

بنو نضیر کا سردار حی بن اخطب تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے۔ بنو نضیر کے قلعے خالی ہو گئے تھے اور ان کی عداوت بے نقاب ہو چکی تھی۔ اس معرکہ میں سرکش یہودیوں کی رسوائی ہوئی اور ان کا غرور خاک میں مل گیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵)

غزوہ بدر الموعود:

احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اعلان کیا تھا کہ وہ آئندہ برس اپنی فوج کو لے کر دوبارہ بدر کے مقام پر اکٹھا ہو گیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے یہ اعلان کیا تھا کہ ہمیں تمہاری بات منظور ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات جھوٹی ہوئی اور وہ جنگ کی تیاری نہ کر سکا۔ اس نے اپنی شرمندگی دور کے لئے مدینہ منورہ نعیم بن مسعود اشجعی کو بھیجا جس نے یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا کہ مشرکین مکہ نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کر لیا ہے اور وہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ نعیم بن مسعود مدینہ منورہ آتے وقت اپنا سر منڈوا کر آیا تھا تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دے کہ وہ عمرہ کر کے آ رہا ہے۔ نعیم بن مسعود نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں مسلمان ایسی خبروں سے پریشان ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوہ پر جانے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ پر جانے کا اعلان کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں سے کفار کا خوف جاتا رہا اور وہ بھی جوق در جوق غزوہ میں شمولیت کے حاضر ہونے لگے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ بعدازاں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لشکر اسلام کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ جنگ کے لئے نکل پڑے ہیں تو اسے نہایت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۲)

غزوہ بنی مصطلق:

یہودی قبائل کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کے بعد مشرکین مکہ اور یہودیوں کے روابط مزید مضبوط ہو گئے تھے اور اب وہ مشترکہ طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی سازش کی خبر ملتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ اس سازش کو ختم کرنے کے لئے روانہ ہو جاتے چنانچہ محرم الحرام ۵ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی مہم پر چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کے شمال میں بنوغطفان کی سرحد پر تشریف لے گئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس مہم میں لشکر اسلام کے ہمراہ تھے۔ لشکر اسلام جب بنوغطفان پہنچا تو یہودی قبائل لشکر اسلام کی ہیبت کی وجہ سے فرار ہو گئے۔

ربیع الاول ۵ھ میں ایک مرتبہ پھر خبر آئی کہ دومۃ الجندل میں کفار کا

Marfat.com

ایک عظیم لشکر اکٹھا ہو رہا ہے اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لئے اور ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس مہم میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب لشکر اسلام دومتہ الجندل پہنچا تو کفار میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور آپ ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

شعبان ۵ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان گذشتہ واقعات کے پس منظر میں لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا اور مدینہ منورہ سے مریسیع پہنچے تاکہ بنی مصطلق جو سازشوں میں مصروف تھے ان کی سرکوبی کی جاسکے۔ بنی مصطلق لشکر اسلام کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی صفوں کو منظم کیا اور ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنی مصطلق کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں بہادری کے بے مثال جوہر دکھاتے ہوئے دادِ شجاعت پائی۔ اس غزوہ میں بنی مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار کی بیٹی "جویریہ" حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین کے منصب پر فائز ہوئیں۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸)

غزوہ خندق:

مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں رہنے والے یہودی قبائل کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا پھر آپ ﷺ جب مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی و ترویج کا آغاز ہوا تو ان یہودی قبائل کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدے کئے اور ان معاہدوں کے مطابق یہودی قبائل، مشرکین مکہ کا ساتھ نہیں دیں گے اور اگر انہیں کوئی خطرہ لاحق ہو گا تو مسلمان ان کا

Marfat.com

ساتھ دیں گے۔ یہودی قبائل ان معاہدوں کے باوجود دل میں بغض رکھتے تھے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہودی قبائل نے مشرکین مکہ بالخصوص قریش کے ساتھ اپنے روابط گہرے کر لئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہودیوں کی ان سازشوں کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودی قبائل کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو اسلام دشمن قوتیں چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی سازوسامان سے لیس ہو کر حملہ آور ہوئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے گرد ایک خندق کی کھدائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچہ کی شکل اختیار کر لی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ٹولیاں بنائیں اور خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھدائی میں شامل تھے۔

دشمنانِ اسلام کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیراندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵)

Marfat.com

منقول ہے عرب کا مشہور شہسوار عمرو بن عبدو ایک جانب سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ عمرو بن عبدو کے بارے میں مشہور تھا وہ اکیلا سو کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے للکارا اور فرمایا۔

"اے عبدو کے بیٹے! مجھے معلوم ہے تو نے اعلان کر رکھا ہے
کہ اگر کوئی شخص تجھ سے دو باتوں کا مطالبہ کرے تو ایک بات
تو ضرور مان لے گا؟"

عمرو بن عبدو نے مغرورانہ لہجے میں کہا ہاں! میں نے اعلان کر رکھا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے دعوتِ اسلام دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن عبدو نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میری دوسری بات یہ ہے کہ آگے بڑھ اور مجھ سے مقابلہ کر۔ عمرو بن عبدو بولا میرے تمہارے والد کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تو میری تلوار کا نشانہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو میری تلوار سے جہنم واصل ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عمرو بن عبدو غصے میں آگیا اور تلوار لہراتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اگلے ہی لمحے عمرو بن عبدو کا سر تن سے جدا ہوگیا۔ کفار نے اپنے سردار عمرو بن عبدو کا سر قلم ہوتے دیکھا تو ان کے حوصلے پست پڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۸۴)

کتب سیر میں دشمنانِ اسلام کے محاصرے کی مدت بیس روز بیان کی جاتی ہے۔ بیس روز کے محاصرے کے بعد شدید طوفان آیا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے

Marfat.com

اور ان کے بدن طوفانی ہواؤں سے چھلنی ہونے لگے۔ اس خوف و ہراس کی کیفیت کو دیکھ کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو کہ کفار کے تمام لشکروں کا سالارِ اعلیٰ تھا وہ سمجھا شاید قیامت آ گئی ہے۔ اس نے ڈر کے مارے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہادری کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کا یوم خندق میں مقابلہ کرنا قیامت تک میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔"

غزوۂ خندق کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار "ذوالفقار" بھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۳)

غزوہ بنو قریظہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خندق کے بعد گھر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل فرماتا ہے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہتھیار نہ کھولیں کیونکہ بنو قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی شخص نمازِ عصر ادا نہ کرے یہاں تک کہ ہم بنو قریظہ پہنچ جائیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر لے کر بنو قریظہ پہنچے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک دستہ کے ہمراہ مقدمۃ الجیش پر مقرر فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

لشکر اسلام کا جھنڈا بنو قریظہ کے قلعہ کے سامنے گاڑ دیا۔ بنو قریظہ جو اچانک لشکر اسلام کے آنے کا سن کر قلعہ بند ہو گئے تھے انہوں نے قلعہ کی چھتوں پر چڑھ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اس دوران بنو قریظہ پہنچ گئے اور آپ ﷺ نے قلعہ کے محاصرے کا حکم دے دیا۔ پچیس روز کے محاصرے کے بعد بنو قریظہ نے آپ ﷺ سے درخواست کی انہیں زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے وہ جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہو گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے انہیں بنو قریظہ بلایا گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کا مال و اسباب کو ضبط کر لیا جائے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اس روشنی میں کیا کہ بنو قریظہ نے غزوۂ خندق میں کفار اور دیگر یہودی قبائل کو پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔ آپ ﷺ کے حکم پر ایک خندق کھودی گئی جہاں مردوں کو ایک ایک کر کے لایا جاتا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم ان کی گردنیں اڑاتے جاتے تھے۔ ان مردوں میں حی بن اخطب بھی شامل تھا جسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مارا۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۴)

بنو سعد کی سرکوبی:

۶ھ میں بنو سعد جو فدک کے گردونواح میں واقع تھے انہوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر سازش کی کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سو مجاہدین کے ہمراہ بنو سعد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور

Marfat.com

ہدایت فرمائی رات کو سفر کرنا اور دن میں قیام کرنا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے اور فدک و خیبر کے درمیان غمج نامی چشمہ پر پہنچ گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو گرفتار کیا اور اس سے بنوسعد کی جنگی تیاریوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس شخص نے پہلے تو انکار کیا مگر جب اس پر سختی کی گئی تو اس نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ میں بنوسعد کا جاسوس ہوں اور خیبر کے یہودیوں کے پاس جنگ کی صورت میں معاملات طے کرنے گیا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جان بخشی کا وعدہ کرتے ہوئے اس سے بنوسعد کی عسکری قوت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بنوسعد کی بے خبری میں ان پر ایک بڑا حملہ کردیا جس سے بنوسعد منتشر ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بھیڑ بکریاں اپنے لشکر کے ہمراہ ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ بنوسعد کو منتشر کرنے سے خیبر کے یہودی جو یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اگر وہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں تو بنوسعد ان کی مدد کریں گے ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ (طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۳۱۷)

بیعت رضوان کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

یکم ذی الحجہ ۶ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

حدیبیہ میں قیام کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کا غلط مطلب نکالا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جنگ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ سردارانِ قریش کو جا کر قائل کریں ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ان کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان کے گھر چلے گئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"ہم تمہیں طوافِ کعبہ کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لیں گے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

Marfat.com

خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی۔

''جب تک ہم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔''

اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

''اے پیغمبر! جو تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سہیل بن عمرو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا پھر سیدنا عثمان ابن

Marfat.com

عفان رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لکھو۔

باسم اللھم

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لکھو۔

ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھ دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ہوں۔''

جب معاہدہ تحریر ہو گیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس پر دستخط کئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۶۶)

معرکہ خیبر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

معاہدہ حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطمئن تھے کہ انہیں اب کچھ عرصہ تک مشرکین مکہ کی جانب سے کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ان سازشی قبائل کی جانب اپنی توجہ مرکوز فرمائی جو مدینہ منورہ کا سکون برباد کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے خیبر کا رخ کیا۔

خیبر شہر میں کئی بلند ٹیلے اور پہاڑ تھے اور یہ خالصتاً یہودی بستی تھی اور ان یہودیوں نے خیبر میں بے شمار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ خیبر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے قریباً سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے وہ بھی لشکر اسلام میں موجود تھے۔

لشکر اسلام نے سب سے پہلے خیبر کے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ایک گروہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔ قلعہ ناعم کے بعد لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ قلعہ قموص کے علاوہ خیبر کے تمام قلعے فتح کر لئے۔

Marfat.com

قلعہ قموص کا شمار خیبر کے سب سے مضبوط قلعوں میں ہوتا تھا اور اس قلعے میں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ قلعہ قموص کا محاصرہ کریں۔ لشکر اسلام نے قلعہ قموص کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کیے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی اور انہیں یہودیوں کی جانب سے بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ کئی روز کے محاصرے اور تابڑ توڑ حملوں کے باوجود قلعہ قموص فتح نہیں ہو رہا تو آپ ﷺ نے اعلان کیا۔

''کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھوں قلعہ فتح کرے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی جھنڈا اسے عطا ہو۔ اگلے دن جمعہ تھا آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد دریافت کیا۔

''علی (رضی اللہ عنہ) اس وقت کہاں ہے؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ابھی تک آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے جنگ میں عملی طور پر حصہ بھی نہ لے سکے تھے انہیں بلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''علی (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آنکھیں دکھتی ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔''

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس آجاؤ۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن نکالا اور اسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی اور آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن لگانے کے بعد مجھے کبھی آنکھوں کی کوئی بیماری نہ ہوئی بلکہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہوگئیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ قلعہ قموص کے دروازے پر پہنچے اور جھنڈا دروازے کے پاس گاڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس دوران ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے پوچھا تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب ہوں۔''

اس یہودی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو کانپ اٹھا اور کہنے لگا۔

''تورات کی قسم! یہ شخص قلعہ فتح کئے بغیر ہرگز نہیں جائے گا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص پر حملہ کیا تو یہودیوں کے سردار مرحب کا بھائی حارث کئی یہودیوں کے ہمراہ مقابلے کے لئے

Marfat.com

نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر اسلام نے باقی کے تمام یہودیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ غیظ وغضب کے عالم میں ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ قموص سے باہر نکلا اور باآوازِ بلند کہنے لگا۔

''خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

''میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا اور میں دشمنوں کو نہایت تیزی سے قتل کرتا ہوں۔''

مرحب نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو غصے میں اس نے تلوار کا وار کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے روک لیا اور اس پر جوابی وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مرحب کی لاش گرتے ہی لشکر اسلام نے یہودی لشکر پر حملہ کر دیا جس سے بے شمار یہودی مارے گئے اور باقی جو بچ گئے وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا بھاری بھرکم دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر اسلام قلعہ قموص میں داخل ہو گیا۔ یہودیوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے امان طلب کی اور آئندہ سے بدعہدی سے توبہ کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیہ کی شرط پر ان سے صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فتح کی نوید سنانے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں اور اللہ عزوجل دونوں تجھ سے راضی ہیں۔''

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۶، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے اور پھر خود سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کیا میں ان آنکھوں کے دکھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑوں گا؟ اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نکلے یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب وہ شب آئی جس کی صبح خیبر کو آپ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کل جھنڈا اسے دوں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہی محبت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں خیبر فتح فرمائے گا۔ پھر دوسرے دن ہم نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ آئے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے آنے کی امید نہ تھی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۲۶)

قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے قلعوں کو محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے جب خود کو قلعوں میں محصور پایا تو مجبور ہو کر قلعوں کے اندر رہ کر مدافعت کرنے لگے۔ یہودیوں کو اپنے ان قلعوں پر بڑا ناز تھا مگر لشکر

Marfat.com

اسلام نے ان کے تیروں اور پتھروں کی زد میں ہونے کے باوجود آگے بڑھ کر قلعہ ناعم کے ساتھ مزید دو قلعے فتح کر لئے پھر قلعہ قموس پر دھاوا بولا گیا اور یہ قلعہ بھی دو تین دن میں فتح ہو گیا اور اسی طرح مصعب، طلیح اور سلائم نام کے قلعے بھی فتح ہو گئے اب قلعہ خیبر کی باری تھی یہ قلعہ سب سے زیادہ مضبوط تھا اس کی فتح کے لئے بڑی کوشش کی گئی مگر یہ قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ جب کئی دن گزر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اپنی روحانی قوت سے اس قلعہ کو فتح کرے گا۔''

پھر دوسرے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جھنڈا اور لشکر لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو قلعہ خیبر کا سالار مرحب آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ شروع ہوا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار مرحب کی سپر کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی اور سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کے بدن کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ مرحب خاک پر لوٹنے لگا۔ مرحب کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مگر مجاہدین نے جان پر کھیل کر ایسا دھاوا بولا یہودی ہمت ہار کے بھاگے اور مسلمان ان کے تعاقب میں تھے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ ایک لمحہ میں اسے اکھاڑ پھینکا اور بطورِ ڈھال اسے استعمال کرنے لگے اور اس دوران دیگر مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فتح

Marfat.com

ہوگیا۔ یہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ بعد میں چالیس آدمی بھی مل کر اس دروازہ کو نہ اٹھا سکے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

حق آ گیا باطل مٹ گیا:

۸ ھ میں مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کو شدید نقصان پہنچایا اور انہوں نے معاہدہ حدیبیہ کی سخت خلاف ورزی کی تھی چنانچہ رمضان المبارک ۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی سے قبل مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں

۱۔ مشرکین مکہ بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔ مشرکین مکہ بنو بکر کی ہر قسم کی سیاسی وسماجی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر معززین مکہ کو پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو وہ یہ اعلان کریں معاہدہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مشرکین مکہ نے اس وقت تک غرور میں یہ کہہ دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ ختم کرتے ہیں مگر بعد میں وہ پچھتائے کہ وہ سنگین غلطی کر چکے ہیں۔ حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے معززین مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ مسلمان طاقت میں ہم سے بڑھ کر ہیں اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر معززین مکہ نے حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی باتوں کو نظرانداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے صلح کی کوششیں اور امن معاہدہ کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی

Marfat.com

صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا۔

''یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے۔''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رازدان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ جاری رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں شامل ہوئے۔ مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا۔

"ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔"

مشرکین مکہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

"جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۳، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۶۲ تا ۲۷۰)

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو سب سے بلند جگہ نصب تھا اسے توڑنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”تم میرے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دو۔“

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم بارِ نبوت اٹھالو گے؟“

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

ایک روایت کے مطابق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے تو عرض کیا۔

Marfat.com

''یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہو سکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴۸ تا ۳۴۹)

حضور نبی کریم ﷺ صادق ہیں:

روایات کے مطابق جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر اسلام کو خفیہ تیاریوں کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ لشکر اسلام مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط ایک عورت کو دیا جو اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع دی گئی اور آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور انہیں اس عورت کا حلیہ بتاتے ہوئے فرمایا فلاں جگہ فلاں حلیہ کی عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط لے کر آجاؤ۔ جب یہ تمام حضرات اس عورت کے پاس پہنچے تو اس عورت سے خط کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق ہیں اور وہ جھوٹ نہیں بولتے۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور اس عورت کو قتل کرنے کی دھمکی دی جس پر اس عورت نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ خط لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان گئے یہ خط حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خط مشرکین مکہ کو بھیجنے کا مطلب یہ نہیں کہ میں منافق ہوگیا ہوں یا مرتد ہوگیا ہوں بلکہ میں آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور میں نے یہ خط صرف اس لئے مشرکین مکہ کی جانب بھیجا تاکہ قریش پر میرا حق ثابت ہو اور وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس سچ پر انہیں معاف فرما دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے حکم دیں میں حاطب (رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ بدر کے وقت موجود تھے اور اللہ عزوجل نے اہل بدر کے متعلق فرمایا تم جیسے اعمال چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۵۹)

حنین میں ثابت قدم رہنے کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے نواح میں بنوہوازن اور بنوثقیف دو قبائل آباد تھے اور یہ دونوں قبائل جنگجو تھے۔ یہ دونوں قبائل بھی اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے اور اہل مکہ سے بھی شدید نفرت کرتے تھے۔ عام الفیل کے واقعہ میں جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور خانہ کعبہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تو بنوثقیف کے ایک شخص نے ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے بیشتر یہ دونوں قبائل مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع عرب بدوؤں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہے تھے۔ پھر بنوہوازن اور بنوثقیف کو خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ بغیر کسی جنگ کے فتح ہو گیا ہے تو انہوں نے اس خیال سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر وہ اس موقع پر مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دیں تو پھر عرب پر ان کا قبضہ ہو گا اور مکہ مکرمہ کی وادیاں ان کے زیر اثر ہوں گی اور وہ طائف کے باغات کے مالک ہوں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ بنوہوازن اور بنوثقیف کے چار ہزار افراد کا لشکر مکہ

Marfat.com

مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترا۔ حضور نبی کریم ﷺ جو مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا مگر مال غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے۔

''آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا؟''

اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہ تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔''

بنو ہوازن تیر اندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ

Marfat.com

جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جانثاروں میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کا مقدر ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کوئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا۔

”تم کہاں بھاگتے ہو میری جانب بڑھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا نام محمد ﷺ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔“

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی میدانِ جنگ سے بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! تم انصار کو پکارو اور بیعت رضوان والوں کو پکارو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق پکارا اور جو لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے وہ واپس پلٹنے لگے اور لبیک لبیک کہنے لگے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۱۵ تا ۳۲۱، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۳)

طائف کے نواح میں بت خانوں کو منہدم کر دیا:

۸ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ طائف کا محاصرہ کر لیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کر لیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے محاصرہ کے دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خواب کا ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا

Marfat.com

حکم دیا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف کی فتح نصیب ہو تو بادیہ بنت غیلان کا زیور مجھے عطا فرمائیے گا کیونکہ بنو ثقیف میں کسی اور عورت کے پاس اتنا زیور نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے خولہ (رضی اللہ عنہا)! مجھے ابھی بنو ثقیف کے متعلق کچھ حکم نہیں ہوا۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو محاصرہ ختم کرنے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خولہ رضی اللہ عنہا کی نسبت فلاں بات کا علم ہوا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اگر حکم ہو تو میں لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کروں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ طائف کے محاصرے کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک مختصر سے لشکر کے ہمراہ طائف کے نواح میں بھیجا تاکہ وہ اردگرد موجود بت خانوں کو ختم کر سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے تو آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ اوطاس کی گھاٹیوں میں موجود بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے ایک لشکر سے ہوا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر معرکہ کے بعد زیر کر

Marfat.com

لیا۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے طائف کے اردگرد کے تمام علاقے کو بت خانوں سے پاک کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۷۵ تا ۳۷۸)

حاتم طائی کی بیٹی کو قیدی بنا لیا:

مؤرخین لکھتے ہیں ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ بنو طے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ بنو طے کے بت خانے کو مسمار کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ تیز رفتاری سے بنو طے پر حملہ آور ہوئے کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بنو طے کا بت خانہ جلا کر راکھ کر دیا جبکہ بنو طے کے لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ بنو طے کے حاکم عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) شام کی جانب فرار ہو گئے جبکہ بنو طے کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی کو لشکر اسلام نے قیدی بنا لیا جسے مدینہ منورہ لانے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر قید کر دیا گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۹۷)

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی حفاظت پر مامور ہونا:

رجب المرجب ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے تیس ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا گیا۔ جس وقت غزوۂ تبوک کے لئے تیاریاں شروع کی گئیں وہ گرمیوں کا موسم تھا اور لشکر اسلام کو مالی وحربی وسائل کی کمی کا سامنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسلمانوں سے کہا وہ اپنی استطاعت کے مطابق جنگ میں حصہ لیں۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے نو سو اونٹ، سو

Marfat.com

گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم غزوۂ تبوک کے لئے فراہم کئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا علم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار باپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق

Marfat.com

دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۃ نصر میں اس کے متعلق یوں ارشاد فرمایا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا○

''پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔''

روایات کے مطابق غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لے گئے کہ انہیں آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موضع شرف پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا اور فرق صرف اتنا ہے ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۲)

Marfat.com

تبلیغ دین کے لئے یمن روانگی

فتح مکہ کے بعد ۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ملک یمن روانہ کیا تاکہ وہ وہاں دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام اس مؤثر انداز میں کیا کہ یمن کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں ۱۰ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہو گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی۔

''الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما دے اس کی زبان کو

Marfat.com

راست گو بنا اور اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرما۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوتِ حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ملک یمن میں مذحج کے مقام پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ایک قبیلے سے ہوا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین سو سواروں کے مختصر لشکر کے ہمراہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۶۰)

ایک عجیب وغریب مقدمہ کا فیصلہ:

منقول ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن بھیجا تو یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک عجیب و غریب مقدمہ پیش ہوا۔ ایک عورت نے ایک ماہ کے اندر تین مختلف مردوں کے ساتھ خلوت نشینی کی اور پھر وہ عورت حاملہ ہو گئی اور نو ماہ بعد اس عورت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب ان تینوں اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس لڑکے کے باپ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چونکہ آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پائی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ظاہر اور علم باطن میں فیضیافتہ تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لڑکے کی دیت کے تین حصے کئے جائیں اور پھر قرعہ ڈالا جائے اور یہ قرعہ جس شخص کے نام نکلے گا وہی اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے جائے گا جبکہ باقی دو لوگوں کی دیت کے تین حصوں میں سے دو حصے اسے ملیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو غلام کے مسئلہ پر قیاس کیا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس لوٹے اور حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کو اس عجیب و غریب مسئلہ کے متعلق بتایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تعریف کی۔ (مستدرک الحاکم جلد سوم صفحہ ۱۳۵)

دیت کی رقم کا فیصلہ:

یمن میں ہی قیام کے دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس دیت کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔

منقول ہے چند لوگوں نے ایک شیر کو پھنسانے کے لئے کنواں کھودا اور شیر اس کنوئیں میں گر گیا۔ پھر ان لوگوں میں سے چند ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے اسے کنوئیں میں دھکیلنے لگے اور ان کے اس مذاق کے دوران ایک شخص واقعی اس کنوئیں میں گر پڑا اور اس نے گرتے ہوئے ایک اور شخص کے دامن کو پکڑ لیا۔ دوسرے شخص نے بھی بدحواسی میں تیسرے شخص کا دامن پکڑ لیا اور تیسرے شخص نے چوتھے شخص کا دامن پکڑ لیا اور پھر چاروں شخص ہی اس کنوئیں میں گر پڑے۔ شیر نے ان چاروں شخص کو چیر پھاڑ ڈالا۔ ان چاروں لوگوں کے وارث آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور ہر کوئی دوسرے کے مقتول کو موردِ الزام ٹھہراتا تھا۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نبی ﷺ کی موجودگی میں تمہارا یوں جھگڑنا اچھا نہیں ہے اور تم اپنا مقدمہ عدالت نبوی ﷺ میں پیش کر سکتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے مابین موجود ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہی اس مقدمہ کا فیصلہ فرما دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے ان مقتولین کے خون بہا کی رقم یوں وصول کی جائے کہ ایک کو چوتھائی، ایک کو تہائی، ایک کو نصف اور ایک کو مکمل رقم خون بہا دی جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر وہ لوگ

Marfat.com

راضی نہ ہوئے اور انہوں نے یہ فیصلہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو سراہا اور اس فیصلے کو ہی نافذ العمل قرار دیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۷۷)

میرا فیصلہ بھی وہی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے:

بحار الانوار میں منقول ہے یمن میں قیام کے دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص کے گھوڑے نے بھاگتے ہوئے ایک شخص کو لات ماری اور وہ شخص مر گیا۔ اس شخص کے ورثاء نے گھوڑے کے مالک کو پکڑ لیا اور اس سے خون بہا کا مطالبہ کرنے لگے۔ پھر جب جھگڑا بڑھا تو وہ لوگ اپنے مقدمے کا فیصلہ کروانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''گھوڑے کے مالک پر دیت کی رقم واجب نہیں ہے۔''

مقتول کے ورثاء حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مقدمہ پیش کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ) ظلم نہیں کر سکتا اور میرا بھی وہی فیصلہ ہے جو علی (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔''

مقتول کے ورثاء نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں اور ہم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں۔''

Marfat.com

نقیب اسلام مقرر کیا جانا

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرماتے ہوئے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ حج کی غرض سے بھیجا اور یہ بعثت نبوی ﷺ کے بعد پہلا باقاعدہ حج تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس حج میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے امیر مقرر کئے گئے تھے جو اس بات کی دلیل ہے آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منصب امارت کے حقدار تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ امیر حج بنائے جانے سے سے قبل بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کئی اہم ذمہ داریاں سونپتے رہے تھے اور اب آپ رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر حج کے تمام فرائض ادا کئے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے پینے اور سونے کا برابر انتظام کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو اس طریقے سے منظم کیا کہ دشمنانِ اسلام یہی سمجھتے رہیں مسلمان تعداد میں ان کی توقع سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز کے لئے پکارا۔ اس دوران ہم نے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

"یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ کی آواز ہے اور شاید حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوں۔ اگر آپ ﷺ خود ہوں گے تو ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام جاری تھا اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو کیا قاصد بن کر آئے ہو یا قائد بن کر؟"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"میں قائد نہیں قاصد بن کر آیا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سورۃ توبہ دے کر بھیجا ہے کہ میں یہ حج کے دن لوگوں کو سناؤں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور خانہ کعبہ کا طواف کر چکے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی اور اعلان کیا اب کوئی بھی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو گا، کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر عرفہ کے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی ایک مرتبہ پھر تلاوت فرمائی۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں

Marfat.com

کو قربانی کا حکم دیا تو قربانی کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پھر سورۂ توبہ کی تلاوت کی اور پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سعی کا طریقہ بتایا اور سعی کرنے کا حکم دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سعی کے بعد پھر سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔ یوں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق چار مرتبہ سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا جبکہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم بنایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۹، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

مؤرخین لکھتے ہیں ۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب حج بیت اللہ کی غرض سے عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کی خبر آناً فاناً گردونواح میں پھیل گئی اور پھر لوگوں کے قافلے جوق در جوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے سے ملنے لگے اور یوں جب یہ قافلہ حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ پہنچا تو روایات کے مطابق اس قافلے میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد موجود تھے۔

حجۃ الوداع میں شمولیت کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے ملک یمن کے کامیاب سفر کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر ہوئے تو راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اس خبر کے ملتے ہی مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور منزل بہ منزل سفر کرتے مکہ مکرمہ پہنچے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہونے لگے تو احرام باندھ لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے یمن کے دورے کی تفصیلات بیان کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

"علی (رضی اللہ عنہ)! تم طواف کعبہ کے بعد اپنا احرام کھول دو۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے جب یہ احرام باندھا تھا تو یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھ رہا ہوں جو تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس قربانی کے لئے اونٹ ہیں؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس قربانی کے لئے کوئی جانور موجود نہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم فکر نہ کرو اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی کے جانوروں میں شریک فرمالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی اور یہ آخری حج ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں کیا اسی لئے اس حج کو تاریخ میں حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۷۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے وصال کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سورۃ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا مجھے اللہ عزوجل نے میرے وصال کی خبر

Marfat.com

دی ہے۔آپ ﷺ کی بات سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی تم یوں نہ روؤ اور تم میرے اہل وعیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو مسکرا دیں۔ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے انہیں بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن موقع پا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پھر دریافت کیا کہ وہ اس دن پہلے روئی تھیں اور پھر مسکرائی تھیں اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا اس دن آپ ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تھی جسے سن کر میں رو پڑی تھی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے اہل وعیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی اور میں آپ ﷺ کی یہ بات سن کر مسکرا دی تھی۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۵۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم آپ ﷺ کے وصال کے خوف سے روتے ہیں۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔آپ ﷺ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

''لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے

Marfat.com

یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے نیک لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے گنہگاروں سے درگزر فرمائے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا کہ مجھے اس کھانے کی تکلیف آج محسوس ہوئی جو میں نے خیبر کے دن کھایا تھا اور اس کے زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۵۴۹)

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

Marfat.com

اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال یا سامان جیسے چاہے قصاص لے۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے میرے تین درہم دینے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو فرمایا میں کسی کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو قسم دیتا ہوں مگر یہ تین درہم میں نے تم سے کب لئے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا ایک دن ایک فقیر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اسے تین درہم دے دو اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فضل رضی اللہ عنہ! اسے تین درہم دے دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جس کسی پر حق ہو اسے چاہیئے کہ وہ آج اپنی گردن اتار دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے خوفزدہ ہوں گا، یاد رکھو کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے مالِ غنیمت میں تین درہم خیانت کی تھی جو میری گردن پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مالِ غنیمت میں خیانت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس وقت ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کی جانب سے وہ تین درہم ادا کر دو۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا اے لوگو! کسی میں کوئی صفت ایسی ہو جسے وہ جانتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ کھڑا ہو تاکہ میں اس کے حق میں دعا کروں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کذاب ہوں، فحش گو ہوں اور میں بہت دیر تک سوتا رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اسے سچائی نصیب فرما اور اس کی نیند کو اس سے دور کر دے جبکہ یہ بیداری کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سن کر کہا اے شخص! تو خود کو رسوا کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے راست گوئی اور کامل ایمان اور دل کے کینہ کو دور کرنے کی دعا فرمائی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسی بات کہی جسے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ہے اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں اور حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے خواہ عمر (رضی اللہ عنہ) جس جانب مرضی ہوں۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا

Marfat.com

ڈرانے والا ہوتا کہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ رے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم سب رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر

Marfat.com

چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام۔ پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔''

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت اپنے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔

میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔''

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب آپ ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ان کی جانب ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے

Marfat.com

دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۶۸)

تم تین دن بعد غلام بنو گے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایامِ مرض میں حاضر خدمت رہے اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قدرے بہتر ہے۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

> "علی (رضی اللہ عنہ)! تم تین دن بعد غلام بنو گے اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر موت کے آثار دیکھے ہیں، میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنو عبدالمطلب کے چہرے کی کیفیت موت کے وقت کیسی ہوتی ہے؟"

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۶۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس مرض میں وصال ہوا ان دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں امامت فرماتے تھے حتیٰ کہ سوموار کے روز جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچانک اپنے حجرۂ اقدس کا پردہ ہٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس قرآن مجید کے اوراق کی

Marfat.com

مانند دکھائی دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر ہنس پڑے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری جانب دیکھنا ہمارے لئے بڑی خوشی و مسرت کا باعث تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب میں خیال وارد ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور وہ (امامت سے) پیچھے ہٹنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی نماز پوری کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور حجرہ مبارک کا پردہ نیچے گرا دیا گیا پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۵۶۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھ پر اللہ عزوجل کے بے شمار احسانات ہیں۔ ان میں بڑا احسان یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حجرہ میں، میری باری کے دن میرے سینے اور گردن کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ عزوجل نے میرے لعابِ دہن اور حضور کے لعابِ دہن کو آپس میں ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ اس دن میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے گھر آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف غور سے دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنا چاہتے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) سے مسواک لے لوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا چنانچہ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ میں نے دیکھا وہ سخت تھی۔ میں نے عرض کیا ارشاد ہو تو میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرم کر دوں؟ پھر میں نے مسواک کو دانتوں میں چبا کر نرم کیا اور

Marfat.com

آپ ﷺ نے وہ مسواک لے لی۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا تھا آپ ﷺ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے اور فرماتے۔

لا الہ الا اللہ

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دست مبارک کھڑا کیا اور یہ فرمانے لگے۔

فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک جسم سے باہر نکل گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۵)

واقدی کا قول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن وصال فرمایا اور دوسرے دن یعنی سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت زوال کے بعد آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰۴)

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سخ بنی خارث بن خزرج میں موجود تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ

Marfat.com

کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۶۹)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے

Marfat.com

لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ ﷺ ہم میں واپس آجائیں گے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو

Marfat.com

چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے
پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان
نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۵۶۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ وصال
فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔“

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔ قریش نے آواز دی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ددھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ایک ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند فرمایا۔

Marfat.com

''اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازہ کی بہ نسبت اپنے غیر کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں داخل ہوگا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا اعزاز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اپنی ظاہری زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اپنے وصال میں بھی پاکیزہ ہیں۔'' (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ بنوعوف کے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے غسل میں شامل فرمالیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بھی آجاؤ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غسل کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا اور حضرت سیدنا عباس، حضرت فضل وغیرہ کروٹ بدلتے جاتے تھے اور شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ جسم اطہر پر پانی ڈالتے جاتے تھے اور اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے۔

Marfat.com

''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں۔''

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۳)

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کو قبر میں اتارنے کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت قسم بن عباس اور شقران رضی اللہ عنہم اترے اور اس موقع پر اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس سعادت سے سرفراز فرمائیں چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم ۳۶۳)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم:

حضرت عبدالرحمن بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غمزدہ چہرے کے ساتھ تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کس بات سے غمزدہ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے وہ پیش آیا جو تمہیں نہیں پیش آیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا۔

''سنو! یہ کیا کہہ رہے ہیں میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے جس نے مجھ سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ پر رنج کیا ہو۔'' (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

Marfat.com

دوسرا باب

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے دورِ خلافت میں

حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com

سقیفہ بنی ساعدہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ابھی عمل میں نہ آئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا ایک اجتماع ہوا اور انصار کا دعویٰ تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ گفتگو کے دوران انصار نے مطالبہ کیا ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا ہوگا۔ انصار کے مطالبہ کو تسلیم کرنے کا مطلب تھا اسلامی اخوت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیا جائے اور اگر انصار کا مطالبہ مانتے ہوئے انہیں مسند خلافت پر فائز کیا جاتا تو عرب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش اس پر راضی نہ ہوتے اور وہ انصار کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ اس کے علاوہ انصار کے دو گروہ تھے بنی اوس اور بنی خزرج اور ان میں بھی اس مؤقف پر باہم اتفاق نہ تھا لہٰذا یہ امر محال تھا کہ انصار میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جاتا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ جائز نہیں مسلمانوں کے ایک وقت میں دو امیر ہوں اس طرح امور میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس سے فتنہ و فساد شروع ہو جائے گا اور سنتیں ترک ہو جائیں گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تجویز دی امراء مہاجرین جماعت میں سے ہوں گے اور وزراء انصار سے ہوں گے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا

Marfat.com

تاریخی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

"ہم تمہارے فضائل و مناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو تاکہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تمام مخلوق آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر ٹوٹ پڑی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد انصار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کسی شخص نے کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے؟ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۳ تا ۲۴۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸ تا ۱۰۱۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۴۔ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۶)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت میں تاخیر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق روایات میں آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں اس لئے تاخیر فرمائی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ جب تک قرآن پاک جمع نہیں کریں گے ماسوائی نماز کے کبھی اپنی چادر نہ اوڑھیں گے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بھی ذکر کیا جو کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا بھی برملا اقرار کیا کہ شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے کیونکہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب کو اپنے عزیز و اقارب سے بہتر جانتا ہوں۔''

اس کلام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان غلط فہمی دور ہو گئی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے معاملے میں صاف ہو گئے۔ (صواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۸)

کچھ مؤرخین حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے

Marfat.com

بیعت میں تاخیر کی ایک وجہ باغِ فدک اور مسئلہ وراثت کو قرار دیتے ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وراثت کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں ہوتی وہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے البتہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے نفقہ لے سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز ہیں مگر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے ایسے ہی پیش آؤں گا جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود پیش آیا کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت کی تاخیر کو کئی لوگوں نے غلط رنگ دینے کی کوشش کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی جانب سے غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بردباری اور تدبر کے ساتھ اس تمام معاملے کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے

Marfat.com

امر خلافت پر نگاہ دوڑائی اور پھر ہم نے پایا حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کیا تھا پس ہم ان سے راضی ہو گئے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے دین کے لئے چنا تھا اور ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا یعنی انہیں خلیفہ تسلیم کر لیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۴ تا ۳۰۵)

ابن عساکر نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں وہاں موجود تھا اور غائب نہ تھا اور نہ ہی میں مریض تھا پس جسے حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں تحریر کیا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی تھی اور جس بیعت کے متعلق ذکر آتا ہے کہ چھ ماہ بعد کی تھی وہ بیعت ثانیہ تھی اور پہلی بیعت کو پختہ کرنے اور شبہات کو ختم کرنے کے لئے تھی۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۳۹۹)

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا ایک چھوٹا گھر غلبہ پا گیا اللہ کی قسم! میں سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جمع کر سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو لیکن تمہاری دشمنی ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بلاشبہ ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۱)

Marfat.com

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق معمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اس کی کیا وجہ ہے؟ زہری نے کہا جب تک بنی ہاشم نے بیعت نہ کی آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی اور پھر جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے مائل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا میں آپ رضی اللہ عنہ سے تنہا ملنا چاہتا ہوں اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ سخت طبیعت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے گوارا نہ کیا کہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئیں۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو اس وقت بنو ہاشم بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بھی ذکر کیا جو کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا بھی برملا اقرار کیا شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے کیونکہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب کو اپنے عزیز و اقارب سے بہتر جانتا ہوں۔ اس کلام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان غلط فہمی دور ہو گئی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے معاملے میں صاف ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۰ تا ۴۱۱)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! اگر تمہارا خیال ہے کہ میں نے خلافت تم سے اس لئے لی ہے کہ میں اس کا شوق رکھتا ہوں یا مجھے تم پر کچھ فوقیت حاصل ہے تو قسم ہے ذاتِ باری تعالیٰ کی! میں نے خلافت کو خلافت کی جانب رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لی اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ ہی میں نے چھپ کر اور نہ ہی اعلانیہ بارگاہِ خداوندی میں اس کا سوال کیا اور بے شک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہاں! اگر اللہ عزوجل کی مدد میرے شامل حال ہو۔ میں پسند کرتا ہوں یہ کسی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو جائے اس شرط پر کہ وہ اس سے انصاف کرے پس میں یہ خلافت تم پر واپس کرتا ہوں اور آج سے میں بھی تمہاری طرح ایک عام شخص ہوں۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ کے بعد اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل اپنے گھر سے نکلتے اور یہ کہہ کر واپس چلے جاتے میں نے تمہاری بیعت کو واپس کیا۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

''بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے ہیں پس کون

Marfat.com

ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے ہٹائے۔"

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب منبر پر کھڑے ہو تقریر کی اور خلافت کو واپس کیا تو حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو ہرگز واپس نہ کریں گے اور ہم جانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہم میں سے ہر ایک پر مقدم رکھا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے متعلق فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد کسی قسم کا کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہ لیتے تھے بلکہ خلیفہ بننے سے قبل کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی اپنی گزر بسر کے لئے اسی پیشے کو اختیار کئے رکھا اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کپڑا کندھے پر اٹھائے مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ سیدنا فاروق اعظم اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوگئی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سامان فروخت کرنے بازار جا رہا ہوں تاکہ اپنے اہل و عیال کے کھانے کا بندوبست کرسکوں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے معاملات کے نگہبان ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اپنے لئے کچھ وظیفہ بیت المال سے مقرر فرمالیں تاکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات احسن انداز میں نبٹا سکیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد سیدنا فاروق اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تین سو درہم ماہوار مقرر کر دیا

Marfat.com

گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۵)

حرمت شراب کے متعلق فیصلہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں ایک شخص کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس شخص نے شراب پی تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کیا تو نے شراب پی ہے؟ تو اس شخص نے اقرار کر لیا اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کیا اور میرا گھر ان لوگوں کے پاس ہے جو شراب نوشی کرتے ہیں اور میں نہیں جانتا تھا اسلام میں شراب حرام ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا اس کا کیا فیصلہ کیا جائے؟ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا یہ فیصلہ تو ابوالحسن رضی اللہ عنہ ہی کریں گے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے یہ مسئلہ بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کو لے کر مہاجرین و انصار کے سامنے پھرایا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ کیا ان میں سے کسی نے اس شخص کے سامنے شراب کے حرام ہونے کا ذکر کیا ہے؟ چنانچہ اس شخص کو آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق مہاجرین و انصار کے سامنے پھرایا گیا اور کسی نے اقرار نہ کیا کہ اس نے شراب کے حرام ہونے کا ذکر اس شخص کے سامنے کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کے متعلق بتایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہ حرمت خمر سے آگاہ نہ تھا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۴۸)

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں کیا گیا عجیب فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص آئے اور ان میں سے ایک

Marfat.com

شخص کہتا تھا یہ دوسرا شخص کہتا ہے میں نے خواب میں تیری ماں کے ساتھ جماع کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے انہوں نے فرمایا۔

''اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو کوڑے مارے جائیں کیونکہ خواب کی حقیقت مثل سایہ کے ہے اور اس شخص کو بھی بطورِ تنبیہ کوڑے مارے جائیں تا کہ یہ آئندہ ایسا برا خواب بیان کر کے دوسرے مسلمان کو اذیت نہ دے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۵۰)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روکنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے ذوالقصہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا۔

''اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو احد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے یوں مصیبت میں مبتلا نہ کریں اور مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہمیں کوئی مصیبت پہنچی تو اسلام کا یہ نظام قائم نہ رہ سکے گا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی بات سنی تو مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۰)

اعرابی کے عجیب وغریب سوالات:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چند دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا۔ اس اعرابی نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا اور دریافت کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی کون ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اس اعرابی نے حیرانگی سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ میرا نام کیسے جانتے ہیں جبکہ یہ میری اور آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے متعلق بتایا تھا اور تمہارے حال سے بھی آگاہ کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا نام مضر ہے اور تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی تھی اور کہا تھا تہامہ میں ایک شخص کھڑا ہوگا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن اور جس کی گفتگو میں شہد سے زیادہ مٹھاس ہوگی، وہ خچر پر سوار ہوگا اور اپنے جوتوں اور کپڑوں کو خود پیوند لگائے گا۔ وہ زنا، سود، شراب خوری اور ناحق خون بہانے کو حرام قرار دے گا اور وہ آخری نبی ہوگا۔ وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہوگا اور خانہ کعبہ کا حج کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے گا اور تم اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ تمہاری قوم نے جب تمہاری باتیں سنیں تو تمہیں قید کر دیا اور اب جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو تمہاری قوم سیلاب میں غرق ہو گئی اور تمہیں اس قید خانے سے آزادی ملی۔ پھر تمہارے کانوں نے غیبی ندا

Marfat.com

سنی اے مضر! مدینہ منورہ جاؤ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تم ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملو اور ان کے روضہ مبارک کی زیارت کرو۔

اس اعرابی نے جب اپنا حال حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں کچھ سوالات کے جواب چاہتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سوال پوچھا انشاء اللہ العزیز تمہیں ان کا جواب ملے گا۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلا سوال کیا کہ وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے دوسرا سوال کیا کہ وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ اس اعرابی نے تیسرا سوال کیا وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے چوتھا سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جس نے قبر والے کو سیر کرائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ قبر مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر تین دن تک پھرتی رہی۔ اس اعرابی نے پانچواں سوال کیا کہ وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک مرتبہ کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو نگل گیا۔ اس اعرابی نے چھٹا سوال کیا وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جہاں صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دریائے نیل کا وہ حصہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے شق ہوا تھا۔ اس اعرابی نے ساتواں سوال کیا کہ ایسا کون سا جاندار ہے جو پتھر سے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے جو پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس اعرابی نے آٹھواں سوال کیا کہ وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچے کو جنم دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ اس اعرابی نے نواں سوال کیا کہ وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم اور جان ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے دسواں سوال کیا وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ موت اور زندگی ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے گیارہواں سوال کیا کہ شے اور لا شے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شے مومن ہے اور لا شے کافر ہے۔ اس اعرابی نے بارہواں سوال کیا رحم مادر میں سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رحم مادر میں سب سے پہلے شہادت کی انگلی بنتی ہے۔ اس اعرابی نے تیرہواں اور آخری سوال کیا قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کے دماغ کی ہڈی۔ اس اعرابی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔ (معارج النبوۃ)

لواطت کے متعلق فیصلہ:

کنز العمال میں منقول ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا عرب کے مرتد قبیلوں میں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے نکاح کر رہے ہیں اس معاملہ میں میری رہنمائی کی جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ طلب

Marfat.com

کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس مشاورت کا حصہ تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بلاشبہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک قوم اسی گناہ میں مبتلا ہوئی تھی تو اللہ عزوجل نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا تھا اور میں اس مسئلہ پر یہ کہوں گا ایسے افراد کو دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جائے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تکریم کرتے ہوئے حکم دیا کہ ایسے فعل بد میں مبتلا افراد کو دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جائے۔ (کنز العمال)

مجلس مشاورت کے رکن:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا جاتا تھا ان میں ایک نام حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بھی ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں اور مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۵۰)

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر بسر دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مالِ غنیمت پر ہوتا تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کی ضروریات کے لئے کافی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حسب معمول مالِ غنیمت سے حصہ دیا اور اس کے علاوہ بنی ہاشم میں اموال کی تقسیم کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۵)

Marfat.com

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مرض الوصال میں مبتلا ہوئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی انہیں سیدہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کی اجازت دیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا مسلمانوں کے خلیفہ تمہاری عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں اگر تم کہو تو میں انہیں گھر کے اندر آنے کی اجازت دے دوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ان کا حال احوال دریافت کیا اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں نے اپنے گھر. اپنے مال اور اپنے خاندان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔"

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جو اس سے قبل وراثت کے معاملہ پر سیدنا

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اپنی ناراضی فوراً ختم کر دی۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم صفحہ ۲۸۹)

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے روز جب گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے بیماری اور کمزوری کے باوجود آٹا گوندھا اور اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکائیں۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور بچوں کے کپڑے دھوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہیں کبھی دو کام اکٹھے نہیں کرتے دیکھا آج تم کام اکٹھے کر رہی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رات خواب میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ بابا جان

Marfat.com

میرے منتظر تھے میں نے عرض کیا میری جان آپ ﷺ کی جدائی میں نکل رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تمہارا انتظار کر رہا ہوں پس اس خواب کے بعد میں نے جان لیا میرا اس دنیا میں یہ آخری دن ہے اور میں اب اس دنیا سے پردہ فرمانے والی ہوں۔ میں نے یہ روٹیاں اس لئے پکائی ہیں کل جب آپ رضی اللہ عنہ میرے غم میں مبتلا ہوں تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور کپڑے اس لئے دھو دیئے ہیں کہ میرے بعد جانے کون کپڑے دھوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی باتیں سنیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جدائی اور اب حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی کی جدائی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کاری زخم سے کم نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا غم نہ کریں اور جیسے آپ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے صبر کیا اب بھی صبر کیجئے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا میرے بچوں کو کھانا کھلا دیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جب انہیں کھانے کے لئے جمع کیا تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا ہم اپنی والدہ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو ان کے نانا محبوبِ خدا حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بچے پھر آ گئے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ہمیں اپنی والدہ کا آخری دیدار کرنے دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اشارہ سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انہیں آنے دیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور بچے بھاگ کر ماں کے سینہ سے لگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں پیار کیا اور انہیں دعائیں دیتے ہوئے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔

بچوں کے جانے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں ان سے کہا والدہ! میرے غسل کے لئے پانی کا انتظام کرلیں تا کہ میں غسل کرسکوں۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ غسل کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ قبلہ رو لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جسد اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافور بہشتی لائے تھے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین حصے کئے۔ ان میں سے دو حصے مجھے عنایت ہوئے اور وہ میرے اور ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھے۔ تم اس میں سے ایک حصہ لے آؤ اور دوسرا حصہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے سنبھال کر رکھ دو۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کے لئے دعا فرمائی اور اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادیاں)

صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا جبکہ غسل کا سامان حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہیں دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو اس

Marfat.com

جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً انتیس برس تھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو اس کی اطلاع سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لائے اور اس وقت نمازِ جنازہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ آپ رضی اللہ عنہ پڑھائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی اور پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ (طبقات ابن سعد جلد ہشتم صفحہ ۲۹)

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال پر آپ رضی اللہ عنہا کے بچے جو ابھی کم سن تھے وہ بے حد افسردہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی بچوں کو دلاسہ دیتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ روایات میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اشعار کا بھی ذکر ہے جو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر کہے۔ ان اشعار کا مفہوم ذیل ہے۔

”مجھ سے وہ پیارا جدا ہوا ہے جس کے بعد اب کوئی محبوب مجھے نظر نہیں آتا اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ نہیں ہے۔ میں دنیا کے بے شمار امراض دیکھتا ہوں اور مریض بلکہ موت بھی بیمار ہے۔ میرا اجتماع میں افراق ضروری ہے اور ہر وصل سوائے فراق کے کم ہے۔ سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی جدائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے بعد ظاہر کرتی ہے کہ کسی کا محبوب ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہتا۔“

(مستدرک الحاکم جلد سوم صفحہ ۱۶۳)

Marfat.com

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۶۳ برس تھی۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۹)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں اختیار دیتا ہوں تم اپنے لئے خلیفہ چن لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی رائے میں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قدرے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

"میرے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب سے بہتر کوئی نہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر عمر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا

Marfat.com

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''جتنی میری معلومات ہیں عمر (رضی اللہ عنہ) کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے اور ہم میں اس وقت ان جیسا کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب سے مشورہ کیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تحریر کرو۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیا۔''

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا قائل کرنا:

ایک روایت میں ہے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا بلاشبہ میں نے تم سے ایک عہد کیا اور کیا تم اس عہد پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم راضی ہیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک منصب امارت کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال:

ابن سعد کی روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ لوگ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کسی طبیب کو

Marfat.com

نہ بلوائیں؟‘‘

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

’’طبیب نے مجھے دیکھا ہے۔‘‘

لوگوں نے پوچھا۔

’’پھر طبیب نے آپ رضی اللہ عنہ سے کیا کہا؟‘‘

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

’’طبیب کہتا ہے میں ہر اس کام کو گزرنے والا ہوں جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔‘‘

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی۔ اس روز سوموار کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر امامت فرماتے رہے۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

ابن سعد کی روایت ہے بوقت وصال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اتنی ہی تھی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے حسب وصیت دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اکثر روزہ سے ہوتی تھیں اور جس دن آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ بوقت غسل کہیں نقاہت نہ ہو جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھودی گئی۔ قبر میں سیدنا فاروقِ اعظم،

Marfat.com

سیدنا عثمان ابن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی لحد میں اترنا چاہا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا۔

''بس کافی ہیں۔'' (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۹ تا ۴۲)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا سانحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی بارِ گراں سے کم نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم ان کے چہروں سے دکھائی دیتا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر اپنے گھر سے باہر آ کر فرمایا۔

''آج خلافت نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

''ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایمان میں سب سے زیادہ مخلص اور یقین میں پختہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جب کوئی ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی سرپرستی فرمانے والے تھے اور سیرت میں حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کے لقب سے یاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کا قلعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دلیل قوی تھی۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ چلے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پر پہنچے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جسم اقدس چارپائی پر رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل کی آپ رضی اللہ عنہ پر بے پناہ رحمتیں نازل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس اور غمخوار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان اور مشیر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یقین قوی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مخلص مومن تھے اور خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے دین میں دوسروں کی نسبت سب سے زیادہ بے نیاز اور کسی بھی چیز کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر رفقاء کی نسبت زیادہ فضیلت والے، برکت والے اور سبقت لے جانے والے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم میں مقام و مرتبہ میں سب سے افضل تھے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس وقت تصدیق کی تھی جب سب انہیں جھٹلا رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ''صدیق'' کے لقب سے یاد کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری اور دلجوئی کی جب دوسرے لوگ بخل سے کام لے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا جبکہ دوسرے لوگ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باوجود تکالیف اور مصائب کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ ثانی اثنین اور یارِ غار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفیق تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق بھی بھرپور ادا کیا اور ایسا کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کے کوئی بھی ادا نہ کرسکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت پھرتی کا مظاہرہ کیا جب دوسرے سست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت قوی تھے جب سب کمزور و عاجز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا شعار بنائے رکھا جب لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بلاتفرقہ خلیفہ

Marfat.com

برحق تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بلاشبہ منافقین کو غصہ، کفار کو رنج اور حاسدین کے لئے کراہیت اور باغیوں کے لئے غیظ و غضب کی علامت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ حق پر قائم رہے جبکہ دوسرے لوگ اس وقت بزدلی کا مظاہرہ کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جب سب کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نورِ خداوندی کو آگے بڑھایا اور پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے ہدایت کو پا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سب سے پست تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنجیدہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بات درست تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ خاموش طبع تھے مگر جب بھی بات کرتے تھے ٹھوس بات کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا اور آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی معاملہ فہم نہیں تھا۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے غافل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے لئے ایک رحمدل باپ کی مانند تھے اور مومنین کو اپنی اولاد کی مانند رکھتے تھے۔ لوگ جس بھاری بوجھ کے لئے خود کو عاجز جانتے تھے آپ رضی اللہ عنہ وہ بھاری بوجھ اٹھانے والے تھے۔ جس چیز کو لوگوں نے چھوڑ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی نگرانی اور نگہداشت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ جب لوگ گھبرا رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تسلی دی اور اپنی

Marfat.com

ہدایت کی خاطر وہ آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ پر لوٹ آئے اور وہ جس چیز کے متعلق سوچ بھی نہ سکتے تھے اسے انہوں نے پالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کفار کے لئے آگ کا شعلہ اور عذاب کا نزول تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مومنین کے لئے رحمت کا نزول تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں خود کو پرسکون محسوس کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نیک اوصاف کا مجموعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حجت قوی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بصیرت کمزور نہ تھی اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ بزدل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قلب میں کبھی خوف نے جگہ نہ لی اور آپ رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ کی مانند تھے جس کو تیز آندھیاں اور طوفان بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی رفاقت ان کے لئے مالی خدمت کے اعتبار سے احسان کرنے والی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جسمانی اعتبار سے کمزور مگر اللہ عزوجل کے معاملہ میں قوی اور زور آور تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بارگاہِ خداوندی میں بے حد بلند ہے اور لوگوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نسبت کوئی طنز نہیں کر سکتا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کمزور اور ضعیفوں کا حوصلہ بڑھانے والے تھے اور حقدار کو اس کا حق دلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں دور و نزدیک سب برابر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے قرب کا حقدار وہ تھا جو متقی و

Marfat.com

پرہیزگار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ حق و صداقت کی دلیل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا قول قطعی اور معاملہ بردباری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں جب معاملہ آسان ہو چکا اور دنیا ہموار ہو چکی ہے اور ایمان جڑ پکڑ چکا ہے اور اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو چکے ہیں اور امر خداوندی غلبہ پا چکا ہے اگرچہ کفار اس وجہ سے غبار آلود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اقدامات نے آپ رضی اللہ عنہ کے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اس بات سے اعلیٰ و ارفع ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ و زاری کی جائے اور آپ رضی اللہ عنہ کی موت کی مصیبت آسمانوں پر بھی دیکھی جا سکتی ہے اور ہم سب اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور ہمیں بلاشبہ اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے اور ہم قضائے خداوندی پر راضی ہیں اور ہم نے اپنا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہمارے لئے کسی بڑے سانحہ سے کم نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ دین کی عزت اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ سے گمراہ نہ کرے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنا خطاب ختم کیا تو لوگ جو خاموشی سے اس خطبہ کو سن رہے تھے وہ زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے۔

Marfat.com

"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد! آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔"

(ریاض النضرۃ: جلد اول صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴)

حضرت وہب سوائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور دریافت کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور بلاشبہ حق عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر بولتا ہے۔" (مسند احمد باب مسند علی ابن ابی طالب جلد اول صفحہ ۱۰۶)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھا کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم اکٹھے حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے۔" (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۰)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (ابن ماجہ جلد اول حدیث ۱۰۶)

حضرت ابوزناد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ پر فوقیت دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اگر مومن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مجھ پر چار باتوں کی وجہ سے فوقیت حاصل تھی۔ اول وہ امام بننے میں مجھ پر سبقت لے گئے، دوم ہجرت کے وقت یارِ غار بنائے گئے، سوم اسلام کی اشاعت انہی کی وجہ سے ہوئی اور چہارم اللہ عزوجل نے سوائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام انسانوں کی مذمت فرمائی ہے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کیا اور ہجرت کی رات مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کیا اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے وہ حق بات کہنے والے ہیں اگرچہ وہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو اور حق نے ان کا یہ حال کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں رہا۔ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے کہ

Marfat.com

فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں اور اللہ عزوجل علی (رضی اللہ عنہ) تجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے تو جدھر رخ کرتا ہے حق ادھر رخ کر لیتا ہے۔

(سنن الترمذی باب فی مناقب علی حدیث ۳۷۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''میرے ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو میرا مقام و مرتبہ اللہ عزوجل کے ہاں ہے۔''

(ریاض النضرۃ جلد اول صفحہ ۱۶۵)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب بھی کسی کام میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانا چاہی تو انہیں خود سے آگے پایا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۷)

Marfat.com

تیسرا باب

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
کے دورِ خلافت میں
حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے کس کو خلیفہ نامزد کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ نامزد کیا ہے۔ دونوں نے بیک وقت کہا آپ رضی اللہ عنہ رب کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھے اللہ عزوجل سے ڈراتے ہو بلاشبہ میں اللہ اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں، میں کہوں گا میں لوگوں میں سے بہترین کو خلیفہ مقرر کر کے آیا ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۵۴)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے

Marfat.com

وقت میں دیا جب کہ اس کی دنیا کا زمانہ اختتام پذیر ہے اور وہ دنیا سے جا رہا ہے۔ اس کی آخرت کا دورِ اول شروع ہونے والا ہے اور دارِ آخرت میں قدم رکھ رہا ہے جہاں کافر بھی ایمان لے آئے گا اور گنہگار بھی متقی بن جائے گا اور جھوٹا شخص بھی سچ بولے گا۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور میرا گمان بھی ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو وہ جانیں۔ میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم مجھے نہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ان کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کے لئے تحریر کا حکم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم اور یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما نے دنیا سے دارِ آخرت کی جانب رخصت ہوتے وقت تحریر کروایا بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم لوگوں پر خلیفہ بنایا جاتا ہے اور تم اس کا حکم بجا لاؤ اور اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ عدل کریں اور میرا ان کے متعلق یہی گمان ہے اور اگر وہ تبدیل ہوں تو پھر وہی کرو جو تمہارا گمان ہو اور میں نے بھلائی کا ارادہ کیا اور مجھے غیب کی خبر نہیں اور تم لوگوں کو میرا اسلام ہو اور اللہ عزوجل کی رحمت تم پر نازل ہو۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ کو منصب خلافت سنبھالا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً باون برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد منبر پر تشریف لائے اور ذیل کا خطبہ دیا۔

''اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں اگر مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارا حاکم بننا پسند نہ کرتا۔

اے لوگو! اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے لئے آزمائش بنایا ہے اور تمہیں میرے لئے آزمائش بنایا ہے۔ جو نیک کام کرے گا میں بھی اس کے ساتھ نیکی کروں گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا میں اس کو عبرتناک سزا دوں گا۔''

پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا کی۔

''الٰہی! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے۔

الٰہی! میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دے۔

الٰہی! میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔''

لوگوں کے دلوں میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سختی کے متعلق شکوک پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تمہیں علم ہونا چاہئے میری سختی اب کم ہو چکی ہے البتہ میں مسلمانوں پر کسی ظلم اور ظالم کا وجود برداشت نہیں کروں گا۔ میں امن اور سلامتی اختیار کرنے والوں کے ساتھ نرم رہوں گا اور

Marfat.com

ظالموں کو حرفِ غلط کی مانند صفحہ ہستی سے مٹا کر دم لوں گا۔"

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اما بعد! میں جانتا ہوں تم مجھے سخت دیکھتے ہو اور میری سختی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عرصہ گزارا ہے اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر کریم تھے اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ایک تلوار کی مانند تھا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میان میں رکھا اور مجھے جس امر سے منع کیا میں اس سے باز رہا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے کوچ کر گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال فرمایا اس وقت مجھ سے راضی تھے۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور وہ رقیق القلب اور رحم کرنے والے تھے اور میں ان کا بھی خادم تھا اور میری سختی ان کی نرمی کے ساتھ مل جاتی تھی۔ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے کسی بات سے رکنے کا حکم دیتے تو میں اس سے رک جاتا تھا اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گئے اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ مجھ سے راضی تھے اور انہوں نے مجھے خلیفہ مقرر کیا۔ اب جبکہ میں خلیفہ بن چکا ہوں تو تم مجھے جانتے ہو اور تمہیں میرا بخوبی تجربہ ہے اور تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

Marfat.com

سے بھی بخوبی آگاہ ہو۔ میں کمزوروں کو ان کا حق دلوانے والا ہوں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور خود کو میری مدد پر آمادہ کرو اور اپنی جانوں کو میری سزا سے محفوظ رکھو اور مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تنبیہ کرو اور اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے جن امور کا نگہبان مقرر کیا ہے ان کے متعلق مجھے نصیحت کرنے سے کبھی خوفزدہ نہ ہونا۔"

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۵۵)

گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے جو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں پیش پیش تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قائل کیا کہ وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کریں چنانچہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ بیعت میں پیش پیش رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"صاحب فراست تین شخص ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کہ انہیں خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جنہوں نے اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا انہیں ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اہلیہ۔" (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۵۳)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا فیصلہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے دو اہم امور کی ذمہ داریاں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی

Marfat.com

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں اور وہ دو اہم ذمہ داریاں تھیں مفتی اعظم اور جنگی معاملات اور جنگی تیاریوں کی نگرانی کرنا۔

مجلس شوریٰ کے رکن:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا گیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ مجلس شوریٰ کا کام تھا کہ وہ روزمرہ کے معمولی اور اہم نوعیت کے تمام معاملات کو نبٹائے۔ جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو مجلس شوریٰ کے ارکان اکابر مہاجر و انصار کا اجلاس طلب کرتے جس میں سب کی رائے معلوم کرنے کے بعد فیصلہ کیا جاتا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کروانا:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے تجارت کیا کرتے تھے جس کے ذریعے وہ اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کا انتظام کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر خلافت کا بوجھ آیا تو تجارت کو مزید جاری رکھنا ممکن نہ رہا چنانچہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح بیت المال سے وظیفہ لینے کی تجویز پیش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے وہی وظیفہ مقرر کیا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ وظیفہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ناگزیر ہوگیا اور گزر بسر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی درخواست دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

Marfat.com

سامنے پیش کی جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی منظوری دے دی۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۷۹ تا ۸۰)

حضرت ابوامامہ بن سہل حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد ایک عرصہ تک بیت المال سے اپنے خرچ کے لئے کچھ نہ لیتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ تنگدست ہو گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور اس موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا دن رات کے کھانے کے خرچ کے موافق آپ رضی اللہ عنہ لیں۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۷)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روکنے کا فیصلہ:

لشکر اسلام کے ہاتھوں زبردست شکست نے ایرانیوں کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔ مسلمان عراق کے بیشتر علاقوں پر قابض ہو چکے تھے۔ اس دوران ایرانی تخت پر یزدگرد متمکن ہوا۔ یزدگرد کی حکمت عملی کی بناء پر ایرانیوں نے عراق کے ان مفتوحہ علاقوں میں جن پر اب اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی شرانگیزی شروع کر دی۔ یزدگرد کی اس منصوبہ بندی کی وجہ سے بے شمار مفتوحہ علاقے ایک مرتبہ ایرانی مملکت کے زیرِ تسلط چلے گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب ان واقعات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر ایرانیوں کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور اس مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے پیمانے پر جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ خود لشکر اسلام کی قیادت کریں گے اور ایرانیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے وہ آئندہ شرانگیزی سے توبہ کر لیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب لشکر کی تیاری کے بعد خود مدینہ منورہ سے جانے لگے تو اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روک دیا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ امیر المومنین ہیں لہٰذا یوں دارالخلافہ کو چھوڑ کر جانا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہ ہو گا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کو چاہئے کہ ایرانیوں کی سرکوبی کے لئے کسی قابل اور اہل شخص کو سالار مقرر فرمائیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے ہوئے ان سے لشکر کے سالار کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کی نگاہ میں کسے لشکر کا امیر مقرر کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سالار مقرر کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر اسلام کو لے کر حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں جو اس وقت عراق کے ایک سرحدی علاقے سیراف میں آٹھ ہزار کے لشکر کے ہمراہ موجود تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۵۰ تا ۵۲)

ہجری سال کے متعلق مشورہ دینا:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دورِ خلافت میں باقاعدہ ہجری سال کا آغاز کیا اور اس مقصد کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے نئے اسلامی سال کا آغاز کیا اور اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم ۲۳۱)

قاضی یعلیٰ کے فیصلہ کی تائید کرنا:

ایک شخص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قاضی یعلیٰ کے پاس آیا اور اس کے ہمراہ ایک اور شخص تھا۔ اس نے الزام لگایا یہ شخص میرے بھائی کا قاتل ہے۔ قاضی یعلیٰ نے اسے مدعی کے حوالے کر دیا۔ مدعی نے اُسے اپنی تلوار کے وار سے مارا اور اس گمان پر کہ اب یہ مر جائے گا اسے زخمی حالت میں اس کے ورثاء کے سپرد

Marfat.com

کر دیا۔اس قاتل کے وارثوں نے اس کا علاج کیا اور وہ تندرست ہو گیا۔مدعی ایک مرتبہ پھر اس قاتل کو لے کر قاضی یعلیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔قاضی یعلیٰ نے کہا میں نے اسے تیرے حوالے کئے تھا۔مدعی بولا میں نے اس پر تلوار کا وار کیا تھا اور یہ شدید زخمی ہو گیا تھا پھر میں نے اسے اس کے ورثاء کے حوالے کر دیا مگر یہ زندہ بچ گیا۔قاضی یعلیٰ نے اس شخص کے زخموں کو ملاحظہ کیا اور اس قاتل کے بازو بیکار ہو چکے تھے۔قاضی یعلیٰ نے ان زخموں کا شمار کیا اور مدعی سے کہا تجھ پر شرعاً ان کی دیت اور تاوان واجب ہے اور اب تُو یا تو تاوان کی رقم ادا کر اور اسے قتل کر یا پھر اسے زندہ چھوڑ دے کیونکہ تو نے اپنے پہلے حملہ میں یہ گمان کیا تھا یہ مارا جا چکا ہے مگر یہ بچ گیا۔مدعی کو قاضی یعلیٰ کے فیصلہ سے تسلی نہ ہوئی اور اس نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر قاضی یعلیٰ کی شکایت کی۔آپ رضی اللہ عنہ نے قاضی یعلیٰ کو بلایا اور مقدمہ کی تفصیلات دریافت کیں۔اس وقت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قاضی یعلیٰ کے فیصلہ کی توثیق فرمائی اور فرمایا قاضی یعلیٰ کا فیصلہ درست ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو سراہا اور قاضی یعلیٰ کے خلاف دائر درخواست کو خارج کر دیا۔(منصف عبدالرزاق جلد نہم صفحہ ۴۳۲)

ایک عورت کے مقدمہ کا فیصلہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس نے پیاس کی شدت کی وجہ سے ایک چرواہے سے پانی مانگا اور اس چرواہے نے اسے اس شرط پر پانی دینے کا وعدہ کیا وہ اس کے ساتھ فعل بد کرے گی۔اس عورت نے پیاس کی شدت کی وجہ سے وعدہ کر لیا اور بامر مجبوری اسے اپنے ساتھ فعل بد کی

Marfat.com

اجازت دے دی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے جن میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر مشورہ طلب کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ اس نے یہ فعل بد بامر مجبوری کیا لہٰذا اسے چھوڑ دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو سراہتے ہوئے اس عورت کو جانے کا حکم دے دیا۔ (سنن بیہقی جلد دوم صفحہ ۲۳۶)

شرابی کی سزا اسی کوڑے کرنے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا اگر کوئی شخص شراب پیئے تو اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے؟ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی سزا اسی کوڑے ہونی چاہیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو سراہتے ہوئے حکم جاری کیا کہ شرابی کی سزا اسی کوڑے ہوگی۔ (مستدرک الحاکم جلد چہارم صفحہ ۳۷۵)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا:

اہل نجران اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین ہونے والا معاہدہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا اور پھر جب دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں اہل نجران کی آبادی میں اضافہ ہوا تو ان کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہیں ان کی تعداد بڑھنے سے مملکت اسلامیہ کو کچھ نقصان نہ پہنچے اور پھر اسی دوران اہل نجران کا ایک وفد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور معاہدہ میں تبدیلی کا مطالبہ کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی مرضی کے مطابق معاہدہ میں کچھ ردوبدل کر دیا۔ پھر اہل نجران اس نئے معاہدہ پر

Marfat.com

خود ہی نادم ہوئے اور انہوں نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ان نئی شرائط کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں کچھ جرمانہ بھی کر دیا۔ اہل نجران کا یہ وفد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ہماری سفارش کریں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے ہمارا معاہدہ تحریر کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) معاملہ فہم اور صادق ہیں میں ان کے فیصلے کو کسی صورت نہیں بدلوں گا۔'' (سنن بیہقی جلد دہم صفحہ ۲۱۰)

ایک مجنون عورت کے متعلق فیصلہ:

ایک مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک عورت کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے اور وہ عورت خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم اس عورت کو یوں کیوں گھسیٹ رہے ہو؟ وہ بولے یہ عورت زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس پر حد جاری کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو ان لوگوں کے چنگل سے چھڑایا اور ان لوگوں کی سرزنش کی۔ وہ لوگ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ) ضرور آگاہ ہوں گے کہ انہوں نے کس وجہ سے ایسا کیا ہے؟ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا امیر المومنین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں سنا تین لوگ ایسے ہیں جن سے قلم اٹھا لیا گیا ہے یعنی ان کے اعمال کا کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ اوّل سونے والا جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے، دوم نابالغ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو

Marfat.com

جائے اور سوم وہ جس کے حواس اس کا ساتھ نہ دیں اور وہ مجنون ہو۔ یہ عورت مجنون ہے اور اسے دیوانگی کا دورہ پڑتا ہے لہٰذا اس پر حدود جاری نہیں ہو سکتی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو سراہتے ہوئے اس عورت کو رہا کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ (مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۱۴۰)

مالِ غنیمت کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

بیت المال کا قیام ۱۵ھ میں عمل میں آیا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شام کی طرح بیت المال کے قیام کا مشورہ دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے قیام کے بعد حضرت عبداللہ ابن ارقم رضی اللہ عنہما کو انچارج مقرر فرمایا کیونکہ وہ حساب کتاب کے ماہر تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آٹھ لاکھ درہم لے کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتنی کثیر رقم چونکہ فوری طور پر خرچ نہیں کی جا سکتی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس رقم کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس رات آپ رضی اللہ عنہ رات بھر سو نہ سکے اور یہی سوچتے رہے کہ اتنی بڑی رقم کا کیا مصرف ہونا چاہئے۔ فجر کی نماز کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے پوچھا کیا وجہ تھی آپ رضی اللہ عنہ رات بھر نہیں سوئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس لوگوں کی امانت موجود تھی اور اتنا مال دین اسلام کے بعد کبھی بھی ہمارے پاس نہیں آیا مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میں مر جاؤں اور یہ مال میرے پاس رہ جائے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے صبح تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان سے رائے طلب فرمائی کہ وہ اس رقم کا کیا کریں؟ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ایسے مت کیجئے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

لوگوں کو لکھ کر دیجئے پس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو تو آپ رضی اللہ عنہ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں اس کی تقسیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے شروع کروں گا اور اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خاندان اور پھر ترتیب سے اور پھر رجسٹر تیار کیا گیا جس میں بنی ہاشم پہلے، بنی عبدالمطلب دوسرے، بنی عبد شمس تیسرے، بنی نوفل چوتھے، بنی عبدمناف پانچویں، بنی عبد شمس چھٹے اور اسی طرح باقی ترتیب بنائی گئی۔

حضرت جبیر بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رجسٹر اور عملہ کے مقرر کئے جانے میں مشورہ کیا تو حیدرِ کرار سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر سال آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال جمع ہو تو اسے تقسیم کر دیا کیجئے گا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمام لوگوں کے لئے مالِ کثیر کی ضرورت ہوگی اور اگر لوگوں کا شمار نہ ہوگا تو کیسے پتہ چلے گا کہ کس کو مال مل چکا ہے اور کس کو نہیں ملا؟ حضرت ولید بن ہشام بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! میں نے ملک شام میں بادشاہوں کو دیکھا تھا انہوں نے رجسٹر اور ملازم مقرر کر رکھے تھے جو تمام مال کا حساب و کتاب رکھتے تھے چنانچہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہم کو بلوایا جو کہ قریش کے نسب سے واقفیت رکھتے تھے اور ان کو حکم دیا کہ تم مراتب کے حساب سے ابتداء کرو چنانچہ ان حضرات نے بنی ہاشم سے ابتداء کی اور اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کا اندراج کیا اور اس کے بعد دیگر لوگوں کا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی تحریر کو پسند کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں بھی یہی چاہتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عمر

Marfat.com

(رضی اللہ عنہ) سے اوپر ہو یہاں تک کہ تم مجھے اس ترتیب سے رکھو جہاں اللہ نے رکھا ہے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۱)

یہ مضبوط، قوی اور امین ہیں:

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ صدقہ کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا تاکہ ان کے کوائف تیار کئے جائیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ خود دھوپ میں کھڑے ان اونٹوں کے رنگ، عمر اور حلیہ لکھواتے رہے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھے اونٹوں کے کوائف تحریر فرما رہے تھے جبکہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سر پر کھڑے لکھوا رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ بتاتے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت دو کالی چادریں تھیں جن میں سے ایک کو آپ رضی اللہ عنہ نے بطورِ تہبند باندھا ہوا تھا جبکہ دوسری کو اوپر لپیٹ رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اونٹوں کو گنتی کر کے ان کے رنگ اور ان کے دانت لکھوا رہے تھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق نہیں پڑھا جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے اباجان! انہیں ملازم رکھ لیجئے کیونکہ یہ وہ ہیں جو ان سب سے بہتر ہیں جنہیں آپ علیہ السلام ملازم رکھنا چاہیں اور یہ قوی اور امین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ مضبوط، قوی اور امین ہیں۔"

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۶۰)

Marfat.com

ایک لالچی ماں کے متعلق فیصلہ:

بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک غلام نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی ماں کی شکایت کی کہ وہ مجھے بیٹا تسلیم کرنے سے انکاری ہے اور میرے باپ کی وراثت پر بھی قابض ہے جس کی وجہ سے میں انتہائی مفلسی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اس عورت کو پیش کیا جائے چنانچہ اس عورت کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا تو اس شخص کو اپنا بیٹا ماننے سے کیوں انکاری ہے؟ وہ عورت بولی یہ جھوٹ بولتا ہے اور میں باکرہ ہوں اور میں نے آج تک کسی مرد کو نہیں دیکھا یعنی کسی مرد کے ساتھ صحبت نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرے پاس اپنی بات کے گواہ موجود ہیں؟ وہ عورت بولی ہاں! میرے پاس گواہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا پھر تو اپنے گواہ پیش کر۔ وہ عورت گئی اور ہمسایہ کی عورتوں کو دس دس دینار بطورِ رشوت دیئے تاکہ وہ اس کے حق میں گواہی دیں اور انہیں لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان گواہوں سے اس عورت کے باکرہ ہونے کے متعلق پوچھا تو ان تمام عورتوں نے اس بات کی تصدیق کی۔ وہ غلام بولا یہ تمام عورتیں جھوٹ بولتی ہیں اور سعد بن مالک مزنی میرا باپ ہے اور میں قحط کے سال پیدا ہوا۔ میری پرورش بھیڑ کے دودھ سے ہوئی ہے اور پھر میں جوان ہوا تو میرا باپ سفر پر چلا گیا اور ایک عرصہ گزر گیا وہ واپس نہیں لوٹا۔ میں نے اپنے باپ کے دوستوں سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگے تیرا باپ مر گیا ہے۔ جب میری ماں کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے تمام جائیداد پر قابض ہونے کے لئے مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور آج میں انتہائی مفلسی کی زندگی گزارنے پر مجبور

Marfat.com

ہوں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب فریقین کی باتیں سن چکے اور گواہوں کے بیانات بھی سن لئے تو فرمایا یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے آؤ ہم علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ دونوں فریقین اور گواہوں کے ہمراہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مسئلہ بیان کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دونوں فریقین اور گواہوں سے فرمایا کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جائیں اور میں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر غلام قنبر سے فرمایا اس شخص کی ماں کو بلاؤ۔ جب وہ عورت آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے فرمایا تو کیوں اس بات کا انکار کرتی ہے کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے؟ وہ عورت بولی میں باکرہ ہوں اور مجھے کسی مرد نے آج تک نہیں چھوا پھر میں کیسے اس شخص کی ماں ہو سکتی ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسی بات نہ کر اور تو جانتی ہے میں کون ہوں؟ وہ عورت بولی اگر آپ رضی اللہ عنہ کو میری بات کا یقین نہیں تو پھر کسی طبیب خاتون کو بلائیں اور اس سے کہیں وہ میرا معائنہ کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک طبیب خاتون کو بلایا اور وہ اس عورت کو تنہائی میں لے گئی۔ تنہائی میں اس عورت نے اس طبیب خاتون کو سونے کا ایک کنگن دیا اور کہا تم میرے حق میں گواہی دینا میں باکرہ ہوں۔ وہ طبیب خاتون، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گواہی دی یہ عورت باکرہ ہے اور اسے کسی مرد نے آج تک نہیں چھوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو جھوٹ بولتی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غلام قنبر سے فرمایا تم اس کی تلاشی لو۔ جب اس طبیب خاتون کی تلاشی لی گئی تو اس سے سونے کا ایک کنگن برآمد ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا تو مجھے جانتی ہے پھر بھی اپنی بات سے انکاری ہے۔

Marfat.com

میں تیری اس شخص سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور تو اسے اپنا شوہر بنالے۔ وہ عورت بولی مگر آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رکاوٹ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے میرے فیصلہ میں رکاوٹ ہوگئی؟ وہ عورت بولی وہ میرا بیٹا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ماں اور بیٹے کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت سے اس عورت نے اقرار کرلیا وہ شخص اس کا بیٹا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے پہلے میری بات کا انکار کیوں کیا؟ وہ عورت بولی میں چاہتی تھی میں تمام جائیداد کی اکلوتی وارث بنوں اسی لئے میں نے اسے بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بارگاہِ الٰہی میں صدقِ دل سے تائب ہو۔

امانت کے متعلق فیصلہ:

دو شخص ایک تھیلی میں سو دینار لے کر ایک عورت کے پاس گئے اور اس سے کہا تو ہماری یہ امانت اپنے پاس رکھ لے اور جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو یہ امانت کسی ایک کو واپس نہ کرنا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دونوں میں سے ایک شخص اس عورت کے پاس آیا اور ان سو دیناروں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس عورت نے وہ سو دینار دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک تم دونوں میرے پاس اکٹھے ہو کر نہیں آؤ گے میں تمہیں یہ دینار ہرگز نہ دوں گی۔ اس شخص نے کہا میرے ساتھی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس عورت نے پھر بھی اسے وہ دینار واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ شخص اس عورت کے قبیلہ کے اکابرین کے پاس گیا اور انہیں تمام واقعہ بیان کیا۔ ان اکابرین نے اس عورت سے کہا کہ تم وہ سو دینار اسے دے دو کہ اس کا ساتھی مر چکا ہے۔ اس عورت نے اپنے قبیلہ کے ان اکابرین کے فیصلہ پر اس شخص کو وہ سو دینار دے دیئے۔ پھر اس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ بیت گیا

Marfat.com

اور ایک سال بعد وہ دوسرا شخص اس عورت کے پاس آیا اور اس سے بطورِ امانت رکھوائے گئے سو دینار کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس عورت نے کہا تیرا دوسرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا میرے ساتھی کا انتقال ہو گیا اور میں نے اپنے قبیلہ کے اکابرین کے فیصلہ کے مطابق وہ سو دینار اسے دے دیئے تھے۔ وہ شخص اپنے مطالبہ پر قائم رہا۔ پھر جب یہ معاملہ طول پکڑ گیا تو اس معاملے کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا تو ہر حال میں اسے وہ سو دینار واپس کرنے کی پابند ہے۔ اس عورت نے کہا آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جانے دیں اور وہ ہمارا فیصلہ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی اور پھر وہ عورت اور شخص دونوں ہی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فریقین کی باتیں سنیں اور پھر اس شخص سے فرمایا تو اپنے ساتھی کو لے کر آ اور اپنی امانت واپس لے جا اور تم دونوں نے اس عورت سے کہا تھا جب تک ہم دونوں نہ آئیں تو کسی ایک کو امانت واپس نہ کرنا اب جبکہ تیرے ساتھی نے مکر کیا تو بھی مکر کرتا ہے تو اپنے ساتھی کو لے کر اور اس عورت سے اپنی امانت واپس لے جا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنا تو بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

''اے اللہ! مجھے علی (رضی اللہ عنہ) کے بعد ہرگز زندہ نہ رکھنا۔''

(ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰)

Marfat.com

دورانِ عدت نکاح کرنے والی کے متعلق فیصلہ:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جس نے دورانِ عدت نکاح کر لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے حق مہر واپس لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا اور میاں بیوی دونوں کو الگ کر دیا اور فرمایا کہ دورانِ عدت عورت پر نکاح حرام ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی خبر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو دونوں اس مسئلہ سے نابلد تھے تو پھر عورت حق مہر کی حقدار ہے کیونکہ اس نے خود کو مرد پر حلال کیا اور ان دونوں کو فی الوقت جدا کر دیا جائے اور جب اس عورت کی عدت ختم ہو جائے تو یہ دونوں نکاح کر لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

> ”جس چیز کا کسی کو علم نہ ہو تو وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرے اور میں بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرتا ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) کا قول عین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔“

(ریاض النضرۃ جلد چہارم صفحہ ۱۲۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روزہ کی قضا:

کنز العمال میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ مجھے ایک مسئلہ بتاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کیا مسئلہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری ایک کنیز ہے جو انتہائی خوبرو ہے اور میں اس کے ناز و انداز سے اس کی جانب

Marfat.com

راغب ہوا حالانکہ میں روزہ سے تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی تذبذب میں مبتلا تھے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق کیا کہیں۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس کنیز سے صحبت کی جو آپ رضی اللہ عنہ پر حلال تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا روزہ فاسد ہوا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ پر اس روزہ کی قضا واجب ہے اور اگر یہ ماہِ رمضان کا روزہ ہوتا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ پر اس کا کفارہ بھی لازم ہوتا۔

ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے شخص کا چوری کرنا:

کنز العمال میں عبدالرحمن بن عابد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے چوری کی تھی اور چوری کی وجہ سے پہلے بھی اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جا چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے پاؤں کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اس موقع پر موجود تھے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں مگر اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں پہلے ہی کٹے ہوئے ہیں لہٰذا اس پر شرعی سزا کو کم کرتے ہوئے اسے زندان میں ڈلوا دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس شخص کو زندان میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔

ایک حاملہ عورت کے زنا کا فیصلہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت کو لایا گیا جو زنا جیسے فعل بد میں مبتلا پائی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو نے یہ فعل بد کیا ہے؟ اس عورت نے اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر حد جاری فرما دی۔ جب اس

Marfat.com

عورت کو سنگسار کرنے کے لئے لوگ لے جا رہے تھے راستہ میں ان کی ملاقات حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم اس عورت کو کہاں لے جاتے ہو؟ وہ بولے یہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور اس نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا ہے چنانچہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس پر حد جاری کرتے ہوئے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑنے کا حکم دیا اور خود سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اس عورت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے اقرارِ جرم کیا چنانچہ اسی بناء پر اس پر حد جاری کی گئی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عورت حاملہ ہے اور قصور اس عورت کا ہے نہ کہ اس بچے کا لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اس معاملہ پر غور فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس عورت کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ (ریاض النضرۃ جلد چہارم صفحہ ۱۲۵)

ایک عجیب الخلقت کے متعلق فیصلہ:

جمع الجوامع میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے پاس ایک عجیب الخلقت بچہ تھا جس کے دو پیٹ، دو سر، چار ہاتھ اور دو شرمگاہیں تھیں جبکہ نچلا حصہ میں دو ٹانگیں اور دو پاؤں ہی تھے۔ اس عورت نے عرض کیا یہ میرا بچہ ہے اور اسے میں نے جنا ہے اور میں اس بچے کا باپ کی وراثت سے حصہ لینا چاہتی ہوں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جب

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو تمام واقعہ سنایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا اس عورت کو اس بچے کے ساتھ پابند کر دیا جائے اور اسے مال دیتے ہوئے ان کے لئے ایک خادم مقرر کیا جائے جو ان کی نگہداشت کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس واقعہ کو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس عورت کا انتقال ہو گیا اور پھر وہ بچہ بھی بڑا ہو گیا اور اس بچے کے ایک حصہ نے وراثت سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ایک نامرد ان کی خدمت پر مامور ہو۔ اس واقعہ کو چند دن گزرے تھے کہ اس بچے کے ایک حصہ نے شادی کا مطالبہ کر دیا۔ ایک مرتبہ پھر جب یہ معاملہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور تمام معاملہ ان کے گوش گزار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک بھائی اپنے بھائی کے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے اور اس عجیب الخلقت کی نکاح کی فرمائش درحقیقت ظاہر کرتی ہے اس کی موت قریب ہے اور یہ عجیب الخلقت تین دن کے اندر مر جائے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی اور اس عجیب الخلقت کا وہ حصہ جو نکاح کی فرمائش کرتا تھا وہ تین دن بعد مر گیا۔ اب مسئلہ پیدا ہوا کہ جو زندہ ہے اس کا کیا جائے؟

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو کچھ مشیروں نے مشورہ دیا کہ تلوار سے مردہ حصہ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری بات عجیب ہے میں زندہ کے لئے مردہ کو قتل کر دوں۔ جب زندہ حصہ نے یہ بات سنی تو رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں اور میں تلاوتِ قرآن بھی کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ ایک مرتبہ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مرے ہوئے حصہ کو غسل

Marfat.com

اور کفن دے کر اس کے حال پر چھوڑ دو اور وہ خود ہی گل سڑ جائے گا بجائے اسے کاٹ کر زندہ کو تکلیف دو اور جب وہ گل سڑ جائے گا تو تین دن بعد یہ دوسرا بھی مر جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق مردہ حصہ کو غسل دے کر کفن پہنا دیا گیا اور پھر کچھ دن بعد وہ زندہ حصہ بھی دوسرے حصہ کی بدبو سے مر گیا۔

قصاص کے بدلہ میں قتل کرنے کا فیصلہ:

منقول ہے ایک شخص کو اس کی سوتیلی ماں نے اپنے آشنا کے ساتھ مل کر قتل کر دیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ مقدمہ پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ کیا دونوں کو قصاص کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے یا پھر ایک کو قتل کیا جائے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کچھ لوگ مل کر اونٹ چرائیں اور پھر وہ اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کے تمام حصے آپس میں تقسیم کر لیں تو پھر وہ تمام لوگ اس جرم میں شریک پائے گئے اور سب کے ہاتھ کاٹنا ہوں گے چنانچہ یہ مقدمہ بھی اسی پر قیاس کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو دونوں کو قصاص کے بدلہ میں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۷۶ تا ۷۷)

دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کئی مقامات پر زمین کے چند قطعہ اراضی عطا فرمائی جن سے آپ رضی اللہ عنہ کو معقول آمدنی ہوتی تھی اور گھریلو گزر بسر کے لئے یہ آمدنی کافی تھی۔ (سنن بیہقی جلد ششم صفحہ ۱۴۴)

Marfat.com

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کا فیصلہ

مورخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مابین دوستی، یگانگت اور محبت کا رشتہ تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی رشتہ کو مزید پختہ بنانے کے لئے اور خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے تعلق کو بڑھانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ سے دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا۔

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کی صاجزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے فیصلہ کیا تھا میں اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کروں گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اگر آپ رضی اللہ عنہ میری شادی ان سے کریں گے تو اللہ عزوجل

Marfat.com

کی قسم! کوئی انسان ایسا نہ ہوگا جو ان کا اکرام مجھ سے بڑھ کر
کرنے والا ہوگا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور پھر مہاجرین نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس شادی کی مبارکباد دی اور اس شادی کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگرچہ میری بیٹی کی شادی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور
میرا رشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استوار ہوا مگر میں نے چاہا
میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی سے شادی کر کے خاندانِ
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا رشتہ مزید پختہ کرلوں۔"

(تاریخ کامل جلد سوم صفحہ ۵۴ تا ۵۵۔ تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۵۸)

Marfat.com

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ میں فیروز ابولولو نے فجر کی نماز کے وقت خنجر کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز ہفتہ ہوا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنتہ میں ادا کی گئی جبکہ سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۹، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۷)

منصب خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب فیروز ابولولو

Marfat.com

نے والد بزرگوار سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پر خنجر سے وار کئے اور آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو گمان گزرا شاید میرا قتل کسی مسلمان نے کیا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان کو اپنے قریب بٹھانے کے بعد ان سے پوچھا میری خواہش ہے میں جان لوں کیا مجھے قتل کرنے والا مسلمان ہے؟ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو باہر نکلے تاکہ جان سکیں کیا قاتل کا تعلق مسلمانوں کی جماعت سے ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باہر نکل کر دیکھا تو سب رو رہے تھے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام فیروز ابولولو ہے۔ والد بزرگوار نے جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا ان کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے لوگوں سے فرمایا تھا تم اپنے پاس عجمی کافر غلاموں کو نہ لاؤ لیکن تم لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد والد بزرگوار سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو بلا لاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کون سے بھائی؟ والد بزرگوار نے فرمایا۔

"عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو بلانے چلے گئے اور والد بزرگوار میری گود میں سر رکھ کر لیٹ

Marfat.com

گئے۔ جب تمام حضرات اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں آپ چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے والا پاتا ہوں اور خلافت تم میں چھوڑتا ہوں اور جب تک تم میں استقامت رہے گی لوگوں کو بھی خلافت پر استقامت حاصل رہے گی اور جب تم میں اختلاف ہو گا تو پھر لوگوں میں بھی ضرور اختلاف پیدا ہو جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے فرمایا۔

''تم تین دن تک لوگوں سے مشورہ کرنا اور خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ چن لینا۔ اس دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔''

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۷، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶، صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۳۱۰)

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم جاؤ اور سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔

''میں امر خلافت تمہارے سپرد کرتا ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھے اس لئے

Marfat.com

میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لو۔"

منتخب ہونے والے خلیفہ کو نصیحت:

پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! میں اپنے بعد منتخب ہونے والے کو خلیفہ مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کی عزت اور بڑائی کا خیال رکھے اور انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین سے قبل اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا۔ میں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی باتیں مانیں اور ان میں لغزش کرنے والوں سے درگزر کریں اور میں اس کو یہ بھی وصیت کرتا ہوں اہل شہر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے اور یہ لوگ اسلام کے لئے حفاظتی دستہ اور مال کا ذخیرہ کرنے والے اور دشمنوں کے لئے باعث غیظ و غضب ہیں اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لیا جائے مگر جو ان کے پاس زائد ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی سے اور میں اہل عرب کے بارے میں بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہی

Marfat.com

لوگ عرب کی جڑ اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے مال سے ان کے جانوروں کی زکوٰۃ لے کر انہی کے فقراء پر تقسیم کرو۔ میں منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں لوگوں کے لئے جیسا کہ ان سے معاہدہ ہے اس کو پورا کرے اور جو دشمن ان کے پیچھے ہیں ان کو بھیج کر ان سے جہاد کرے اور کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔''

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہیئے اس سے خلافت کو قریب اور جلد سب واپس لینے کا ارادہ کریں گے۔ میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ میری گردن مار دیتا، یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے کہ میں اس کا والی ہوتا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تم انصار کے پچاس افراد کو لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے ہمراہ رہنا اور مجھے قوی امید ہے یہ عنقریب کسی گھر پر جمع ہوں گے اور

Marfat.com

تم اس گھر کے دروازے پر رکے رہنا یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں اور یہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں اور اس دوران کسی کو کسی بھی صورت اس گھر کے اندر داخل نہ ہونے دینا۔"

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۴)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر رہے تھے اور اس وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اس نے میرے کندھے پر اپنی کہنی ٹکائی اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل ان پر رحم کرے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا تھا اللہ عزوجل انہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور پھر اس شخص نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میں ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور عمر رضی اللہ عنہ ہے اور میں نے یہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور میں چلا، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور پھر اس شخص نے فرمایا مجھے قوی امید ہے کہ اللہ عزوجل انہیں ان کے ہمراہ رکھے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا کہ وہ کون ہے جو میرے کندھے پر کہنی ٹکائے ایسی گفتگو کر رہا ہے تو وہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۷۳)

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

''دنیا میں مجھے جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھا وہ شخص آج کفن میں لپٹا ہوا ہے۔''

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

''میری خواہش ہے میں مرتے وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے اعمال لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوں۔ دنیا میں مجھے جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھا وہ شخص آج کفن میں لپٹا ہوا ہے۔'' (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۲۶)

منقول ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہادت عمر رضی اللہ عنہ پر آنسو بہا رہے تھے کسی نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی موت پر روتا ہوں اور عمر (رضی اللہ عنہ) موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑا ہے جو قیامت تک پر نہ ہوگا۔''

(فتوحاتِ اسلامیہ جلد دوم صفحہ ۴۲۹)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مال تقسیم کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مال کی تقسیم کا آغاز حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم سے کیا تو

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے مجھے مال عطا کریں میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی بات سنی تو فرمایا تو پہلے ان کے باپ جیسا باپ لے کر آؤ اور ان کے جدامجد جیسا اپنا جدامجد لے کر آؤ اور پھر مجھ سے مال مانگو۔

راوی کہتے ہیں حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم نے گھر لوٹ کر تمام واقعہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا۔حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جاؤ اور امیر المومنین کو یہ خوشخبری سناؤ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے دی تھی کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔

راوی کہتے ہیں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان سنایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے والد بزرگوار سے کہو کہ وہ یہ تحریر لکھ دیں۔

ایک روایت کے مطابق سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے یہ بات سنی تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سنا ہے؟ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مجھے یہ تحریر دے دیں چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر لکھ دی۔

''یہ تحریر ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی جانب سے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے

Marfat.com

اور انہوں نے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر اپنے پاس محفوظ کر لی اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ تم فلاں تحریر لاؤ اور جب وہ تحریر لے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے میرے ساتھ میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق بوقت تدفین ایسا ہی کیا گیا۔

(ریاض النضرۃ جلد دوم صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۲)

حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن سبا ان کو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ اس کو قتل کیوں کرنا چاہتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس کو قتل کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات کہتا ہے جس سے امت میں فساد کا خطرہ ہے اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم مجھ سے بہتر ہیں۔''

حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابن سبا کو شہر بدر کر دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''میری امت میں ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) سے زیادہ افضل، متقی، پرہیزگار اور عدل و انصاف والا کوئی شخص نہیں ہے۔''

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی تم صالحین کا ذکر کرو تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو ضرور یاد رکھا کرو۔

حضرت سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی تھی۔ میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی ان پر لعنت ہو۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن مجید میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت میں کئی آیات نازل ہوئیں۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۷)

حضرت اسماعیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گزر رمضان المبارک میں مساجد سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مساجد میں قندیلیں روشن دیکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل، عمر (رضی اللہ عنہ) کی قبر کو روشن کرے جیسا انہوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا۔'' (اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۶۱)

Marfat.com

چوتھا باب

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

کے دورِ خلافت میں

حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن

ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا میں خود کو اس امر سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں گے؟

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا ان کی اطاعت کریں گے؟ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۳ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۸)

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مشاورت کے وقت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں کتاب اللہ پر، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا جتنی میری قوت ہوئی۔ میں نے یہی بات سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے دہرائی تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۵)

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشاورت کے وقت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا کہ اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

بیعت نہ کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا۔ پھر میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کروں تو کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا۔ پھر میں نے یہی سوال حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کیا کہ اگر میں ان کی بیعت نہ کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کی یا پھر علی رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے یہی سوال حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے کیا اور انہوں نے مجھ سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار ہیں۔ پھر میں نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مشورہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نام لیا چنانچہ یہی وجہ ہے میں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت میں سبقت کی، پھر سب نے اتفاقِ رائے سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۵)

حضرت سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۶)

عمر بن عمیرۃ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر سب سے پہلے بیعت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کی اور پھر ان کے بعد دیگر لوگوں نے بیعت کی۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۶)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلی نماز جس میں لوگوں کی امامت فرمائی وہ نمازِ عصر تھی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور پھر حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ پر درود وسلام کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''یاد رکھو سفر ابتداء میں دشوار ہوتا ہے اور آج کے بعد اور دن بھی آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو میں تمہیں اسی طرح خطبہ دوں گا اور میں خطابت کا ماہر نہیں مگر اللہ عزوجل کے فضل وکرم کا امیدوار ہوں کہ وہ مجھے علم وحلم کی نعمت عطا فرمائے گا۔ تم دارالامان مدینہ منورہ میں حالت امن میں رہتے ہو اور تمہاری عمر بیت رہی ہے اور ایک خاص رفتار کے ساتھ زندگی موت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ انسان بھلائی کے کاموں میں سستی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ وہ اپنے کل سے بے خبر ہے۔ دنیا کی زیب وزینت درحقیقت شیطان کا مکر ہے اور شیطان تمہارے پیچھے ہے اور تمہارے نیک اعمال کے سوا کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ تم دنیا کی طلب سے خود کو مامون رکھو اور حرص وطمع کو باہر نکال پھینکو اور آخرت کے طلبگار بنو۔ تم اپنی زندگیاں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق بسر کرو۔ اگر تم قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرو گے تو یقیناً فلاح پاؤ گے۔ اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید میں فرمایا لوگوں کو دنیاوی زندگی کے متعلق بتائیں جو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے بارش برسائی، پھر اس کے ذریعے اس زمین کو آباد کیا اور پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور اللہ عزوجل قادر المطلق ہے۔ مال واولاد سب دنیاوی زندگی کا ہی ایک حصہ

Marfat.com

ہیں جبکہ باقی رہنے والے صرف اعمالِ صالحہ ہیں اور اعمالِ صالحہ ہی اللہ عزوجل کے نزدیک بلحاظ ثواب اور جزاء کے عمدہ اور بہتر ہیں۔" (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۷۶)

مجلس مشاورت کے رکن:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں بھی ویسے ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جیسا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی قدر کی جاتی تھی۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں پر عمل بھی کرتے تھے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا گیا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ہرمزان کی دیت کے متعلق فیصلہ:

ہرمزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اسلام قبول کرلیا تھا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ ہرمزان نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ میں رہنے کی درخواست بھی کی اور اسے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے فیروز ابولولو کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے پہلے ہرمزان کے پاس دیکھا گیا تھا اور جس خنجر سے اس نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ خنجر بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس خنجر

Marfat.com

کو شناخت کیا اور بتایا انہوں نے یہ خنجر ہرمزان کے پاس دیکھا تھا نیز فیروز ابولولو بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا اور ان کے ساتھ ایک عیسائی غلام جفینہ بھی تھا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مشتعل ہو کر ہرمزان کو قتل کر دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خنجر مارتے دیکھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا جبکہ ہرمزان زخموں کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا جو اس وقت عارضی طور پر مسند خلافت پر متمکن تھے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ نئے منتخب ہونے والے خلیفہ پر چھوڑ دیا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے اور تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پیش کیا گیا کہ انہوں نے نومسلم ہرمزان کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہرمزان کے قتل کا اعتراف کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے مشورہ دیا کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قصاص کے بدلے میں قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی کل ہی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے اور آج ان کے بیٹے کا خون بہایا جائے یہ مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ کی تائید مجلس شوریٰ کے دیگر تمام ارکان نے بھی کی جس پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''میں یہ نہیں کرسکتا کہ جس شخص کا باپ شہید کیا گیا ہو آج اس کو بھی قتل کروادوں۔''

پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے مال میں سے ہرمزان کی دیت کی رقم ادا کی اور دیت کی رقم باقاعدہ بیت المال میں جمع کروادی۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۲۱)

ریشم پہننے کے متعلق فیصلہ:

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی راہِ خدا میں سو دینار صدقہ دینا۔ میں، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص تشریف فرما تھے میں نے قبا زیب تن کر رکھی تھی جس کا گریبان اور کالر ریشم کی کناری کا تھا۔ اس شخص نے میری قبا کو پھاڑنے کے لئے کھینچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم اسے چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں نے دنیا میں ریشم استعمال کر کے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میرا بھائی مر گیا ہے اور اس نے وصیت کی تھی سو دینار راہِ خدا میں صدقہ کروں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے کسی سے اس کے متعلق دریافت کرتے اور وہ ایسا جواب نہ دیتا جو میں تمہیں دوں گا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا کہ تم نے اس جاہل سے ایسا سوال کیوں پوچھا؟ اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام قبول کرنے کا حکم دیا اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر اللہ عزوجل نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی اور ہم مہاجر ہوئے۔ پھر اللہ عزوجل نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور ہم مجاہد ہوئے اور تم اہل شام کے

Marfat.com

مجاہد ہو۔تم یہ سو دینار اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اور سو دینار کا گوشت خریدو اور تم اسے کھاؤ اور تمہارے گھر والے بھی اسے کھائیں۔اللہ عزوجل ایسا کرنے پر تمہارے نامہ اعمال میں سات سو درہم کا ثواب لکھے گا اور ضرورت کے وقت گھر والوں پر خرچ کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے جبکہ اسراف پر پکڑ ہوگی۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس لوٹا تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ شخص کون تھا جس نے میری قبا کھینچی تھی؟ لوگوں نے بتایا وہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ میں ایسا کیا دیکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب میری امت عورتوں کی شرمگاہوں کو اور ریشم کو حلال جانے گی اور یہ پہلا ریشم ہے جو میں نے کسی مسلمان پر دیکھا۔''

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو واپس آنے کے بعد اپنی قبا فروخت کر دی۔

حالت احرام میں شکار کے متعلق فیصلہ:

مسند احمد میں منقول ہے ایک مرتبہ حج کے دوران سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی شخص نے شکار کا گوشت پیش کیا۔ پھر حالت احرام میں

Marfat.com

شکار کو کھانے یا نہ کھانے کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میرے نزدیک حالت احرام میں خود شکار کر کے کھانا منع ہے جبکہ کسی دوسرے کا شکار کھانے میں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔''

پھر جب اس مسئلہ کے متعلق کوئی حتمی رائے قائم نہ کی جا سکی تو یہ مسئلہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گورخر شکار کر کے لایا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم حالت احرام میں ہیں اور وہ جنہوں نے احرام نہیں باندھا تم انہیں یہ گوشت کھلا دو۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی گواہی بارہ افراد نے دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حالت احرام میں شتر مرغ کے انڈے پیش کئے گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کھانے سے اجتناب برتا۔''

اس واقعہ کی گواہی بھی کئی لوگوں نے دی اور یوں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی حالت احرام میں شکار کے گوشت سے اجتناب برتا۔

(مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۰۰)

اب تو میراث کی حقدار ہے:

منقول ہے حبان بن منقذ کی دو بیویاں تھیں۔ ان کی ایک بیوی ہاشمی

Marfat.com

جبکہ دوسری بیوی انصاری تھی۔ حبان کا انتقال ہوا اور انہوں نے انتقال سے قبل انصاری بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد انصاری بیوی بھی ان کی وراثت کی دعویدار ہوئی اور کہا کہ جب مجھے میرے شوہر نے طلاق دی تو ان کی موت تک میری عدت پوری نہ ہوئی تھی لہٰذا وراثت میں میرا بھی حصہ ہے۔ پھر یہ مقدمہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس مقدمہ کا فیصلہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کریں گے چنانچہ یہ مقدمہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس انصاری عورت سے کہا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑی ہو کر قسم کھا کہ تو نے طلاق کے بعد سے حبان کی موت تک تین مرتبہ ماہواری نہیں دیکھی۔ اس عورت نے قسم کھا لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اب تو حبان کی میراث میں حصہ دار ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۶)

Marfat.com

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی برس کوئی فتنہ کھڑا نہ ہوا اور پھر سازشی ٹولے نے اپنی سازشیں شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں کئی فتوحات ہوئیں اور ملکی وسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں زراعت اور صنعت کی ترقی کے لئے کئی اہم اقدامات کئے۔ سازشی عناصر جو آپ رضی اللہ عنہ کی کامیابیوں سے نالاں تھے انہوں نے یہ افواہیں پھیلانا شروع کر دیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کئی بدعات کو فروغ دے رہے ہیں اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر کئی طرح کے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا عنقریب وہ دن آئے گا جب کسی مسلمان کا بہترین مال بکریوں کی مانند سمجھا جائے گا جسے لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھے گا اور سبزے کو ڈھونڈے گا تاکہ دین کو فتنوں سے بچا سکے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب سازشی عناصر کامیاب ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تو پھر لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو سچ ہوتے دیکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا شیرازہ

Marfat.com

بکھر گیا اور امت کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا کہ کیا تمہیں دکھائی دے رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برستے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش برستی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں تین یہود قبائل آباد تھے جو مختلف مواقع پر دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ جب ان سرگرمیوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں مدینہ سے نکالا تو یہ لوگ پھر بھی اسلام دشمنی سے باز نہ آئے۔ ان یہودیوں کے علاوہ کئی منافق بھی تھے جو بظاہر مسلمان تھے مگر درپردہ دین اسلام اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ان سازشیوں کا کوئی زور نہ چلتا تھا مگر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سازشی لوگوں نے سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ انہی سازشیوں کی وجہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ صلح جو قسم کے انسان تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کے مخالف آپ رضی اللہ عنہ کی اس نرم طبیعت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ پر مختلف الزامات لگانے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہرمزان کے قتل میں دیت کے عوض معاف کر دیا حالانکہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا جانا

Marfat.com

چاہیئے تھا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری وسائل کو استعمال کرتے ہوئے اور بیت المال کی رقم سے ایک گھر تعمیر کیا ہے جس کے ایک حصہ میں بیت المال، دوسرے میں دفاتر، تیسرے میں مہمانوں اور سفیروں کے رہنے کی جگہ اور چوتھے حصہ میں اپنی رہائش گاہ تعمیر کی حالانکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ اور کوفہ میں بھی اسی طرح کے گھر تعمیر کئے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا جب اللہ عزوجل کسی کو نعمت سے سرفراز کرتا ہے تو اس کے بے شمار حاسد پیدا ہو جاتے ہیں میں نے یہ عمارت مال کو محفوظ رکھنے اور باہر سے آنے والے وفود کے قیام اور امورِ مملکت چلانے کے لئے جن اداروں کی ضرورت ہے ان سب کے لئے بنائی ہے مجھے بیت المال کی آمدنی کی ضرورت نہیں اور میں قریش کے امراء میں شمار ہوتا ہوں مجھے حیرانگی ہوتی ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں ہم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو معزول کریں گے اور اسے قتل کریں گے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع کی اور بدعت کے مرتکب ہوئے جبکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع ہو چکی تھی مگر چونکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے سب ڈرتے تھے اس لئے ان پر اعتراض نہ کر سکے اور آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض شروع کر دیئے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گورنر تھے انہیں ان کے عہدہ سے معزول کر کے نومسلموں اور اپنے رشتہ داروں کو گورنر کے عہدے پر

Marfat.com

فائز کیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں دو کی بجائے چار رکعت نماز پڑھی حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ بھی لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جلاوطن کیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری نسخہ کے علاوہ قرآن مجید کے دیگر تمام نسخوں کو جلا دیا تھا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حکم بن العاص کو مدینہ منورہ واپس آنے کی اجازت دے دی حالانکہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف جلاوطن کر دیا تھا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حکم بن العاص کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر پر شامیانہ لگایا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول کی حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول نہیں کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھ سے ملنے ان معترضین کی ایک جماعت آئی جو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے تھے میں نے ان سے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے متعلق گفتگو کی اور ان سے وہ باتیں بیان کیں جن پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ میری دلیلوں سے وہ لاجواب ہو گئے اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایسے

Marfat.com

کاموں پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا جو اگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کرتے تو کوئی ان پر اعتراض نہ کرتا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۷)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر اپنے تمام گورنروں کو مکہ مکرمہ طلب کیا اور ان سے مشاوت کے بعد انہیں مستقبل کے فتنہ سے آگاہ کیا۔ پھر حج بیت اللہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے تمام گورنروں کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک اہم اجلاس طلب کیا۔ اجلاس کے آغاز میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں اور اس امت کے سرپرست ہیں۔ آپ نے اپنے بھائی عثمان (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ منتخب کیا۔ اب جب وہ ضعیف ہو چکے ہیں تو ان کے خلاف منفی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور اگر آپ حضرات کا کچھ فیصلہ تو اس کو ظاہر کیجئے میں آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو خلافت کا لالچ ہے تو یاد رکھے کہ وہ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سخت کلام سن کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر بٹھا دیا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم نے منصب خلافت سنبھالا اور نہایت احتیاط و احتساب کے ساتھ اپنے

Marfat.com

اقرباء کے متعلق کچھ نہ کیا حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے
اقرباء کا خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ میرے
اقرباء بھی غریب ہیں جس کی وجہ سے میں ان کے ساتھ اچھا
برتاؤ کرتا ہوں اگر تم لوگوں کو میرے اس عمل پر کوئی اعتراض
ہے تو میں اپنی اس روش کو بدلنے کے لئے تیار ہوں۔''

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر جاری تھی ایک شخص نے اٹھ کر یہ اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو ناجائز طور پر مال دیا ہے مثلاً عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے ناجائز مال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا میں نے اس کو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دیا اور یہ طریقہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت سے رائج ہے۔ اس دوران ایک شخص اور اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو امارت دے رکھی ہے مثلاً امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو جنہیں پورے ملک شام کی امارت دی ہے، بصرہ کی امارت عبداللہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کو اور سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کو کوفہ کی امارت دی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ تم بہتر سمجھتے ہو کہ ان لوگوں میں قابلیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بات ہے تو انہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا اور میں نے ان کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔ جبکہ عبداللہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کو میں نے نوجوان ہونے کے باوجود ان کی دینداری اور فہم و فراست کی وجہ سے گورنر مقرر کیا۔ ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان والوں کو بے جا عطیات عطا کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے خاندان والوں سے ہر کوئی محبت کرتا ہے اور میں اپنے خاندان کو جو عطیات دیتا

Marfat.com

ہوں وہ اپنی ذاتی جیب سے دیتا ہوں نہ کہ انہیں بیت المال سے عطا کرتا ہوں اور میرے ذاتی مال میں کسی کو اختیار نہیں کہ میں اسے کہاں خرچ کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ایک اور اعتراض یہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری چراگاہ کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا میرے پاس اس وقت صرف دو اونٹ ہیں جو میں نے صرف سفر حج کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں اور میں ان کو چرنے کے لئے سرکاری چراگاہ میں نہیں بھیجتا۔ ایک اور شخص اٹھا اور اس نے اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران منیٰ میں پوری نماز نہیں ادا کی حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو قصر کرنا چاہئے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے نماز میں قصر کرنا جائز نہ تھا کیونکہ میرے اہل و عیال مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ پر یہ الزامات بھی لگائے گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ جو آپ رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز ہیں انہیں شمالی افریقہ کے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ناجائز طور پر فروخت کیا۔ اس کے علاوہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے بیت المال میں سے ایک بیش قیمت محل شام میں بنوایا جس پر ان کی باز پرس نہ کی گئی۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے کچھ قرضہ لیا جسے وہ بروقت ادا نہ کر سکے اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر کام میں اپنے خاندان کی طرفداری کرتے ہیں اور ان کے اموال کا احتساب نہیں کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان تمام اعتراضات کے جواب دیئے اور انہیں مطمئن کیا۔ اجلاس کے اختتام پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر سی تقریر کی۔

''اس وقت حالات خراب ہو چکے ہیں، میں آپ لوگوں کے مشوروں کو ترجیح دیتا ہوں، اس وقت امت ایک شدید خطرے سے دوچار ہے، فتنوں کا دروازہ جو بند ہو چکا تھا وہ کھل چکا ہے،

Marfat.com

اللہ گواہ ہے کہ میں نے ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور
میں لوگوں کو اس شر سے محفوظ رکھنے کے بہترین اقدامات
کروں گا۔ میں اپنے تمام گورنروں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ
لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کریں اور لوگوں
سے اللہ عزوجل کے حکم پر کسی قسم کی کوئی رعایت نہ برتیں۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد تمام گورنروں کو واپس جانے کی ہدایت کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میرے ہمراہ چلیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ شرپسند آپ رضی اللہ عنہ کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب میں فرمایا۔

''میں کسی بھی صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت چھوڑنے کو
تیار نہیں ہوں چاہے میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دی جائے۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا جواب سننے کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم سے درخواست کی کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ مصیبت یا خطرہ لاحق ہو تو ان کا ساتھ دیں۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۹۵ تا ۳۹۷)

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت، حضرت ابواسید ساعدی، حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم نے اتفاقِ رائے سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ موجودہ صورتحال کے متعلق فیصلہ کیا جاسکے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

''امیر المومنین! مجھے جس بات کا علم ہے اس بات کا علم آپ رضی اللہ عنہ کو بھی ہے اور جیسے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور جیسے میں حضور نبی کریم ﷺ کا داماد ہوں آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے داماد ہیں اور یہ شرف شیخین رضی اللہ عنہم کو بھی حاصل نہ ہوا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے حالات کے متعلق مشورہ کیا اور تفصیلی گفتگو کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس موقع پر انتہائی سوچ سمجھ کر کوئی بھی قدم اٹھائیں۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۸۲)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے حالات قدرے بہتر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ عبداللہ ابن سبا اور اس کے شرپسند ساتھی کوفہ کے حالات بہتر دیکھ کر پریشان ہو گئے کیونکہ ان کا سارا کھیل ختم ہونے لگا تھا۔ عبداللہ ابن سبا نے اپنے ناپاک عزائم کے حصول کے لئے اپنے پیروکاروں کو نئے سرے سے سرگرم ہونے کا حکم دیا اور خود بصرہ میں حکیم بن حبلہ عدی کے مکان پر پہنچ گیا۔

عبداللہ ابن سبا نے بصرہ پہنچنے کے بعد اس نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کے پردے میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ حکیم بن حبلہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عبداللہ ابن سبا کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ عبداللہ ابن سبا اس

Marfat.com

دوران بصرہ میں ایک مرتبہ پھر فسادات شروع کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ حکیم بن حبلہ کے نکالنے کے بعد بصرہ سے مصر پہنچ گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حمران بن عفان کو ایک عورت کے ساتھ اس کی عدت میں نکاح کرنے پر کوڑے لگوائے تھے اور اسے جلاوطن کر کے بصرہ بھیج دیا تھا۔ حمران بن عفان نے بصرہ جا کر آپ رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا نے بھی اب نہایت زور و شور سے اپنی مہم کو شروع کر دیا جس سے حالات مزید خراب ہونا شروع ہو گئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

عبداللہ ابن سبا نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خط لکھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس ملاقات سے قبل شرپسندوں کا ایک گروہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایات کر چکا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختیارات کی بات کی اور کہا۔

> ''میں جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گورنر مقرر نہیں کیا انہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا لیکن ان کے دور میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) خود سے کوئی فیصلے نہیں کرتا تھا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔''

عبداللہ ابن سبا نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں کے خلاف جو سازش کی تھی اب وہ سازش عملی جامہ اختیار کرتی جا رہی تھی۔ مسلمانوں کو

Marfat.com

دو گروہوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا اور مملکت اسلامیہ کی بڑھتی ہوئی قوت کو پارہ پارہ کرنے کا عبداللہ بن سبا کا گھناؤنہ منصوبہ کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ اسی دوران پھر حج کے لئے قافلے مکہ مکرمہ پہنچنے شروع ہو گئے۔ عبداللہ ابن سبا کے پیروکاروں کے گروہ بھی مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مصر سے ایک ہزار شرپسند مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور ان کا بظاہر مقصد حج کرنا تھا مگر درحقیقت یہ اس ارادہ سے نکلے تھے کہ یہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو معزول کروائیں گے یا پھر انہیں قتل کر دیں گے۔ جب یہ قافلہ کوفہ پہنچا تو کوفہ سے بھی ایک ہزار شرپسند اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ پھر یہ قافلہ کوفہ پہنچا اور کوفہ سے پانچ سو شرپسند اس قافلے میں شامل ہوئے اور یوں ان کی تعداد اڑھائی ہزار ہو گئی۔

یہ شرپسند چونکہ عبداللہ ابن سبا کے پیروکار تھے لہٰذا یہ اپنے منصوبے کے تحت کئی چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور پھر حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچنے کی بجائے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور مدینہ منورہ کے نواح میں قیام کیا۔ یہ شرپسند جس موقع کی تلاش میں تھے انہیں وہ موقع میسر آنے والا تھا کیونکہ حج کے لئے مدینہ منورہ میں مقیم کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم بھی مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہو چکے تھے اور کچھ روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا کہ وہ اس موقع پر اپنے گھناؤنے منصوبہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ شرپسندوں کا جو گروہ مصر سے چلا تھا اس نے امت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کے لئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے پر مجبور کریں گے جبکہ وہ شرپسند جو بصرہ سے آئے تھے

Marfat.com

ان کا منصوبہ تھا وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈالیں گے کہ وہ منصب خلافت پر فائز ہوں جبکہ کوفہ سے چلنے والے شر پسند اس ارادہ سے آئے تھے کہ وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائیں گے اور یوں ان شر پسندوں کا در پردہ منصوبہ ایک ہی تھا کہ وہ امت مسلمہ میں انتشار پیدا کریں گے مگر ساتھ ہی وہ ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اختلافات بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مصر کے شر پسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بصرہ کے شر پسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ملے جبکہ کوفہ کے شر پسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان حضرات کے علاوہ ان شر پسندوں نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے بھی ملاقاتیں کیں تا کہ ان کا اعتماد حاصل کر سکے مگر وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔

روایات میں آتا ہے مصری شر پسندوں کا گروہ جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اپنے منصوبہ کے دوسرے حصہ پر عمل کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر مصر کے گورنر حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول نہ کیا گیا تو ہم مدینہ منورہ سے باہر نہیں جائیں گے۔

شر پسندوں کا یہ مطالبہ اسی گھناؤنے منصوبہ کی ایک کڑی تھا کہ حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام نے افریقہ اور یورپ کے کئی علاقوں میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے تھے اور عبد اللہ بن سبا منافق کو دین اسلام کی یہ ترقی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے اب ان شر پسندوں

Marfat.com

نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مطالبہ کیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان شرپسندوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنی بات پر بضد رہے اور مدینہ منورہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کے اس مطالبہ کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں شرپسندوں کے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا اگر ان کا مطالبہ اس وقت مان لیا جائے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو پوچھا اگر میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کرتا ہوں تو پھر ان کی جگہ کسے مصر کا گورنر بناؤں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت مناسب یہی ہے کہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا جائے تا کہ حالات میں بہتری آ سکے۔

محمد بن ابی بکر جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار کے وصال کے وقت کم سن تھے اور ان کی تربیت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ ہوئی تھی مگر بعد میں مختلف مہمات میں شریک ہوتے رہے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قربت سے دور رہے تھے اور اہل مصر ان کی بے حد قدر کرتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو مانتے ہوئے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا

Marfat.com

گورنر مقرر کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان کے نام فرمان جاری کر دیا۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی امارت کا پروانہ لیا اور اسی وقت ان شرپسندوں کے پاس جا کر انہیں یہ فرمان دے دیا جس پر وہ شرپسند مدینہ منورہ سے چلے گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مصری شرپسندوں کے مدینہ منورہ سے جانے کے بعد بصرہ اور کوفہ کے شرپسند بھی حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے سمجھانے پر مدینہ منورہ سے چلے گئے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۴)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا چچازاد مروان بن الحکم جو حکم بن العاص کا بیٹا تھا اور مصر کا سابق گورنر تھا اور جسے معزول کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا انتہائی شاطر ذہن کا آدمی تھا اور وہ مصر کی گورنری سے معزول کئے جانے پر کبیدہ خاطر تھا اور اکثر اس موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کسی طرح اسے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا موقع ملے۔ مروان بن الحکم کو جب پتہ چلا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا نیا گورنر مقرر کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تو اس نے چالاکی سے ایک نقلی خط تیار کیا جس میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام یہ پیغام لکھا۔

”محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں چھ بندے جیسے ہی تمہارے پاس پہنچے ان کا سر قلم کر دینا۔“

مروان بن الحکم نے اس خط پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جعلی مہر بھی لگا دی۔ مروان بن الحکم کا خط جو شخص لے کر مصر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہا تھا اسے راستہ میں شر پسندوں نے پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ اس نے کہا میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا پیغام لے کر مصر جا رہا ہوں۔ ان شر پسندوں نے جب اس شخص کی تلاشی لی تو مروان بن الحکم کا وہ خط برآمد ہو گیا جس سے یہ لوگ طیش میں آ گئے اور واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وہ خط دیتے ہوئے کہا کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔

"مجھے تو یہ تم لوگوں کی کوئی چال لگتی ہے کیونکہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔"

شر پسندوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا بات جو بھی ہو ہم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر ہی دم لیں گے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کا لہجہ دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تم صبر سے کام لو میں اس بارے میں تفتیش کرتا ہوں کہ یہ خط کس نے لکھا ہے؟"

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں وہ خط دکھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا اور قسم کھا کر کہا۔

"میرا دامن اس سازش سے پاک ہے۔"

پھر جب خط کی تحریر پر غور کیا گیا تو وہ تحریر مروان بن الحکم کی تھی۔ مروان اس وقت اپنے گھر میں موجود تھا۔ شر پسندوں نے سیدنا عثمان ابن عفان

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مروان بن الحکم ان کے حوالے کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شر پسندوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے یکسر انکار کر دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو شر پسندوں کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد ان شر پسندوں نے مدینہ منورہ میں ڈیرے ڈال لئے اور وہ اب مدینہ منورہ کے بازاروں اور گلیوں میں سرِعام پھرتے تھے اور اپنا مطالبہ دہراتے تھے ہم آپ رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت سے معزول کروائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دوران صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان شر پسندوں سے مذاکرات کی کوشش کی تاکہ صورتحال بہتر ہو اور امت مسلمہ انتشار کا شکار نہ ہو مگر ان شر پسندوں کا یہی مطالبہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت سے دستبردار ہو جائیں وگرنہ ہم مدینہ منورہ سے کسی بھی صورت نہیں جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان شر پسندوں کے اس مطالبہ پر کہا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے گئے عہد پر قائم رہوں گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا تمہیں اللہ عزوجل ایک خلعت عطا کرے گا اور لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ اس خلعت کو اتار دو مگر تم ان کی خواہش پر اس خلعت کو ہرگز نہ اتارنا چنانچہ میں منصب خلافت سے کسی بھی طرح دستبردار نہ ہوں گا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب سے دو ٹوک جواب ملنے کے بعد ان شر پسندوں نے کہا ہم یہاں جنگ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے ان کی بات سنی تو فرمایا اگر میں چاہوں تو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے تم مٹھی بھر لوگوں کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا دوں مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار اٹھائے اور امت مسلمہ انتشار کا شکار ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر شرپسندوں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان نامساعد حالات میں اپنی مصالحتی کوششیں مزید تیز کر دیں مگر شرپسند اپنی بات پر ڈٹے رہے چنانچہ مصالحتی کوششیں کچھ کام نہ آسکیں اور شرپسندوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید کر دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۵۹ تا ۳۶۱)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یومِ دار جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ باغیوں نے شدید کر دیا تو میں نے دیکھا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور شرپسندوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور سلام کرنے کے بعد کہا۔

''امیر المومنین! بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر اس وقت تک حاصل نہیں کیا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کر لیا اور خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں
کہ ہم ان سے لڑیں۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو جس آدمی نے اللہ عزوجل
کے لئے حق کو دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا میں تمہیں قسم دے
کر کہتا ہوں کہ میرے بارے میں نہ تو کسی کا خون بہایا جائے
اور نہ خود کا خون بہنے دیا جائے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے لیکن سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے نکلے اور یہ کہتے جاتے۔

''اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے کوشش کر لی۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے امامت کے لئے درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے امامت کرانے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

''میں ایسی حالت میں تمہاری امامت کروں جبکہ تمہارا امام
موجود ہو اور اسے قید کر دیا جائے۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا کی اور گھر چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔

Marfat.com

''شرپسند انہیں شہید کر دیں گے۔''

لوگوں نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد کس مقام پر دیکھتے ہیں؟ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں انہیں جنت کے باغات میں دیکھتا ہوں۔''

لوگوں نے پوچھا ان باغیوں کا کیا انجام ہوگا؟ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''انہیں ناحق شہید کرنے والے ذلت اور آگ کے گڑھوں میں پھینکے جائیں گے۔''

روایات میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد شرپسند سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور انہیں قرآن مجید کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان کا جسم مبارک تین دن تک بغیر کفن کے پڑا رہا۔ تین دن بعد کچھ جانثاروں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر رات کے اندھیرے میں گھر میں داخل ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کو غسل دیا اور کفن پہنا کر جنت البقیع لے گئے اور رات کے اندھیرے میں قبر کھود کر آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔ جس وقت یہ جانثار جنت البقیع میں داخل ہوئے تو انہوں نے سواروں کی ایک جماعت کو دیکھا جسے دیکھ کر یہ گھبرا گئے اور جنازہ چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ ان سواروں کے سردار نے کہا کہ ہم سے ڈرو نہیں ہم تو ان کی تدفین میں شامل ہونے آئے ہیں۔ پھر وہ سوار آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین تک وہیں موجود رہے۔ جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین میں شامل تھے وہ قسم کھا

Marfat.com

کر کہتے تھے کہ وہ سوار درحقیقت ملائکہ تھے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا گیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد شرپسند پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھرتے تھے اور ان کے ہنگامے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین عمل میں نہ آسکی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم بغیر کفن و غسل کے گھر کے اندر ہی پڑا رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چوتھے دن حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ ان شرپسندوں سے مذاکرات کریں اور انہیں سمجھائیں ہمیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی تدفین کرنے دیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھے اور شرپسندوں کے پاس پہنچے تاکہ انہیں سمجھائیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور اپنے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا جن کے ہمراہ کچھ دیگر لوگ بھی تھے اور وہ سب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا جنازہ لا رہے تھے۔ جنازہ کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ شرپسندوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا جنازہ دیکھا تو جنازہ کو روکنے کی کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے چند نوجوانوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ اگر شرپسندوں میں سے کوئی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا جنازہ روکنے کی کوشش کرے تو ان کے ساتھ سختی سے پیش آجائے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جو اب جنت البقیع کا حصہ ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و دیگر نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۵۳، تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۴)

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا غم:

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد غم و غصے کی کیفیت پورے مدینہ منورہ پر طاری تھی لیکن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر لوگوں کے غصے کو کم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین سکتے میں آ گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غم و غصے کی حالت میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی حفاظت پر مامور اپنے دونوں بیٹوں کا جھڑکتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے تم دونوں کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور تمہارے ہوتے ہوئے وہ شہید کر دیئے گئے۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۳)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا۔

"خدا کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں؟ مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں۔ میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ بے خبر ہوں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل نہ کیا ہو۔ جس طرح میں نے
حضور نبی کریم ﷺ سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس
طرح میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اسی طرح
آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ
یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں
اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کئے ہوئے کرے گا؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا حضور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کیا میری بات سے بہتر ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بات بھی بتا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ عزوجل سے رجوع کرتے تھے یا نہیں؟ اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ رجوع کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو خیر کی رائے دی یا نہیں؟ اس نے کہا بے شک اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو خیر کی رائے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تو پھر تو مجھے بتا کیا اللہ عزوجل کی رائے حضور نبی کریم ﷺ
کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں درست نہ تھی اور

Marfat.com

اگر تو نے دوبارہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اشاعت قرآن کے عظیم کارنامے کے بارے میں فرمایا۔

"اے لوگو! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ مت کہا کرو، خدا کی قسم! انہوں نے جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورہ اور اتفاقِ رائے سے کیا اور قرآن مجید میں رائج زائد لغات کو منسوخ کر کے اسے اصل قریشی لغت میں جمع فرمایا کیونکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس اختلافِ قرأت کی صورت میں ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ میری قرأت تجھ سے بہتر ہے اور میں جو پڑھتا ہوں وہ صحیح ہے اور یہ فتنہ عنقریب تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم و فراست سے ختم کیا اور لوگوں کو قرآن مجید کو ایک قرأت پر جمع کیا تاکہ کسی میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے بعد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔"

Marfat.com

پانچواں باب

حیدرِ کرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کے اپنے دورِ خلافت میں
کئے گئے فیصلے

Marfat.com

خلافت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بلاشبہ منصب خلافت کے حقدار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ان چھ لوگوں میں بھی شامل تھے جنہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بوقت شہادت منصب خلافت کے لئے نامزد کیا اور پھر اتفاقِ رائے سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد انصار و مہاجرین نے خلیفہ مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں چند احادیث بطورِ نمونہ بیان کی جا رہی ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور ہجرت کی رات مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کیا اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے وہ حق بات کہنے والے ہیں اگرچہ وہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو اور حق نے ان کا یہ حال کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں رہا۔ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے کہ فرشتے ان سے حیاء

Marfat.com

کرتے ہیں اور اللہ عزوجل، علی (رضی اللہ عنہ) تجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے کہ تو جدھر رخ کرتا ہے حق ادھر رخ کر لیتا ہے۔ (سنن الترمذی باب فی مناقب علی حدیث ۳۷۱۴)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں بتائیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے۔
ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔

(سنن ابوداؤد باب فی الخلفاء حدیث ۴۶۳۷)

Marfat.com

منصب خلافت قبول کرنے کا فیصلہ

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شرپسند مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اس دوران انصار و مہاجرین کا ایک گروہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کا مشورہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے سے یکسر انکار کر دیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بھی خلیفہ بننے کی پیشکش کی گئی لیکن ان حضرات نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ جب اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی منصب خلافت پر بیٹھنے کو تیار نہ ہوا تو شرپسند پریشان ہو گئے۔ معاملات ان کے ہاتھ سے نکلتے جا رہے تھے اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے وہ جس غلطی کے مرتکب ہو چکے تھے اس کا خمیازہ ساری قوم بھگتنے والی تھی۔ ان شرپسندوں میں اکثریت مصریوں کی تھی انہوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا۔

> ''تم دو دن کے اندر اپنے خلیفہ نامزد کر لو کیونکہ تمہارا حکم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نافذ العمل ہے ہم اس خلیفہ کی بیعت کر کے واپس چلے جائیں ورنہ ہم تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیں گے۔''

Marfat.com

اہل مدینہ نے جب باغیوں کا یہ اعلان سنا تو وہ ایک مرتبہ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول کر لیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۳۰۰)

ابو بشیر عابدی فرماتے ہیں جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا میں مدینہ منورہ میں موجود تھا مہاجرین و انصار جمع ہوئے جن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم بھی تھے اور ان سب نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اپنا ہاتھ لائیے ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے تم جسے بھی خلیفہ بناؤ گے میں اس کی اطاعت کروں گا۔ مہاجرین و انصار کی جماعت نے کہا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر مہاجرین و انصار کی جماعت متواتر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آتی رہی اور آپ رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت قبول کرنے پر آمادہ کرتی رہی مگر آپ رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ انہیں انکار کر دیتے۔ جب معاملہ طول اختیار کرتا چلا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم مجھے اس منصب کو قبول کرنے پر آمادہ کرتے ہو اور میں اس منصب کو اس وقت قبول کروں گا جب تم میری بات مانو گے؟ مہاجرین و انصار کی جماعت نے کہا آپ رضی اللہ عنہ جو کہیں گے ہم اسے مانیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارے اصرار پر اس منصب کو قبول کرتا ہوں مگر میری شرط یہ ہے کہ بیت المال کی چابیاں اگرچہ میرے پاس ہوں گی مگر میں تمہاری رضا کے بغیر اس سے ایک درہم بھی نہ لوں گا۔ مہاجرین و انصار کی جماعت

Marfat.com

نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات مان لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی جانب نگاہیں بلند کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو والد بزرگوار حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسی وقت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پھر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور اب منصب امامت کا آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی حقدار نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص موجود ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کسی اور کو اس منصب کے لئے چن لو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی بیعت ہرگز نہ کریں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو بیعت مسجد میں ہوگی تاکہ لوگوں پر میری بیعت مخفی نہ رہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں مہاجرین و انصار نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۷ تا ۱۸)

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا ہاتھ آگے بڑھائیں میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں آپ رضی اللہ عنہ اس منصب کے اہل ہیں اور پھر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۵)

لوگوں سے خطاب کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ چونکہ نازک حالات میں منصب خلافت پر فائز ہوئے تھے اور لوگوں میں شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق غم و

Marfat.com

غصہ پایا جاتا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اعتماد میں لینے کے لئے ان سے خطاب کا فیصلہ کیا۔

منصب خلافت قبول کرنے کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لے گئے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"اما بعد! اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نے مجھے خلافت کے لئے اہل قرار دیا ہے۔

لوگو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ہر وہ شخص جو خالی دعوے کرتا ہے وہ اپنے نفس کا نقصان کرتا ہے۔ ہر شخص ایک ذمہ داری سے گزرتا ہے۔ جنت اور دوزخ اس کی نظروں کے سامنے ہے۔ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کوشش کر کے دین اسلام پر قائم ہے۔ دوسرا وہ جو بھلائی کا طلبگار ہے اور اللہ عزوجل کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو نیک اعمال میں کوتاہی کرتا ہے اور ایسا شخص دوزخی ہے۔

یاد رکھو! پانچ کے سوا کوئی چھٹا نہیں۔ جس شخص نے گمراہی میں قدم رکھا وہ ہلاک ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا وہ برباد ہو گیا۔ سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں تمام راستے گمراہی کے ہیں۔

اللہ عزوجل نے اس قوم کو دو چیزوں کے ذریعہ سے تہذیب سکھائی۔ اوّل تلوار اور دوم کوڑا۔ خلیفہ پر فرض ہے کہ وہ ان

Marfat.com

دونوں چیزوں کا استعمال کرے اور دین کے معاملے میں کسی
قسم کی رعایت سے کام نہ لے۔
اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماضی کو درگزر فرمائے
اور ہمیں مستقبل میں سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
راستے صرف وہی ہیں ایک حق کا اور دوسرا باطل کا۔ اگر تم نے
حق کو راہنمائی کا موقع فراہم کیا تو خیر ہے اور جو چیز جا چکی ہے
وہ لوٹ کر نہیں آنے والی۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد اہل مدینہ بیعت کے لئے آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کرنا شروع کر دیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے وقت یہ شرط رکھی کہ آپ رضی اللہ عنہ سنت و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق فیصلے کریں گے اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص طلب کریں گے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۸)

مجھے خلافت کا کچھ شوق نہیں تھا:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عبادہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس میں کہاں تک سچائی ہے؟
آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔

"یہ بات قطعی غلط ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایسا

Marfat.com

کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے ایسا کوئی وعدہ کرتے تو میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم کو منبر رسول اللہ ﷺ پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ دیتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے بہترین جانشین تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) جو خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی اور پھر

Marfat.com

میں نے بھی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں۔ ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۸)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خطبہ خلافت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا مطالبہ کیا اور کہا۔

"ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی شرط پر کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ، قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لیں گے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"مجھے بذاتِ خود سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دلی افسوس ہے اور میں کوشش کروں گا جلد سے جلد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو گرفتار کروں۔"

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی پہچان کے لئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور ان سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کی گواہ تھیں انہوں نے بتایا کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے محمد بن ابی بکر اور دو شخص گھر کے اندر

Marfat.com

داخل ہوئے۔ محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو دو شخص تھے انہیں میں نہیں پہچانتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو طلب کیا تو انہوں نے قسم کھا کر اس بات کا اقرار کیا کہ وہ ضرور قتل کی نیت سے داخل ہوئے تھے لیکن سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے شرم دلانے پر واپس چلے آئے تھے اور ان کے ساتھ جو دو شخص تھے وہ باغیوں میں سے تھے اور وہ انہیں نہیں جانتے چنانچہ ان تمام بیانات کی روشنی میں قاتلوں کی شناخت کرنا بہت مشکل ہو گیا جس کی وجہ سے یہ معاملہ الجھ کر رہ گیا۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۹ تا ۳۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۵ ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ غزوات میں شرکت فرمائی اور دادِ شجاعت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ اور بصرہ کے گورنر بھی رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ گورنروں کو برقرار رکھا جائے خاص طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر برقرار رکھا جائے یہاں تک کہ وہ بیعت کرلیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر نامزد کریں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

> ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری پر مجھے اعتراض ہے جبکہ باقی دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گورنری کے بارے میں غور کروں گا۔''

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دور اندیش تھے انہوں نے حیدرِ کرار حضرت

Marfat.com

سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے رویہ سے اس بات کا اندازہ کرلیا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیں گے چنانچہ انہوں نے اپنی قسمت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وابستہ کرلی۔

اگلے دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گورنروں کو معزول کر دیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو انہیں جھڑکتے ہوئے کہا۔

''کل تم نصیحت کرتے تھے آج دھوکہ دیتے ہو۔''

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے اور صاحب علم تھے انہوں نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارا مشورہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''مناسب تو یہ ہے آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے مکہ مکرمہ چلے جائیں لیکن اب یہ بھی نہیں ہوسکتا اور اس صورتحال میں یہ بہتر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گورنروں بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھیں تاکہ حکومت مضبوط ہو سکے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بنی امیہ لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کر دیں گے کہ ہم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں جس طرح اہل مدینہ کا دعویٰ ہے اس طرح آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی خلافت ختم ہو جائے گی اور آپ رضی اللہ عنہ ان کو روک نہ سکیں گے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"اگر ایسے حالات ہوئے تو ہم امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو تلوار کے سوا کچھ نہ دیں گے۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ شجاع ضرور ہیں لیکن لڑائی میں صائب الرائے نہیں اور کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں سنا کہ الحرب خدمتہ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم سچ کہتے ہو۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

"واللہ! اگر آپ رضی اللہ عنہ میرے مشورے پر عمل کریں تو میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایسے راستے پر چلاؤں گا جس میں آپ رضی اللہ عنہ کا ذرا برابر بھی نقصان نہ ہوگا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"مجھ میں تمہاری طرح اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح کی خصلتیں نہیں ہیں؟"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ ینبوع چلے جائیں اور اپنے اوپر دروازہ بند کرلیں

Marfat.com

اس طرح اہل عرب پریشان ہو جائیں گے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو خلافت کا اہل نہیں پائیں گے لیکن اگر آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اٹھیں گے تو یہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا الزام آپ رضی اللہ عنہ پر عائد کریں گے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم وہ کرو جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں تمہیں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی جگہ شام کا گورنر مقرر کرتا ہوں، تم سامانِ سفر تیار کرو اور شام روانہ ہو جاؤ۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''یہ مناسب نہیں ہے۔ امیرِ معاویہ (رضی اللہ عنہ)، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار ہیں وہ مجھے ملک شام پہنچتے ہی قتل کروا دیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خط و کتابت کریں اور ان سے بیعت لیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔''

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۲ تا ۳۴)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں کو معزول کرنے کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کو معزول کرتے ہوئے نئے گورنر تعینات کیے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔

Marfat.com

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب اپنی گورنری کا پروانہ لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند سواروں سے ہوئی جن کے پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے ملک شام کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ ان سواروں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دھمکی دی اگر تمہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے گورنر مقرر کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بہتر یہی ہے واپس چلے جائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ آ گئے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گوش گزار تمام حالات بیان کر دیئے۔

حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ جب کوفہ روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو گورنر ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ کے بعد واپس لوٹ گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالات دیکھے تو آپ رضی اللہ عنہ کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو جان لیا کہ حالات آسانی سے قابو میں نہیں آنے والے ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو خط حضرت معبد اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خط کا فوراً جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور انہوں نے یہ بیعت اپنی مرضی اور خوشی سے کی ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جو خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص قاصد کے ہاتھ ایک لفافہ بھیجا۔ اس قاصد نے وہ لفافہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ خالی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد بہت ہوشیار تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کر لی۔ قاصد نے کہا کہ ملک شام میں کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت نہ کرے گا کیونکہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیص جامع مسجد دمشق کے منبر پر رکھی ہے اور ان لوگوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص نہیں لیں گے ان کی تلواریں نیام میں واپس نہیں جائیں گی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قاصد کی بات سننے کے بعد فرمایا۔

> ''لوگ مجھ سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص مانگتے ہیں واللہ! میں ان کے خون سے بری الذمہ ہوں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جواب کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد واپس شام روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

اس دوران حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ انہیں مدینہ منورہ سے جانے دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا جس کے بعد یہ دونوں حضرات مکہ مکرمہ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ اس دوران ان دونوں حضرات کی جانب سے قصاص کا مطالبہ برابر جاری تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ملک شام سے واپسی کے بعد شام پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اہل مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے مخالفت کی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر حملہ کا فیصلہ فی الوقت منسوخ کر دیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا تاکہ ان سے مشورہ کر سکیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم وہی کریں گے جو اہل مدینہ کریں گے۔ اس کے بعد یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملک شام روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کروا دی۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں وہ حاضر ہوئیں اور انہوں نے اس غلط فہمی کو ختم کیا اور کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ عمرہ کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۳۲ تا ۴۴)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

روایات میں آتا ہے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس نازک موقع پر اپنے والد بزرگوار ابوتراب حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا اس نازک صورتحال میں آپ رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہیں اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۱)

شام پر لشکر کشی کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب شام پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں جھنڈا عطا کیا اور میمنہ پر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا جبکہ میسرہ پر عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا اور ابو لیلیٰ بن عمر بن الجراح رضی اللہ عنہما کو اوّل دستے پر مقرر کیا اور مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا قسم بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کو بھی مکتوب تحریر کیے اور انہیں شام پر لشکر کشی کا حکم دیا مگر پھر حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے شام پر لشکر کشی کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۲)

Marfat.com

اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطالبہ قصاص

شام میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف محاذ کھڑا ہو چکا تھا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھیں انہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مکہ مکرمہ سے واپسی پر سرف کے مقام پر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس خبر کو سنتے ہی فرمایا۔

"مفسدین نے وہ خون بہایا جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ مفسدین نے اس مقدس شہر کی حرمت کو داغدار کیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آماجگاہ تھا۔ انہوں نے اس مہینے میں خونریزی کی جس میں خون بہانا منع تھا اور انہوں نے وہ مال لوٹا جس کا لینا ان کے لئے کسی طور جائز نہ تھا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اس خبر کے بعد ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس لوٹ گئیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس پہنچیں تو لوگ

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا کی سواری کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے اس مجمع عام سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ) ناحق شہید کر دیئے گئے اور میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ لوں گی اس لئے تم لوگ بھی اپنے خلیفہ کا خون رائیگاں نہ جانے دو اور قاتلوں سے قصاص لے کر اسلام کی حرمت قائم رکھو۔ اللہ کی قسم! عثمان (رضی اللہ عنہ) کی انگلی باغیوں کے تمام عالم سے بہتر ہے۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عبداللہ بن عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان جوشیلی باتوں کو سنا تو انہوں نے کہا۔

''سیدنا عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ سب سے پہلے میں لینے والا ہوں۔''

روایات میں آتا ہے اس دوران حضرت سعید بن العاص اور حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم جب مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے بھی مدینہ منورہ کے حالات بیان کئے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کو بھی اپنے ساتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے والوں کی ایک زبردست جمعیت مکہ مکرمہ میں تیار ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات سے مشورہ کیا تو کچھ نے ملک شام جانے کا مشورہ دیا مگر حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شرپسندوں کو

Marfat.com

روکنے کے لئے کافی ہیں ہمیں بصرہ کی جانب جانا چاہیے کیونکہ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں اور وہاں میرے مراسم بھی گہرے ہیں۔ جب بصرہ پر ہماری گرفت مضبوط ہوگئی تو پھر اہل بصرہ بھی ہمارے ساتھ مل کر قصاص کا مطالبہ کریں گے اور یوں ہم بہتر طور پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام حاضرین نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اس بات کا اعلان کر دیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم بصرہ روانہ ہورہے ہیں اور جو لوگ کسی بھی طرح اسلام کے ہمدرد ہیں اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے حق میں ہیں وہ ہمارے ساتھ بصرہ روانہ ہوں۔ جس شخص کے پاس سواری نہ ہوگی اسے سواری فراہم کی جائے گی۔ مکہ مکرمہ سے بصرہ کی جانب سفر شروع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی تعداد قریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ بصرہ پر اس وقت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ انہوں نے کوشش کی کسی طرح یہ واپس چلے جائیں لیکن تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی کوششوں کا فائدہ یہ ہوا کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک گروہ آپ رضی اللہ عنہا کے مؤقف کو درست تسلیم کرتا تھا جبکہ دوسرا گروہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے مؤقف کو درست تسلیم کرنے لگا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو مقابلہ کرکے راہِ فرار پر مجبور کرنا چاہا لیکن اس میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور وہ قیدی بنا لئے گئے۔ اس لڑائی کے بعد بصرہ پر آپ رضی اللہ عنہا کا قبضہ ہوگیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۵ تا ۴۷)

Marfat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ردِ عمل:

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب بصرہ پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ کی خبر ملی تو انہوں نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم کو ایک خط دے کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے جنگ کی صورت میں بھرپور تعاون کا وعدہ لینا چاہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا پیغام ملنے کے بعد تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور کہا جنگ کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کی راہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مؤقف اہل کوفہ کا مؤقف تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جنگ ضروری ہے تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے کیونکہ انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا۔ محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم واپس مدینہ منورہ پہنچے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مؤقف سے آگاہ کیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت مالک بن اشتر رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا لیکن یہ حضرات بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کے باوجود حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مؤقف کو نہ بدل سکے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ایک ہی مؤقف تھا جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہو جاتا میں خاموش رہوں گا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے وفد کی ناکامی کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو کوفہ بھیجا۔ جب یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد

Marfat.com

یں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

''رسول اللہ ﷺ نے جس فتنہ کے متعلق بتایا تھا وہ آچکا ہے اب اپنے ہتھیار ضائع کر دو اور گوشہ نشینی اختیار کر لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس موقع پر سونے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔''

حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اس وقت مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سلام کرنے کے بعد ان سے گفتگو شروع کی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی مدد نہیں کی اور اب فاجروں سے مل گئے۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر غصہ آگیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے مابین مداخلت کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگوں نے اس بارے میں ہم سے مشورہ نہیں کیا اور سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں اور امیر المومنین اصلاحِ امت کے کاموں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

''میرے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے درست فرمایا مگر تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی کا خون و مال حرام ہے۔''

Marfat.com

اہل کوفہ چونکہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے اور انہیں آپ رضی اللہ عنہ سے دلی رغبت تھی اس لئے وہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! ہماری اس دعوت کو قبول کرو اور ہماری فرمانبرداری کرو اور جب ہم مصیبت میں مبتلا ہوں تو ہماری مدد کرو اور امیر المومنین کہتے ہیں اگر ہم مظلوم ہیں تو ہماری حمایت کرو اور اگر ظالم ہیں تو ہم سے اپنا حق وصول کرو۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر اہل کوفہ کے دل نرم ہو گئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ساڑھے نو ہزار لوگوں کا ایک لشکر لے کر ذی وقار پہنچے جہاں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ اس وقت قیام پذیر تھے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۸۵ تا ۹۳)

Marfat.com

جنگ جمل

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگرچہ بصرہ پر قابض ہو چکی تھیں لیکن اہل بصرہ تین واضح گروہوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ ان میں ایک گروہ غیر جانبدار تھا۔ دوسرا گروہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا حامی تھا جبکہ تیسرا گروہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔

وہ گروہ جو غیر جانبدار تھا اس نے جب دیکھا مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان لڑائی کا خطرہ بڑھ رہا ہے تو اس نے مصالحت کی کوششیں شروع کر دیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی دورِ اسلام کے اس نازک موقع کو سمجھ رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو بصرہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تاکہ بات چیت سے معاملہ طے کیا جا سکے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچے اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا موقف سنا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''ہم لوگوں کے اختلاف اور ان کی اصلاح کے لئے خروج کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) سے قصاص لیا جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ قرآن مجید کی

Marfat.com

تعلیمات کے خلاف ہوگا۔"

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کا موقف جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی وہی موقف ہے جو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کا جواب سننے کے بعد کہا۔

"آپ تمام حضرات درست فرماتے ہیں اور ہم بھی اس بات پر متفق ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لیا جائے لیکن آپ حضرات کا یہ طریقہ درست نہیں اور آپ نے بصرہ کے چھ سو افراد کو قتل کر ڈالا جبکہ وہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں تھے اور ایسی کاروائیاں امت میں اختلاف ختم کرنے کی بجائے اختلاف بڑھائیں گی۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے باعث خیر و برکت ہیں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں اس خیر سے محروم نہ کریں اور مصالحت سے کام لیں تاکہ فتنہ دم توڑ جائے اور ہم بھی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص وصول کرسکیں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار ہوں تم علی (رضی اللہ عنہ) کو

Marfat.com

بھی اس پر آمادہ کرو۔"

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس پر کچھ اعتراض نہ ہوگا۔"

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مصالحتی کوشش کامیاب ہوئیں تو عبداللہ ابن سبا نے جب دیکھا ان دونوں لشکروں کے مابین صلح ہو رہی ہے تو اس نے سوچا کہ اگر انہوں نے صلح کر لی تو پھر یہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی تلاش شروع کر دیں اور پھر ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا چنانچہ اس نے منصوبہ تیار کیا کہ اس صلح کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ عبداللہ ابن سبا نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر شب خون ماریں۔ عبداللہ ابن سبا کے پیروکاروں نے رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا جس سے ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے سمجھا کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے چنانچہ انہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

منافقین کی سازش کامیاب ہو چکی تھی اور مسلمانوں کے دونوں گروہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لشکر کو روکنے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ معاملہ صلح و صفائی سے نبٹ جائے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی لیکن اس دوران جنگ کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا

Marfat.com

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب تمام معاملہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ جنگ میں موجود حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے میری مخالفت میں یہ سب کیا تم اللہ عزوجل کو کیا جواب دو گے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں؟ کیا تم پر میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے؟''

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا۔

''کیا آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش نہیں کی؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ بہتر جانتا ہے اور اس کی لعنت قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ہے۔''

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سی فرمایا۔

''اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم مجھے (علی رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا تھا ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا تم ایک دن مجھ سے ناحق لڑو گے۔''

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

Marfat.com

"علی (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ اگر مجھے یہ بات مدینہ منورہ میں یاد دلاتے دیتے تو میں ہرگز آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا۔"

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی حکم دیا لیکن انہوں نے جنگ سے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے علیحدہ ہو کر تنہا بصرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں احنف بن قیس کے لشکر کا ایک بدبخت عمرو بن الجرموز، آپ رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نماز کی ادائیگی کے بعد تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب خادم نے عمرو بن الجرموز کے آنے کی خبر دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بدبخت کو جہنم کی بشارت کے ساتھ اندر آنے کی اجازت دو۔ عمرو بن الجرموز جب آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر فرمایا او بدبخت! یہ وہ تلوار تھی جو عرصہ دراز تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرماتی رہی۔ عمرو بن الجرموز نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اپنے پیٹ میں وہی تلوار مار کر خودکشی کر لی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی کے بعد حضرت طلحہ بن

Marfat.com

عبید اللہ رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے کہ انہیں بھی میدان جنگ چھوڑ دینا چاہیے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ مروان بن الحکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں بصرہ لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں حکم دیا کہ وہ قرآن مجید پکڑ کر اس بات کا اعلان کریں کہ ہمیں قرآن مجید کا فیصلہ منظور ہے تم بھی قرآن مجید کا فیصلہ منظور کر لو۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کیئے بغیر اعلان کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا نے جب دیکھا حالات ایک مرتبہ پھر قابو میں آنے والے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو تیروں کی بارش کرنے کا حکم دے دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار جانثار شہید ہو گئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرنے والے باری باری شہید ہوتے جا رہے تھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا جنگ میں کمی کی بجائے شدت آتی جا رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر کسی طرح جنگ نہ روکی گئی تو بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو جائیں گے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے ناقہ نیچے گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا تم اپنی ہمشیرہ اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرو تاکہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچے چنانچہ محمد بن ابی بکر نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا اور عماری کے مقام پر لے گئے جہاں کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے بیٹھتے ہی جنگ کا

Marfat.com

زور کم ہونا شروع ہو گیا اور کچھ دیر بعد جنگ ختم ہو گئی۔

جنگ کے ختم ہوتے ہی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حال دریافت کیا۔ پھر دونوں فریقین کے مابین صلح کا معاہدہ طے پایا گیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرہ روانہ کر دیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلی منزل تک چھوڑنے خود آئے اور دوسری منزل تک حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھوڑا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں جہاں حج کی ادائیگی کے بعد ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوبارہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

جنگ جمل میں ایک روایت کے مطابق دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت کعب بن مالک، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۰۰ تا ۱۶۱)

Marfat.com

مرکز کی تبدیلی کا فیصلہ

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ واقعہ جمل کے بعد بصرہ روانہ ہو گئے جہاں لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا اور خود کوفہ تشریف لے گئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کے بعد کوفہ کو دارالخلافہ بنا دیا اور اعلان کروایا تمام امورِ خلافت اب مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ سے انجام دیئے جائیں گے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے انتظامی امور میں بھی مختلف تبدیلیاں فرمائیں۔ مدائن پر یزید بن قیس کو گورنر مقرر کیا گیا، خراسان پر خلید بن کاس کو گورنر مقرر کیا گیا، موصل اور شام سے متصل دیگر علاقوں پر اشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا گیا اور اصفہان پر محمد بن سلیم کو گورنر مقرر کیا گیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو ملک مصر کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بصیرت اور بہترین حکمت عملی سے اہل مصر کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرلیں چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں سوائے خربتہ کے تمام مصری قبائل نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا۔ خربتہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات

Marfat.com

کی یقین دہانی کروائی وہ امورِ خلافت میں کسی قسم کی مداخلت نہ کریں گے لیکن ابھی اس وقت انہیں بیعت کے لئے نہ کہا جائے۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دور اندیشی کی بدولت ان پر زیادہ دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مرکز کی تبدیلی کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کرتے وقت منافقین کی جانب سے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مذہبی و علمی مرکز کو بچانے کے لئے مرکز تبدیل کیا۔اس تبدیلی کا یہ فائدہ آئندہ برسوں میں یوں ہوا کہ پھر جب کبھی بھی اختلافات پیدا ہوئے تو مدینہ منورہ پر ان اختلافات کا کچھ اثر نہ پڑا اور مدینہ منورہ انقلابِ زمانہ کے ہاتھوں ہمیشہ محفوظ و مامون رہا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۳۳۴)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے مابین خط و کتابت:

جنگ جمل کے اختتام کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ ملک شام پر چڑھائی نہ کر دیں۔اس دوران اہل مصر نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کر لی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا شدید خطرہ لاحق ہو گیا کہ اب آپ رضی اللہ عنہ کوفہ اور مصر دونوں جانب سے شام پر حملہ کر دیں گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا اور ان سے کہا کہ میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں لہٰذا وہ میری مدد کریں۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں لکھا۔

Marfat.com

''حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ملوث نہیں ہیں اور جب سب لوگ ان کی بیعت کر رہے ہیں تو وہ اور اہل شام بھی ان کے دست اقدس پر بیعت کر لیں تاکہ آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تحقیقات کر سکیں۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا جواب ملا تو انہوں نے ایک دھمکی آمیز خط حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا جس میں انہیں دھمکی دی اگر انہوں نے ان کا ساتھ نہ دیا تو وہ مصر پر چڑھائی کر دیں گے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر کیا۔

''میں تمہاری دھمکیوں سے خوفزدہ نہیں اور اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو جلد تمہیں خود اپنی جان بچانا مشکل ہو جائے گی۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اگر وہ مصر پر حملہ کرتے تھے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ سے شام پر حملہ آور ہو جاتے تھے لہٰذا ایسی صورت میں ملک شام پر ان کا قبضہ برقرار نہ رہتا چنانچہ انہوں نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ پر اپنا دباؤ جاری رکھنے کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مزید کئی خطوط لکھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس خط و کتابت کی خبر اپنے مخبروں کے ذریعے ہو گئی۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مشہور کر دیا حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی اطاعت پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضرت

Marfat.com

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ خربتہ والوں کو جلد از جلد بیعت پر قائل کریں اور اگر وہ بیعت نہ کریں تو ان سے سختی سے نبٹا جائے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دوراندیشی کی بناء پر اس حکم پر فی الفور عمل درآمد کرنا مناسب نہ سمجھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو جواباً تحریر فرمایا۔

''خربتہ والوں کی آبادی قریباً دس ہزار ہے اور یہ تجربہ کار جنگجو ہیں اس لئے فی الحال ایسے وقت میں ان کے ساتھ سخت رویہ رکھنا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا جواب ملا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ افواہیں بھی تیز ہو گئیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ مل چکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چونکہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کا اندازہ تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا اور انہیں مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سخت ذہنی اذیتوں میں مبتلا کیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ کوفہ چلے گئے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا ان کے گوش گزار کر دیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تمام باتوں کو غور سے سنا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر خاص مقرر کر دیا۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی کوفہ جانے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص مقرر ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے ایک خط مروان بن الحکم کو لکھا جس میں اسے کہا گیا مجھے یہ بات گوارہ تھی کہ تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدد ایک لاکھ سپاہیوں سے کرتا نہ کہ یہ تو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو دوبارہ ان کی خدمت میں جانے دیتا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کی جانب سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ بجا تھا مگر ان لوگوں نے بجائے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے ان کے خلاف محاذ شروع کر دیا جس کی وجہ سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کی وصولی کا معاملہ لٹک گیا اور مسلمانوں دو گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آراء ہو گئے۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اقدام:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے محاصرہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے وہ ان شرپسندوں کے شر کی وجہ سے مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزند محمد اور عبداللہ بھی تھے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ رضی اللہ عنہ کو فلسطین میں ہی ملی جہاں سے آپ رضی اللہ عنہ دمشق چلے گئے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکار کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور ان سے پوچھا انہیں کیا کرنا چاہیے؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ ہمیں اس وقت گھر میں بیٹھا رہنا چاہیے یہاں

Marfat.com

تک کہ مسلمان کسی ایک پر متفق نہیں ہو جاتے۔ محمد نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عرب کے سرداروں میں ہوتا ہے یہ مسئلہ تب تک حل نہیں ہو سکتا جب تک آپ رضی اللہ عنہ اس میں مداخلت نہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کا جواب سننے کے بعد کہا کہ عبداللہ نے مجھے اس بات کا مشورہ دیا جس میں آخرت کی بھلائی ہے جبکہ محمد نے مجھے اس بات کا مشورہ دیا جس میں دنیا کی بہتری ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں اپنے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے حمایت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کو مزید تیز کر دیا اور لوگوں کی حمایت حاصل کرنے لگے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشیروں کو ہدایت کی کہ وہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیص اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں لے کر ملک شام کے کونے کونے میں جائیں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں گے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا مکتوب بنام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا جسے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ لے کر ملک شام روانہ ہوئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ اس وقت دربار سجائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مکتوب با آوازِ بلند خود پڑھا۔ مکتوب میں تحریر تھا۔

Marfat.com

”اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود و سلام!

تم اور تمہارے تابع تمام مسلمانوں پر میری بیعت لازم ہے کیونکہ تمام مہاجرین و انصار نے متفقہ طور پر مجھے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم کو بھی انہی لوگوں نے بالاتفاق خلیفہ منتخب کیا تھا پس تم بھی مہاجرین اور انصار کی طرح میری بیعت پر آمادہ ہو جاؤ۔ تم مجھ سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کرتے ہو تم میری بیعت کرو اور مجھ سے مل کر اس کا ضابطہ طے کرو تا کہ میں قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کرسکوں ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض دھوکہ ہے۔“

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے جو مکتوب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے لکھا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خالی کاغذ بھجوا دیا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کرنا چاہتے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جوابی مکتوب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکتوب کے جواب میں اپنے سابقہ مؤقف کو دہرایا اور حسب معمول اس بات پر قائم رہے کہ پہلے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کیا

Marfat.com

جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ جوابی مکتوب ابومسلم کے ہاتھ بھیجا جس میں تحریر تھا۔

''سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ علم و فضل میں ہم سب سے اعلیٰ و افضل ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھا اور ابومسلم سے فرمایا۔

''اس کا جواب میں کل دوں گا۔''

اگلے دن جب ابومسلم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دس ہزار مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے باآوازِ بلند کہا۔

''ہم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتل ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابومسلم سے فرمایا۔

''تم دیکھ رہے ہو عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتلوں پر میرا کتنا اختیار ہے تم امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ اپنا مطالبہ چھوڑ دیں کیونکہ میں ہرگز عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قتل میں یا کسی قسم کی سازش میں ملوث نہیں ہوں۔''

(البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۳۳۲ تا ۳۳۳)

Marfat.com

جنگ صفین

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی ملک شام کے گورنر تھے اور اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے وصال کے بعد شام کے گورنر بنائے تھے چنانچہ اتنے طویل عرصہ تک ملک شام میں رہنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے روابط اہل شام سے بہت گہرے چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی کئی اقدام کئے تھے یہی وجہ تھی کہ اہل شام بھی ہر مشکل میں آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کو تیار تھے۔ پھر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ملک شام آ گئے تھے ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبیداللہ بن عمر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم جیسے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اس کے علاوہ وہ اموی گورنر جنہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا تھا وہ سب بھی ملک شام میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی بصیرت کی وجہ سے ان تمام حضرات کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔

جب ہر قسم کی سفارتی کوششیں ناکام ہو گئیں تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے ایک لشکر لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اپنا قائم مقام فرمایا اور خود اسی ہزار کا ایک لشکر لے کر کوفہ سے روانہ ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ستر اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم اور سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ تھے جنہوں نے بیعت رضوان کا اعزاز حاصل کیا تھا شامل تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زیاد بن نصر اور حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہم کی قیادت میں بارہ ہزار سپاہیوں کے ایک لشکر کو مقدمتہ الجیش کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ان سے فرمایا۔

''اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک کہ وہ پہل نہ کریں اور انہیں بار بار صلح کی دعوت دیتے رہنا اور ان کے زیادہ نزدیک نہ جانا جس سے وہ سمجھیں کہ تم جنگ کے ارادہ سے آئے ہو اور نہ اس قدر دور رہنا کہ وہ سمجھیں کہ تم بزدل ہو۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بقیہ لشکر لے کر نخیلہ کے راستے مدائن پہنچے اور مدائن میں حضرت مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرنے کے بعد حضرت معقل بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین ہزار سپاہیوں کے لشکر کو آگے روانہ کیا اور خود باقی لشکر کے ہمراہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد ملک شام کی سرحد میں داخل ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس دوران اپنے لشکر کے ہمراہ پہلے ہی دریائے فرات کے کنارے واقع ایک میدان صفین میں پہنچ چکے تھے۔انہوں نے دریائے فرات کے پانی پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی مورچہ بندی اس طریقے سے کی کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب صفین پہنچیں تو انہیں پانی کے حصول میں دشواری ہو۔

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب اپنے لشکر کے ہمراہ مقام صفین پر پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر پہلے ہی پانی پر قبضہ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جیسے بھی ہو پانی پر قبضہ کیا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے پانی کی جانب پیش قدمی کی جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعینات لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پانی پر قبضہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی پر قبضہ کرنے کے بعد شامی لشکر پر پابندی نہ لگائی بلکہ پانی کا استعمال دونوں کے لئے یکساں رکھنے کی ہدایت کی۔ پانی پر آپ رضی اللہ عنہ کے قبضہ اور شامی لشکر کو پانی کی سپلائی بند نہ کرنے کی ہدایت پر ایسا لگا جیسے جنگ نہ ہوگی اور دونوں فریقین میں صلح ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، حضرت زید بن قیس، حضرت عدی بن حاتم، حضرت زیاد بن حفصہ اور حضرت شیث بن ربعی رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک وفد کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا کہ مسلمانوں کی تفریق سے باز آجائیں تاکہ خونریزی نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے امیر کو بھی اس کی نصیحت کرو۔ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ تمہاری طرح نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا اس بات سے کیا مطلب ہے؟ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''وہ سابق الاسلام ہیں اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اور ہم

Marfat.com

سب میں خلافت کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا مطلب کیا ہے؟ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ تمہیں راہِ حق کی دعوت دیتے ہیں تم ان کی دعوت قبول کر لو تاکہ امت انتشار سے بچ جائے۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم چاہتے ہو میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قصاص کا مطالبہ ترک کر دوں؟"

حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کا قصاص چند کمینوں کے ذریعے مانگتے ہو ہمیں تمہارے مطلب کا علم ہے اس لئے تمہیں اللہ عزوجل کا خوف دلاتے ہیں تم اپنے ذہن سے ان خیالاتِ فاسدہ کو نکال دو اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلو۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو ان سے کہا۔

"تم یہاں سے چلے جاؤ تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار ہے جو فیصلہ کرے گی۔"

اس سفارتی وفد کے ناکام ہونے پر ایک مرتبہ پھر اس بات کا خطرہ لاحق ہوگیا کہ جلد ہی مسلمانوں کے یہ دونوں گروہ آمنے سامنے ہوں گے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ہمت نہ ہاری اور جنگ سے

Marfat.com

بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے ایک اور وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس وفد کے سربراہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم امیر المومنین حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کرلو تمہاری بیعت کے بعد مسلمان پھر سے متحد ہو جائیں گے اور وہ تلوار جو کبھی باطل کے لئے اٹھتی تھی اب وہ مسلمانوں کے لئے اٹھ رہی ہے۔ اگر تم نے بیعت سے انکار کیا تو پھر تمہارے ساتھ بھی وہی پیش آسکتا ہے جو جمل والوں کو پیش آیا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو ان سے کہا۔

''عدی (رضی اللہ عنہ)! تم صلح کے لئے آئے ہو یا لڑنا چاہتے ہو؟ تم نہیں جانتے میں حرب کا بیٹا ہوں اور مجھے لڑائی سے کوئی خوف نہیں۔ تم بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتلوں میں سے ہو عنقریب اللہ تمہیں بھی قتل کرائے گا۔''

اس تلخ ماحول کو دیکھتے ہوئے حضرت یزید بن قیس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے کہا۔

''ہم لوگ سفیر بن کر آئے ہیں اور ہمارا کام تمہیں نصیحت کرنا تھا۔''

اس کے بعد ان حضرات کے درمیان ایک مرتبہ پھر تلخ کلامی ہوگئی اور سفارتی کوششیں دم توڑ گئیں۔

Marfat.com

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سفارتی کوششیں قریباً تین ماہ تک جاری رہیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا بالآخر یکم صفر المظفر ۳۷ھ کو دونوں فریقین کے درمیان باقاعدہ جنگ کا آغاز ہو گیا۔ جنگ کے دوران آہستہ آہستہ شدت آتی گئی اور بے شمار مسلمان مارے گئے۔ پھر جنگ ساتویں دن میں داخل ہوگئی اور اس دن کو تاریخ میں لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے۔ اس ایک دن میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان مارے گئے۔ جنگ صفین میں قریباً ستر ہزار مسلمان مارے گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا پلہ جنگ میں بھاری تھا۔ اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا جس سے شامی فوج ایک بہت بڑی شکست فاش سے بچ گئی اور جنگ ختم ہوگئی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اندازہ کر لیا تھا کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کو شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں لہٰذا انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا جس پر انہوں نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ نیزوں پر قرآن مجید اٹھائے میدانِ جنگ میں داخل ہوئے اور با آوازِ بلند اعلان کرنے لگے۔

"اے عرب! اپنے بچوں اور عورتوں کو رومیوں اور ایرانیوں کی یلغار سے بچانے کی تدبیر کرو اگر ہم ختم ہو گئے تو رومی اور ایرانی پھر سے عروج حاصل کر لیں گے۔ قرآن مجید ہم سب کے لئے قابل احترام ہے اس لئے اس کا حکم مان لو اور اس کا فیصلہ

Marfat.com

قبول کرلو۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ شامیوں کی ایک جنگی چال ہے۔"

اشتر نخعی جو اس وقت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر کی قیادت کر رہا تھا اس نے شامیوں پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ عبداللہ ابن سبا منافق اپنے سرکردہ ساتھیوں کے ہمراہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"آپ رضی اللہ عنہ اشتر نخعی کو واپس بلالیں اور جنگ بندی کا اعلان کریں نہیں تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ہم نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن سبا کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ یہی وہ فتنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی کو میدانِ جنگ سے واپس بلا لیا چنانچہ اشتر نخعی کے واپس آنے پر جنگ عملاً ختم ہوگئی۔

روایات کے مطابق جنگ صفین میں ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں مہاجرین اور انصار بھی شامل تھے۔ جنگ صفین اسلامی تاریخ کا ایک تاریک پہلو ہے جس میں وہ مسلمان جو کبھی حق کے لئے لڑتے تھے آپس میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔ جنگ صفین کے بعد مملکت اسلامیہ دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مسلمانوں میں تفرقہ بازی شروع ہوگئی اور فتوحات کا دروازہ عملی طور پر بند ہوگیا۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۸۳ تا ۲۴۶)

Marfat.com

امن معاہدہ:

مؤرخین لکھتے ہیں اشتر نخعی کی واپسی کے بعد حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''امیر المومنین! لوگوں نے قرآن مجید کو حکم مان لیا ہے اور جنگ بند ہو چکی ہے لہٰذا اگر آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت ہو تو میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جا کر ان کا ارادہ معلوم کروں؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہم اور تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے رجوع کریں اور دونوں جانب سے کسی ایسے شخص کو فریق منتخب کریں اور ان سے حلف لیں کہ وہ قرآن مجید کے موافق فیصلہ کریں اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اسے دونوں فریق قبول کریں۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور اہل عراق کی جانب سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام پیش کیا جس پر حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ دار کو نامزد کرتے ہیں جبکہ ہم ایسے

Marfat.com

شخص کو نامزد کرتے ہیں جس کا آپ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے برابری کا تعلق ہو۔''

اس پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی کا نام لیا لیکن حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضیافتہ ہیں
جبکہ اشتر نخعی کو ان کی صحبت نہیں ملی۔''

چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اقرار نامہ کی تحریر کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ کاتب نے تحریر کے آغاز میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اسم مبارکہ کے ساتھ امیر المومنین کے الفاظ لکھے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہم ابھی آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے چنانچہ امیر المومنین کے لفظ کو مٹا دیا گیا اور ذیل کا معاہدہ تحریر ہوا۔

''یہ اقرار نامہ علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) کے مابین ہے۔ علی (رضی اللہ عنہ) نے اہل عراق اور ان تمام لوگوں کی جانب سے ایک منصف مقرر کیا ہے جبکہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اہل شام کی جانب سے ایک منصف مقرر کیا ہے۔ بے شک ہم لوگ اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کا فیصلہ مانتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں

Marfat.com

کہ اللہ عزوجل اور کتاب اللہ کے سوا کسی بات کو داخل نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم قرآن مجید کے حکم کو زندہ کریں اور اس بات پر عمل کریں جس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس کام سے منع کیا گیا اس سے باز رہیں اور دونوں حضرات یعنی ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم جو فیصلہ قرآن مجید میں پائیں اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اگر قرآن مجید میں نہ پائیں تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔"

اقرار نامہ کی تحریر کے بعد دونوں جانب سے فریقین نے اس پر دستخط کئے اور اس کے بعد دونوں منصفین کو چھ ماہ کی مہلت دی گئی کہ وہ اس مدت کے دوران دومتہ الجندل کے مقام پر دونوں فریقین کو طلب کر کے اپنا فیصلہ سنائیں گے اور اس دوران اہل عراق اور اہل شام کے چار چار سو لوگ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے جو تمام مسلمانوں کے قائم مقام تصور کئے جائیں گے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۸)

دومتہ الجندل میں فریقین کا اجتماع:

امن معاہدہ کے مطابق دونوں جانب کے نامزد منصف دومتہ الجندل کے نزدیک اذرح کے مقام پر مقررہ دن پہنچے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چار سو افراد روانہ کر دیئے اور ان پر شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا جبکہ امامت کی ذمہ داری حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سپرد کی۔ منصفین کے اس اجتماع میں حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت

Marfat.com

سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن الحرث رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اپنے زہد وتقویٰ کی وجہ سے امت مسلمہ میں اتحاد کی علامت تھے اور وہ اس تمام خونریزی سے علیحدہ رہے تھے وہ بھی شریک ہوئے۔ اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی چار سو افراد کے ہمراہ اذرج پہنچ گئے اور پھر دونوں حضرات کے مابین باقاعدہ گفتگو کا آغاز ہوا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''تمہیں علم ہے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ناحق شہید کیا گیا اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) ان کے عزیز ہیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''تم درست کہتے ہو۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیاسی امور کے ماہر تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم خیال بناتے ہوئے کہا۔

پھر تمہیں کون سی چیز معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنانے سے روک رہی ہے؟ معاویہ (رضی اللہ عنہ)، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب رہ چکے ہیں اور وہ ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو سیاست اور امورِ مملکت چلانے کا وسیع تجربہ ہے اور اگر تم انہیں خلیفہ منتخب کرلو تو وہ تمہیں بھی حکومت میں شامل کرلیں گے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا۔

''عمرو (رضی اللہ عنہ)! اللہ سے ڈرو۔ خلافت کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور

Marfat.com

علی (رضی اللہ عنہ) ابن ابی طالب اپنے تقویٰ کی بناء پر اس کے زیادہ حقدار ہیں اور جہاں تک کسی علاقے کی گورنری کا حصول ہے تو میں اللہ عزوجل کے کاموں میں رشوت لینا پسند نہیں کرتا۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"میں تمہاری اس رائے سے متفق نہیں ہوں۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"تو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"تو پھر تم میرے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ نیک اور شریف تھا لیکن تمہاری وجہ سے وہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"گویا تم یہ معاملہ اس کے سپرد کرنا چاہتے ہو جس کے منہ میں دانت نہ ہوں۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ گفتگو تنہائی میں ہو رہی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! پہلے ہی بہت خون خرابہ ہو چکا ہے اب یہ قوم مزید آزمائش برداشت نہیں کر سکتی۔"

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''پھر تم کیا کہتے ہو؟''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''پھر دونوں کو معزول کر کے لوگوں کو اس کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''مجھے منظور ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خط و کتابت جاری رکھی تھی تاکہ تمام معاملہ سے آگاہ رہیں۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خطوط براہِ راست حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام آتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو معاملہ فہم تھے انہوں نے اذرج پہنچنے پر حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کی تھیں تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ ان حضرات کی رائے کیا ہے لیکن وہ ان کی گفتگو سے صرف یہی اندازہ کر پائے کہ معاملہ بے حد پیچیدہ ہے اور دونوں فریقین کے درمیان اتفاق مشکل ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم جب اس بات پر متفق ہو گئے کہ دونوں حضرات کو معزول کر دیا جائے تو دونوں حضرات مسجد میں تشریف لے گئے۔ دونوں جانب کے تمام افراد بھی مسجد میں تشریف لے آئے۔ مسجد میں پہنچ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''وہ فیصلے کا اعلان کریں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بھی سیاسی چال کھیلی اور

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے مابین فیصلے کا اعلان کریں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

''وہ فیصلہ جس پر میں اور عمرو (رضی اللہ عنہ) دونوں متفق ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم دونوں کو معزول کرتے ہیں اور مجلس شوریٰ کو اس بات کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی رائے عامہ سے نئے خلیفہ کا انتخاب کریں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس اعلان کے بعد منبر سے نیچے اتر آئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فوراً منبر پر چڑھے اور اعلان کیا۔

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے اور میں بھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معزول کرتا ہوں لیکن میں معاویہ بن سفیان (رضی اللہ عنہما) کو معزول نہیں کرتا اور میں انہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہونے کی وجہ سے اس منصب پر برقرار رکھتا ہوں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تقریر سے ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و دیگر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ملامت کیا کہ تم دھوکہ کھا گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چونکہ شریف النفس تھے اس لئے انہیں بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تم نے ہمارے مابین متفقہ فیصلے کے خلاف اعلان کیا ہے۔"

اس دوران حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ اہل عراق کوفہ کی جانب چلے گئے جبکہ اہل شام نے دمشق کی راہ لی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنی باقی تمام زندگی مکہ مکرمہ میں گزار دی۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۸)

خلافت کی دو حصوں میں واضح تقسیم:

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دمشق جا کر خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کوفہ جا کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جا کر تمام واقعہ بتایا جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت دعائے قنوت پڑھنا شروع کر دی۔ اس فیصلے کے بعد [خل]افت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہل [عر]ب و عراق کے خلیفہ منتخب ہوئے۔ ایران کے مفتوحہ علاقوں پر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا تسلط برقرار رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ کوفہ [تھ]ا جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملک شام و فلسطین پر اپنے حکومت قائم کی جس[کے] بعد ازاں مصر کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

خلافت کی اس واضح تقسیم کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حکومت کو کمزور کرنے کے لئے سیاسی چالیں کھیلنا شروع کیں۔ خلافت کی تقسیم نے مملکت اسلامیہ کو بھی کمزور کر دیا اور اس موقع

Marfat.com

کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی علاقوں میں بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ ایرانیوں نے بھی اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بغاوت کر دی جبکہ رومی بھی بغاوت کرنے والوں میں سے تھے۔ خلافت کی اس تقسیم کے بعد دونوں گروہوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ دونوں گروہ اپنی اپنی سرگرمیاں اپنے اپنے علاقوں تک محدود رکھیں گے۔

Marfat.com

فتنہ خوارج کو کچلنے کا فیصلہ

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل بنو تمیم کے ایک شخص غزویہ بن ادیہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ معترض ہوا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو سننے سے انکار کر دیا اور بحث کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم میں سمجھدار کون ہے؟ انہوں نے عبداللہ بن الکواء کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن الکواء سے پوچھا تم نے میرے دستِ حق پر بیعت کی اب اس خروج کی وجہ کیا ہے؟ عبداللہ بن الکواء نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کے عمل کی وجہ سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرا ارادہ جنگ روکنے کا نہ تھا مگر تم لوگوں نے اصرار کیا جس پر میں نے جنگ ختم کی اور پھر مجھے مجبوراً مصالحت کے لئے بھی راضی ہونا پڑا۔ اب دونوں جانب کے منصفین نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے اور اگر ان منصفین نے ایسا نہ کیا تو پھر ہماری تلوار اس کا فیصلہ کرے گی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عبداللہ بن

Marfat.com

الکواء نے کہا امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور اس کے ساتھیوں نے بغاوت کی اور قرآن کی رو سے وہ واجب القتل ہیں لہٰذا ہم کسی منصف کے فیصلے کو نہیں مانتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سمجھایا فیصلہ کسی منصف کا نہیں قرآن مجید کا ہوگا جس پر عبداللہ بن الکواء راضی ہوگیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی اس بات پر راضی کرلیا۔ منصفین کے فیصلے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر ملک شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو خارجیوں کے سربراہ حرقوس بن زہیر اور ذرعہ بن البرح نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہمارے مشورہ کو ٹھکرا دیا اور اب خود وہی کام کرنا چاہتے ہیں جب تک آپ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی تسلیم نہیں کریں گے ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا مؤقف ماننے سے انکار کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں ایک دن حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جامع مسجد کوفہ میں خطبہ دے رہے تھے ایک خارجی نے نعرہ لگایا لا حکم الا اللہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر! تم کلمہ حق سے باطل کا اظہار کرتے ہو۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ پھر خطبہ دینے لگے۔ اس دوران ایک اور خارجی نے یہی نعرہ بلند کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سمجھانے کے بعد واپس چلے گئے جبکہ یہ خارجی عبداللہ ابن وہب کے پاس جمع ہوئے اور اسے بغاوت پر آمادہ کیا جس کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا وہ کوفہ سے فی الوقت نکل جائیں چنانچہ پانچ پانچ کی ٹولیاں بنا کر یہ تمام باغی نہروان کی جانب نکلنا شروع ہوگئے اور اپنی قوت جمع کرنا شروع کر دی۔

نہروان پہنچ کر کوفہ کے باغیوں نے خط لکھ کر بصرہ کے باغیوں کو بھی نہروان بلا لیا اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے حیدرِ کرار

Marfat.com

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے تابعین پر کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیئے اور اس دوران انہوں نے حضرت عبداللہ بن حباب رضی اللہ عنہ کو ان کی اہلیہ اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شہید کر دیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب خوارج نے علیحدگی اختیار کی تو میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھیں میں خارجیوں کے پاس جاتا ہوں اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل نے چاہا تو وہ ایسا ہرگز نہ کر سکیں گے۔ پھر میں گھر آیا اور نفیس لباس زیب تن کیا اور ان خوارج کے پاس گیا۔ اس وقت وہ خارجی قیلولہ کر رہے تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے پاس گیا تھا جنہیں میں جانتا نہ تھا اور وہ بکثرت عبادت کرنے والے تھے اور ان کے ہاتھ کثرتِ عبادت کی وجہ سے اونٹ کے بدن کی مانند پھٹے ہوئے تھے اور ان کے چہرے بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے نشان زدہ تھے۔ میں جب ان کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی بولے۔

''اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! آپ رضی اللہ عنہ کا آنا مبارک ہو۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا میں تمہارے ساتھ بات کروں اور تم جانتے ہو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وحی کے مقصد اور مفہوم سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان میں سے چند لوگ بولے ہمیں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ بات نہیں کرنی جبکہ کچھ بولے ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے کہا تم حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والے ان کے چچیرے بھائی اور ان کے داماد پر الزام لگاتے ہو اور طعن و تشنیع کرتے ہو جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ ہیں۔ وہ بولے ہم حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ان کی تین باتوں کی وجہ سے تنقید کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے کہا وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ وہ بولے ان کی پہلی بات جس کی وجہ سے ہم ان پر تنقید کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ انہوں نے حکم خداوندی کے معاملہ میں مردوں کو منصف بنایا جبکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ تمام حکم و فیصلہ کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ ان کی دوسری بات جس کی وجہ سے ہم ان پر یوں تنقید کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال تو کرتے ہیں مگر ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے اموال کو مالِ غنیمت تصور کرتے ہیں پس اگر وہ کافر ہیں تو پھر ان کی عورتیں، بچے اور مال ہمارے لئے حلال ہیں اور اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر ان کے خلاف ہماری تلوار کا اٹھنا حرام ہے۔ ہماری ان پر تنقید کی تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے امیر المومنین کا لقب اپنے ساتھ ختم کر دیا تو کیا اب وہ (معاذ اللہ) امیر الکافرین ہوئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے خارجیوں کے تینوں اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ان سے کہا تمہارے پہلے اعتراض کے جواب میں اللہ عزوجل کا فرمان یہ ہے۔

"اے ایمان والو! جب تم حالت احرام میں ہو شکار کو قتل نہ کرو اور وہ شخص جو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس پر اس کا فدیہ

Marfat.com

واجب ہو گا اور اس (فدیہ) کا فیصلہ تم سے معتبر لوگ کریں گے۔''

فرمانِ خداوندی ہے۔

''اگر تمہیں میاں بیوی کے مابین جھگڑے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک منصف مقرر کرو مرد کی جانب سے اور ایک منصف مقرر کرو عورت کی جانب سے ان کے گھر والوں میں سے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر میں نے ان سے کہا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ مردوں کے مال و عزت کی حفاظت کے لئے اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کے لئے کسی مرد کو منصف بنانا جائز ہوا یا پھر کسی ایسے خرگوش کو منصف بنایا جائے جو شکار کیا گیا ہو اور اس کی قیمت کسی بھی طرح چار درہم سے زیادہ نہ ہو؟ میری بات سن کر وہ خارجی بولے آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں اور مردوں کے معاملہ میں مردوں کو ہی منصف بنانا چاہئے تاکہ ان کے باہمی امور کی اصلاح ہو۔ میں نے کہا پس تم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو پہلا اعتراض کرتے تھے وہ خارج ہو گیا اور میں تمہارے پہلے اعتراض کے جواب سے بری الذمہ ہو گیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر میں نے خارجیوں کے دوسرے اعتراض کے جواب میں ان سے فرمایا تم کہتے ہو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے قتال کرتے ہیں مگر ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے مال کو مالِ غنیمت سمجھتے ہیں تو پھر میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی ماں کو قید کرو گے اور تم اپنی ماں سے اپنے جسمانی تعلقات کو حلال جانو گے اور تم ہی کہتے ہو کہ ام المومنین حضرت سیدہ

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں تو کیا وہ تمہاری ماں نہیں ہیں؟ اور تم اللہ عزوجل کے فرمان سے آگاہ ہو۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

"نبی کا حق مومنوں پر ان سے زیادہ ہے اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا تم اگر ایسا کرو گے تو تم صریحاً گمراہ ہو۔ میری بات سن کر خارجی بولے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی درست فرمایا۔ میں نے کہا پس تم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو دوسرا اعتراض کرتے تھے وہ خارج ہو گیا اور میں تمہارے دوسرے اعتراض کے جواب سے بھی بری الذمہ ہو گیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے خارجیوں کے تیسرے اعتراض ۔ کے جواب میں فرمایا تم اعتراض کرتے ہو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کے ساتھ سے امیر المومنین کا لقب ختم کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے اعتراض پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا لکھو یہ معاہدہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے طے کیا پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے فضل ہیں پھر جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت موقع کو دیکھتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ خود ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ختم کر دیئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اگر اپنے نام کے ساتھ امیر المومنین نہیں لکھا تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ پس تم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو تیسرا اعتراض کرتے تھے وہ بھی اب خارج ہو گیا اور میں تمہارے تیسرے اعتراض کے جواب سے بھی بری الذمہ ہو گیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے خارجیوں کے

Marfat.com

ان تینوں اعتراضات کے جوابات دیئے تو ان میں سے بیس ہزار خارجیوں نے رجوع کر لیا اور تائب ہو گئے جبکہ چار ہزار خارجی ایسے تھے جو اپنے مؤقف پر قائم رہے جنہیں بعد میں قتل کر دیا گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب خارجیوں کی اس سرکشی کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا خطرہ محسوس کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو نہروان کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا لشکر نہروان پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے جو بھی خارجی ان کے ساتھ آن ملے گا اسے وہ اپنا بھائی سمجھیں گے چنانچہ خارجیوں کی ایک بڑی تعداد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آن ملی۔ اب خارجیوں کی تعداد صرف چار ہزار رہ گئی تھے جو اپنے سردار عبداللہ بن وہب کے ساتھ موجود تھے۔ یہ تمام خارجی اپنے عقیدے کے مضبوط تھے اس لئے انہوں نے بلا کسی خوف وخطر کے آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے دلیری سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ایک کر کے تمام خارجی مارے گئے یہاں تک کہ صرف نو خارجی اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔

خارجیوں کے ساتھ اس جنگ کے نتائج حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں زیادہ مفید ثابت نہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہروان سے ہی ملک شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بہت سے لوگ اس فیصلے کے خلاف ہو گئے اور وہ واپس کوفہ چلے گئے جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد صرف ایک ہزار رہ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شام پر لشکر کشی کا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ خارجیوں کے ساتھ اس لڑائی میں آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سات افراد نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خارجیوں میں اس شخص کو تلاش کیا جس کی نشانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کو بیان کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو تلاش کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی بے گوروکفن لاشوں کو میدانِ جنگ میں پڑا رہنے دیا اور اپنے لشکر کے ہمراہ واپس کوفہ روانہ ہو گئے۔

منقول ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک خارجی نے گستاخی اور بے ادبی کی تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے گالیاں دیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا مانگی۔

"الٰہی! یہ تیرے نیک بندے کو گالیاں دے رہا ہے تو اسے
اس محفل کے ختم ہونے سے قبل اپنے غضب کا نشانہ بنا۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور وہ بدبخت اپنے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہ اس کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے اوپر منہ کے بل گرا اور اس کا سر اسی وقت دو ٹکڑے ہو گیا۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۶۹ تا ۲۸۸)

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصر پر قبضہ

گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کئے جانے کے بعد محمد بن ابی بکر مصر کے گورنر مقرر کئے گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر نے اہل خربتہ کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے زبردستی آمادہ کرنا چاہا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا جس سے مصر کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد جب مصر کی صورتحال کی سنگینی کا اندازہ کیا تو انہوں نے اہل خربتہ کو مدد کی یقین دہانی کرواتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن ابی بکر نے حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج کا ایک دستہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے بھیجا لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو شکست سے دو چار کیا اور حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سننے کے بعد محمد بن ابی بکر

Marfat.com

ایک لشکر کے ہمراہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن شکست سے دو چار ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو ایک مردہ گھوڑے کی کھال میں بھر کر زندہ جلا دیا۔

محمد بن ابی بکر کی موت کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبضہ مصر پر ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس فتح کے بعد مصر کا گورنر بنا دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب مصر پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قبضہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں سخت سست کہا مگر اہل کوفہ پر آپ رضی اللہ عنہ کی تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مصر اور شام پر حملے کا خیال دل سے نکال دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۴۳۲ تا ۴۳۳)

Marfat.com

بغاوتوں کو کچلنے کا فیصلہ

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تسلط جن علاقوں پر قائم تھا ان میں سے کئی علاقوں میں بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بروقت فیصلے کرتے ہوئے ان بغاوتوں کو کچلا۔

اہل بصرہ کی بغاوت:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر پر قبضہ کے بعد حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بصرہ بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ جب بصرہ پہنچے تو اس وقت بصرہ کے حاکم حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کوفہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک خط دکھایا جس میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل بیان کئے گئے تھے اور لوگوں کو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کرنے پر اکسایا گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی ان کوششوں سے بنو تمیم اور دیگر

Marfat.com

اہل بصرہ اس بات پر آمادہ ہو گیا اور انہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب ان کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عین بن ضبعیہ کو بصرہ بھیجا جنہوں نے ایک زبردست مقابلہ کے بعد حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور بنو تمیم کے تمام سرکردہ لیڈروں کو مار دیا۔ حضرت عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ اور دیگر سرداروں کے قتل کے بعد اہل بصرہ نے دوبارہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا جس سے بصرہ میں پھر سے امن قائم ہو گیا۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۴)

اہل ایران کی بغاوت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ان سیاسی چالوں کی وجہ سے مسلمان آپس میں لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ ایرانیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں تو انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے نامزد گورنر حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ایران سے نکال دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حفصہ کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ ایرانی اس بات پر خوش تھے کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں اس لئے اب وہ ان کی جانب توجہ نہیں کریں گے۔ زیاد بن حفصہ نے ایرانیوں کی اسی بے خبری کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنی طاقت کو بھرپور استعمال کرتے ہوئے انہیں پھر سے اطاعت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ زیاد بن حفصہ

Marfat.com

کی بہترین حکمت عملی سے ایک مرتبہ پھر ایران پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہو گیا۔

مقبوضہ علاقوں پر شامی افواج کی پیش قدمی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کمزور کرنے کے لئے مختلف سیاسی چالیں کھیلنا شروع کر دیں اور عراق کے مختلف صوبوں میں علم بغاوت بلند کروانا شروع کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی تمام توجہ عراق اور ایران کی جانب مبذول ہو گئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یمن اور حجازِ مقدس پر قبضہ کر لیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کو زبردستی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کروائی گئی۔ جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت عراق اور ایران تک محدود ہو گئی۔

یمن اور حجازِ مقدس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبضے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد کوفہ کو دارالخلافہ قرار دے دیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی جانب صحیح طریقے سے توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کو مختلف فتنوں اور بغاوت کا مقابلہ تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو اپنی سیاسی چالوں کی بناء پر ان تمام بغاوتوں کو شروع کرنے والے تھے انہوں نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تمام توجہ ان باغیوں کے خلاف دیکھی تو انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی اور لوگوں کو زبردستی بیعت پر مجبور کیا جانے لگا۔

دوسری جانب اہل عراق تھے جنہوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں رہیں کیونکہ کوفہ کو

Marfat.com

مملکت اسلامیہ میں یہ مقام حاصل تھا کہ یہاں بیٹھ کر تمام اسلامی صوبوں کی نگرانی کی جا سکتی تھی مگر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے وفا نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا وہ حق ادا نہ کیا جس کا ان سے فطری طور پر تقاضہ کیا جا سکتا تھا یہاں تک کہ اہل عراق کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر تنقید کی جانے لگی اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کا انکار کیا جانے لگا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۳۸ تا ۳۴۶)

خلافت حیدرِ کرار کا مختصر جائزہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت خانہ جنگی، بغاوتوں اور شورشوں کی نظر رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک دن کے لئے بھی ملکی نظم و نسق کے قیام اور بیرونی فتوحات کی جانب توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیری کام ایسے نظر نہیں آتے جیسا کہ دیگر خلفاء کے ادوار میں نظر آتے ہیں۔ ان تمام مشکلات کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت کئی کارناموں سے بھرپور ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخری دور میں امویوں کا مملکت اسلامی میں بڑھتا ہوا اثر و رسوخ دیکھ کر انہیں صراطِ مستقیم پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شام کی سرحد اور دیگر علاقوں میں کثرت سے فوجی چوکیاں قائم کیں۔ بیت المال کی حفاظت اور جنگ کے دنوں میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے قلعہ تعمیر کروائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں ایسی

Marfat.com

اصلاحات نافذ کیں جن سے آمدنی میں اضافہ ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ نے کئی چیزوں سے محصول ہٹا لیا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تجارتی گھوڑوں پر جو زکوٰۃ لگائی گئی تھی وہ بھی منسوخ کر دی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے مقرر کردہ گورنروں سے سختی سے آمدنی کا حساب لیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت یزید بن قیس رضی اللہ عنہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا۔

''اما بعد! تم نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی اور اس تاخیر کا سبب مجھے معلوم نہیں لیکن میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں اور تمہیں اس کام سے بھی ڈراتا ہوں جو تمہیں راہِ حق سے ہٹا دے اور تمہارے اجر کو برباد کر دے۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے نفوس کو حرام مال سے بچائے رکھو۔ معاہدہ کرنے والوں سے زیادتی نہ کرو اور اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اسے حصولِ آخرت کا ذریعہ بناؤ اور دنیا کے حصے کو بھی فراموش نہ کرو۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے مقررہ کردہ گورنروں کی اخلاقی نگرانی بھی کرتے اور جب بھی کسی کو گورنر مقرر کرتے تو اس کو عوام الناس کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیتے تھے۔ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو عراق کے گورنروں کی تحقیقات کا حکم دیا اور انہیں ہدایت کی وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جائیں اور عراق کے ہر گورنر کی تحقیق کریں اور ان کے حالات کے متعلق انہیں آگاہ کریں۔

روایات میں آتا ہے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا اور کوفہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ قصر شاہی میں قیام کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور کہا۔

''میں قصر شاہی میں ہرگز قیام نہیں کروں گا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیاسی امور کے ماہر نہ تھے جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیاسی امور کے ماہر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی سیاسی چالوں کے ساتھ ساتھ اپنے رفقاء کا بھی اعتماد حاصل تھا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں ماسوائے چند ایک کے وہ لوگ تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کو پہلے تو کسی کام پر آمادہ کرتے اور پھر خود اس کام سے منہ موڑ لیتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

''حیرانگی کی بات ہے میرے ساتھی میری نافرمانی کرتے ہیں جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔'' (ذہبی جلد دوم صفحہ ۱۶۹)

Marfat.com

دورِ خلافت میں کئے گئے فقہی و اجتہادی فیصلے

کتاب الاستعیاب میں ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری امت میں سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت علی (رضی اللہ عنہ) میں ہے۔''

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''امیر المومنین! دو آدمی آتے ہیں جن میں سے ایک آپ رضی اللہ عنہ کو اس قدر محبوب ہے کہ اتنی محبوب اپنی جان نہیں اور دوسرے کا حال یہ ہے اگر اسے آپ رضی اللہ عنہ کے ذبح کرنے پر قدرت مل جائے تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو ذبح کر دے اور آپ رضی اللہ عنہ فیصلہ اس محبت رکھنے والے کے خلاف دیتے ہیں؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''اگر فیصلہ میری چیز ہوتی تو میں تیری منشاء کے مطابق فیصلہ کرتا لیکن یہ ایک ایسی شے ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے۔''

حدود کا فیصلہ:

حضرت ابو مطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا اس نے اونٹ چرایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تو نے اونٹ نہیں چرایا؟''

اس شخص نے اقرار کیا میں نے اونٹ چرایا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''شاید تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو؟''

اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے ہی اونٹ چرایا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔

''آگ جلاؤ اور کاٹنے والے کو بلاؤ تاکہ وہ اس کا ہاتھ کاٹے یہاں تک کہ میں واپس لوٹوں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس سے پوچھا۔

''کیا تو نے چوری کی ہے؟''

اس نے کہا نہیں پس حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے اس کے خود کے کہنے پر اسے پکڑا اور اس کے

Marfat.com

کہنے پر ہی اسے چھوڑ دیا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میری امت کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کیوں نہ کر دیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین حاکم وہ ہے جو حدود کو معاف کرے تم آپس میں ہی حدود کے کام کی معافی کر لیا کرو اور معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو۔''

ایک لونڈی کو حق دلانے کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو دیکھا جو کھجور فروش کی دوکان پر کھڑی رو رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا میں نے اس دوکاندار سے ایک درہم کے عوض یہ کھجوریں لیں لیکن میرے آقا نے ان کھجوروں کو واپس کر دیا اب یہ دوکاندار ان کھجوروں کو واپس لینے پر راضی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کی سفارش اس دوکاندار سے کی تو دوکاندار جو آپ رضی اللہ عنہ کو جانتا نہ تھا اس نے انکار کر دیا۔ اس دوران چند لوگ اس دوکان پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہوئے اس دوکاندار سے کہا یہ امیر المومنین ہیں۔ دوکاندار یہ بات سن کر گھبرا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو۔''

دوکاندار نے اس عورت سے کھجوریں لے کر ایک درہم واپس کر دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تم لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو گے تو میں تم سے راضی رہوں گا۔'' (کنز العمال جلد پنجم صفحہ ۵۷)

آٹھ درہموں کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے دو مسافر اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ صبح کے وقت دونوں ایک جگہ پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک مسافر کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اس دوران ایک شخص کا گزر اس جگہ سے ہوا۔ اس شخص نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے اسے کھانے کی دعوت دی چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد اس شخص نے ان دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا یہ آٹھ درہم میں تمہیں دیتا ہوں کہ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ اس شخص کے جانے کے بعد ان دونوں مسافروں کے درمیان رقم کی تقسیم پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں وہ کہتا تھا کہ میرے پاس پانچ روٹیاں تھیں اس لئے پانچ درہم میرے ہیں جبکہ دوسرا شخص کہتا تھا کہ نہیں رقم دونوں میں برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ جب یہ معاملہ حد سے زیادہ بڑھ گیا تو دونوں شخص اپنا مقدمہ لے کر حیدرِ کرار حف ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان

Marfat.com

غور سے سنی اور فرمایا جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اسے پانچ درہم ملنے چاہئیں۔ دوسرے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔

''یہ منصفانہ فیصلہ ہے اور اگر میں فیصلہ کروں تو تمہیں ایک درہم ملے گا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات کو سن کر حاضرین محفل بھی حیران ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم دونوں کی روٹیوں کے کل چوبیس ٹکڑے ہوئے اور ہر شخص کے حصے میں آٹھ آٹھ ٹکڑے آئے۔ اب تمہاری تین روٹیوں کے کل نو ٹکڑے ہوئے جن میں سے آٹھ تم نے کھائے اور ایک بچ گیا جبکہ دوسرے شخص کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے بنے جس میں سے اس نے آٹھ کھائے اور سات بچ گئے لہٰذا تمہارے ایک ٹکڑے کے بدلے تمہیں ایک درہم اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے اسے سات درہم ملیں گے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تین روٹیوں والے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کر لیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰)

قاضی شریح کے فیصلے کو قبول کرنا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زرہ بازار میں گر پڑی جو ایک غیر مسلم کے ہاتھ لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس غیر مسلم سے اپنی زرہ کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ خود امیر المومنین تھے۔ قاضی شریح نے آپ رضی اللہ عنہ سے زرہ کا ثبوت

Marfat.com

مانگا تو آپ رضی اللہ عنہ ثبوت پیش نہ کر سکے۔ قاضی شریح نے مقدمے کا فیصلہ اس غیر مسلم کے حق میں کر دیا۔ اس غیر مسلم نے جب فیصلہ سنا تو مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا۔

"یہ انبیاء علیہم السلام کے انصاف جیسا انصاف ہے ایک امیر المومنین مجھے اپنی ہی بنائی ہوئی عدالت میں اپنے ہی قاضی کے سامنے پیش کرتا ہے اور قاضی اس امیر المومنین کے خلاف فیصلہ سنا دیتا ہے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۶ تا ۲۶۷)

حرمت رمضان کو پامال کرنے کی سزا:

بحار الانوار میں منقول ہے ایک شخص نے رمضان المبارک کے مہینے میں شراب پی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اسے پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے اسی کوڑے مارے جائیں اور قید کر دیا جائے۔ اس شخص کو اسی کوڑے مارے گئے اور قید کر دیا گیا۔ اگلے دن آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور بیس کوڑے مزید لگوائے۔ وہ شخص کہنے لگا شراب پینے کی سزا تو اسی کوڑے ہیں پھر مجھے بیس کوڑے مزید کیوں مارے گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ تیری اس جرأت کی سزا ہے جو تو نے رمضان المبارک کی حرمت پامال کی۔" (بحار الانوار جلد نہم صفحہ ۴۹۵)

اونٹوں کی تقسیم کا فیصلہ:

منقول ہے تین لوگوں کے مابین سترہ اونٹوں کی تقسیم کے متعلق جھگڑا ہو گیا اور ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ اونٹ ذبح کیے بغیر تقسیم ہوں۔ ان سترہ اونٹوں میں ایک شخص کا نصف حصہ تھا، ایک شخص کا ۱/۳ حصہ تھا جبکہ ایک شخص کا نواں حصہ تھا۔

Marfat.com

جب اس جھگڑے نے طوالت اختیار کی تو اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے تینوں لوگ مل کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے جھگڑے کا فیصلہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات غور سے سنی اور فرمایا اگر تم کہو تو میں اپنا ایک اونٹ بھی تمہارے ان اونٹوں میں شامل کر لوں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اونٹ بھی ان کے سترہ اونٹوں میں شامل کر لیا اور اب اونٹوں کی تعداد اٹھارہ ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب اونٹوں کی تعداد اٹھارہ ہو چکی ہے اور جس شخص کا نصف حصہ ہے وہ ان میں سے اپنے نو اونٹ لے لے چنانچہ جس شخص کا نصف حصہ تھا اس نے نو اونٹ لے لئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اب باقی بچ جانے والے نو اونٹوں کے متعلق اس شخص سے فرمایا جس کا ۱/۳ حصہ تھا تم اپنے حصہ کے مطابق ان نو اونٹوں میں سے چھ اونٹ لے لو چنانچہ اس شخص نے بھی اپنے حصہ کے چھ اونٹ لے لئے۔ اب تین اونٹ باقی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اب آخری شخص سے فرمایا تمہارا نواں حصہ تھا لہٰذا تم اپنے حصہ کے مطابق دو اونٹ لے لو جبکہ میرا اونٹ مجھے واپس کر دو۔ (تاریخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۷۵)

اس مال میں اس کا بھی حصہ ہے:

ایک مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھلی جگہ مال تقسیم فرما رہے تھے اور اس موقع پر ایک شخص نے ہتھیاروں میں سے کوئی ہتھیار اپنے کپڑے میں چھپا لیا۔ اس شخص کو کسی دوسرے شخص نے دیکھ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیا اور فرمایا اس مال میں اس کا بھی حصہ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد دوم صفحہ ۱۳۰)

Marfat.com

ایک گاؤں کو جلانے کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک گاؤں کی جانب نگاہ دوڑائی اور پوچھا یہ کیسا گاؤں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا یہ زرارہ گاؤں ہے اور یہاں کپڑا بنتا ہے اور شراب فروخت کی جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس گاؤں پہنچے اور آگ منگوا کر حکم دیا کہ اس گاؤں کو جلا دیا جائے۔ جب اس گاؤں کو آگ لگا دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"خبیث شے کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا جاتا ہے۔"

(کنزالعمال حدیث ۱۳۷۴۴)

تعزیری سزائیں:

ایک مرتبہ ایک اجنبی مرد ایک اجنبی عورت کے بستر پر بغیر کسی پردہ یا کسی رکاوٹ کے پہنچ گیا۔ جب دونوں کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو سو سو کوڑے لگانے کا حکم دیا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ہفتم صفحہ ۴۰۱)

ایک مرتبہ ایک شخص کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس نے کسی گھر میں نقب زنی کی تھی مگر مال چوری نہیں کر سکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا بلکہ تعزیراً چند کوڑے لگا کر اسے چھوڑ دیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد دہم صفحہ ۱۹۹)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلتا کہ فلاں قبیلے یا علاقے کا شخص اوباش ہے تو آپ رضی اللہ عنہ اسے پس دیوار زندان کر دیتے تھے۔

(کتاب الخراج لابی یوسف صفحہ ۱۷۹)

Marfat.com

خواب پر حد جاری کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا فلاں شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں تیری ماں کے ساتھ زنا کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور حکم دیا کہ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر دو اور اس کو سو کوڑے مارو۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۰)

ذمیوں کو حقوق دلوانے کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذمیوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مقرر کردہ گورنر کے نام ایک خط تحریر فرماتے ہوئے لکھا۔

> ''تمہارے علاقے کے زمینداروں نے تمہاری سختی، سنگدلی، تحقیر اور بے پروائی کی شکایت کی ہے۔ بیشک یہ لوگ مشرک ہیں مگر ان کے ساتھ ناروا سلوک نہ رکھنا اور ان کے لئے نرمی کا لباس پہننا اور ایسا سلوک کرنا جس سے یہ تمہارے نزدیک آ جائیں نہ کہ دور ہو جائیں۔''

منقول ہے ایک مرتبہ ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کو قصاص کے بدلے قتل کرنے کا حکم دیا۔ مقتول کے عزیز و اقارب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم نے اسے معاف کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہیں وہ ایسا کسی دباؤ کے تحت تو نہیں کر رہے؟ انہوں نے کہا نہیں ہم اپنی مرضی سے یہ خون معاف کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہ مجنون نہیں بلکہ نازک ہے:

حضرت شاہ ولی الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''ازالۃ الخفاء میں بیان کرتے ہیں ایک شخص اپنی بیوی کو لے کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا ہمارے مابین فیصلہ کریں اور اس عورت نے بوقت نکاح اپنا عیب مجھ سے پوشیدہ رکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس میں کیا عیب ہے؟ وہ شخص بولا یہ مجنون ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا تیرا شوہر تیرے متعلق کیا کہتا ہے؟ وہ بولی مجھے جنون نہیں بلکہ مجامعت کے وقت مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا۔

''تو اسے لے جا اور یہ مجنون نہیں بلکہ نازک ہے تو اس کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرو۔''

دھوکہ بازوں کے متعلق فیصلہ:

منقول ہے دو آزاد شخص باہم شہر بہ شہر پھرتے تھے اور دونوں میں سے ایک دوسرے کو غلام بنا کر فروخت کر دیتا تھا اور پھر دونوں اس شہر سے فرار ہو جاتے تھے اور یوں مال کماتے تھے۔ پھر یہ دونوں شخص پکڑے گئے اور ان پر جرم بھی ثابت ہوگیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں یہ اپنے بھی چور ہیں اور لوگوں کے بھی چور ہیں۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۲۴۱)

Marfat.com

حیاتِ طیبہ کے روشن پہلو

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نیک عادات و اطوار کے حامل تھے اور اخلاقِ حسنہ اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیافتہ تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے چند واقعات بطورِ نمونہ بیان کئے جا رہے ہیں۔

ساٹھ درہم:

حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے انہیں جو چھ درہم دئیے ہیں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گئے اور آ کر کہا والدہ کہتی ہیں وہ چھ درہم آپ رضی اللہ عنہ نے آٹے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آدمی کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس بندہ کو اس چیز پر جو اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو کہ بندہ کے قبضہ میں ہے۔ تم جا کر اپنی ماں سے کہو وہ چھ درہم دے دیں چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ چھ درہم بھجوا دئیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کے حوالے کر دئیے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل بھی نہ ہوئے تھے ایک شخص آیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ اس اونٹ کو فروخت

Marfat.com

کرنا چاہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا وہ یہ اونٹ کتنے میں بیچنا چاہتا ہے؟ اس شخص نے کہا میں اسے ایک سو چالیس درہم میں فروخت کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس اونٹ کو ادھر باندھ دے مگر ایک شرط پر کہ میں اس کی قیمت کچھ دیر میں ادا کروں گا۔ اس شخص نے رضامندی ظاہر کر دی اور اونٹ باندھ کر چلا گیا۔

راوی کہتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اونٹ میرا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ اسے بیچنے کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے قیمت پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اونٹ کی قیمت دوسو درہم بتائی۔ اس آدمی نے دوسو درہم دے کر وہ اونٹ لے لیا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص آیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو چالیس درہم دئیے اور ساٹھ درہم لے کر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں وہ ساٹھ درہم دے دئیے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کہاں سے آئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ ہیں جس کا اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ عزوجل کی راہ میں ایک خرچ کرے گا اسے دس ملیں گے چنانچہ میں نے اس سائل کو چھ درہم دئیے اور اللہ عزوجل نے مجھے ان کے عوض ساٹھ درہم دے دئیے۔

بخشش و عطا معاملہ:

منقول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دئیے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

Marfat.com

ہمارے ساتھ ایسی بخشش و عطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش و عطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش و عطا کا معاملہ کس کے سپرد ہو گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہو گا۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۳)

علی (رضی اللہ عنہ) تم درست کہتے ہو:

دلائل النبوۃ میں منقول ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا جب اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ قبائل عرب کو دین کی تبلیغ کریں تو ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نکلے اور میں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک قبیلے کے پاس گئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خیر میں سبقت لے جانے والے اور ماہر انساب تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم بنی

Marfat.com

ربیعہ کی کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو یعنی ان کے کسی اونچے قبیلہ سے ہو یا پھر نچلے قبیلہ سے تعلق ہے؟ وہ بولے ہمارا تعلق اونچے طبقہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس اونچے طبقہ سے ہے؟ وہ بولے ذہل اکبر سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا عوف بن محلم تم سے تھا جس کے متعلق مشہور ہے عوف کی وادی میں گرمی نہیں ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا شریف النفس مزدلف تم میں سے تھا جس کی موجودگی میں کوئی عمامہ نہ باندھتا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بسطام بن قیس تم میں سے تھا جو دیہاتوں کا مالک اور تمام قبائل کا منتہا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا جساس بن مرہ تم سے تعلق رکھتا تھا جو اپنی چیزوں کی اور ہمسایہ کی چیزوں کی حفاظت کرنے والا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو پھر کیا حوفزان تم سے تھا جس نے بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا؟ وہ بولے ہرگز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا تم کندی بادشاہ کے ننھیالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم لخمی بادشاہ کے سسرالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر تم ذہل اکبر نہیں بلکہ ذہل اصغر ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ایک نوجوان جو ابھی جوانی میں قدم بھی نہ رکھ پایا تھا اس نے کہا میں بھی اس سے کچھ سوال کروں گا جس نے ہم سے سوال کئے۔ اس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں قریش سے ہوں۔ وہ بولا خوب تو اس کا مطلب ہے آپ رضی اللہ عنہ عرب کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر پوچھا قریش کی کس شاخ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیم بن مرہ سے۔ وہ بولا اللہ کی قسم! تیر سیدھا چھاتی میں پیوست ہو گیا اور کیا قصیٰ بن کلاب، آپ رضی اللہ عنہ میں سے تھا جس نے فہر کے قبائل

Marfat.com

کو جمع کیا تھا اور اسے مجمع کہا جاتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا ہاشم تم میں سے تھے جنہوں نے قحط کے زمانہ میں ثرید بنایا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ بولا کیا عبدالمطلب تم میں سے تھے جو آسمان کے پرندوں کو غذا دیتے تھے اور جن کا چہرہ اندھیرے میں بھی چاند کی مانند روشن رہتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا تم ان میں سے ہو جو لوگوں پر بے پناہ احسانات کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ اس نوجوان نے پوچھا تو پھر کیا تم اہل ندوہ سے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا تو پھر کیا اہل حجابہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی مہار موڑی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب واپس لوٹ آئے۔ اس پر وہ نوجوان بولا سیلاب کے مقابلہ میں سیلاب آ گیا اور وہ کبھی اسے چیر کر اور کبھی بچ کر نکل جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نوجوان کی بات سنی تو تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ تو اس جوان کے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! تم درست کہتے ہو ہر پہاڑ سے اونچا ایک پہاڑ ہوتا ہے اور مصیبت اسی وقت آتی ہے جب زبان کھلتی ہے۔

تیری رقم کون ادا کرے گا؟

ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے وہ تلواریں اس سے لے لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا تم نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور کہا میں ابھی حضور نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہیں رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے جا کر آپ رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر پوچھا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر مجھے رقم کون ادا کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے جواب سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ پوچھا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آگیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آگیا تو میری رقم کا ضامن کون ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہو گا اس وقت تک تجھے بھی موت آ چکی ہو گی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

یہ میری مزدوری ہے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تمام زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کنوئیں سے پانی نکالنے کے عوض چند کھجوریں بطورِ مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سولہ ڈول پانی کے نکالے اور آپ رضی اللہ عنہ کو مزدوری میں سولہ کھجوریں ملیں جنہیں لے کر آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ میری مزدوری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ ۷۹)

تم اپنے ریشمی لباس اتار دو:

۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے مختلف قبائل اور ہمسایہ ممالک کے سربراہان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مختلف خطوط ارسال کئے۔ ایسا ہی ایک خط حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو بھی تحریر فرمایا جس کے جواب میں نصاریٰ کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ ان لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں اور ریشمی لباس پہن رکھے تھے۔ یہ لوگ جب اس حالت میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے داخل ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا اور ان کی کسی

Marfat.com

بات کا کوئی جواب نہ دیا۔نصاریٰ کا یہ وفد مایوس ہو کر مسجد نبوی ﷺ سے نکلا تو ان کی ملاقات سیدنا عثمان ابن عفان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ وفد نے ان حضرات سے شکوہ کیا کہ آپ لوگ پہلے تو ہمیں دعوت دیتے ہیں اور جب ہم حاضر ہوتے ہیں تو ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور کہا آپ رضی اللہ عنہ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میری رائے تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی سونے کی انگوٹھیاں اور ریشمی لباس اتار کر سادہ لباس میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملیں۔''

چنانچہ نصاریٰ کے اس وفد نے ریشمی لباس تبدیل کر کے سادہ لباس پہنا اور اپنی سونے کی انگوٹھیاں بھی اتار دیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ ان کی جانب مبذول ہوئے اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

میرا اور علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ برابر ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے دست اقدس سے مجھے چند کھجوریں عطا فرمائیں۔میں نے ان کھجوروں کو گنا تو وہ تہتر (۷۳) تھیں۔پھر میں

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہوا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے بھی کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے ان کھجوروں کو گنا تو وہ بھی تہتر (۷۳) تھیں۔ میں دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

”کیا تم جانتے نہیں میرا ہاتھ اور علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔“

ایک بوڑھی عورت کے کھیت کو پانی لگانا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھیت میں پانی لگانے کے عوض چند کھجوریں بطورِ مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا۔

میں اپنے پیٹ میں پاکیزہ چیز ڈالتا ہوں:

ثقیف کے ایک آدمی سے مروی ہے فرماتے ہیں ان کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک دیہات کا عامل بنایا چونکہ دیہات میں نمازی ٹھہرا نہیں کرتے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب ظہر کا وقت ہو تو میرے پاس چلے آنا چنانچہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس

Marfat.com

کوئی دربان موجود نہ تھا جو مجھے آپ رضی اللہ عنہ تک جانے سے روکتا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ایک پیالہ اور ایک کوزہ پانی کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹی تھیلی منگوائی۔ میں سمجھا کہ شاید جواہرات کی تھیلی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے امین سمجھا ہے اور یہ تھیلی میرے لئے منگوائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس تھیلی کو کھولا تو اس میں ستو تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان ستوؤں کو نکالا اور پیالے میں الٹا اور اس میں پانی ڈال کر مجھے پلایا اور خود بھی پیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ عراق کا کھانا بہترین ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> "میں ہر اس کھانے کو جو میرے پیٹ میں جائے مکروہ سمجھتا ہوں سوائے رزقِ حلال کے اور میں اپنی تھیلی پر مہر لگاتا ہوں تاکہ یہ دوسری تھیلیوں میں نہ مل جائے اور میں دوسری تھیلی استعمال کرلوں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خوراک نہایت سادہ تھی آپ رضی اللہ عنہ روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر نرم کر کے کھایا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر نمک کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جو کی روٹیاں، دودھ کا پیالہ اور نمک لا کر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ واپس کرتے ہوئے فرمایا میرے لئے یہ جو کی روٹیاں اور نمک ہی کافی ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا آپ رضی اللہ عنہ محض چند کھجوریں کھا کر گزارا کر لیتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ ۸۷)

میرا نفس گوارا نہیں کرتا:

حضرت عبداللہ بن شریک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی

Marfat.com

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فالودہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو بہت اچھا خوشبودار اور ذائقہ والا ہے لیکن میں گوارا نہیں کرتا کہ میرا نفس اس کا عادی بنے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۸۷)

وہ یہ کھانا نہیں کھاتے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بدو مالی مدد کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے لذیذ کھانا پیش کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور مسجد کے صحن میں کھانا کھانے لگے۔ بدو نے دیکھا کہ ایک شخص روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے۔ اس نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا میں لذیذ کھانا کھاؤں جبکہ وہ شخص روٹی کے خشک ٹکڑے کھائے میں اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے فرمایا۔

"تم کھانا کھاؤ وہ یہ کھانا نہیں کھاتے وہ میرے والد بزرگوار امیر المومنین حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔"

فرشِ خاک پر آرام فرمانا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لباس نہایت معمولی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اوڑھنے کے لئے صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپاتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے ایک معمولی مکان میں رہائش پذیر تھے۔ عالی شان محلوں سے آپ رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

نفرت تھی یہی وجہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو دارالامارت میں قیام کرنے کی بجائے ایک میدان میں خیمہ لگا کر اس میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نیند آتی تو بلا تکلف فرشِ خاک پر لیٹ جاتے تھے۔

مال کی تقسیم میں مساوات کو ملحوظ رکھنا:

حضرت عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس دو عورتیں آئیں اور وہ دونوں عرب کی رہنے والی تھیں۔ ان میں ایک عورت دوسری عورت کی آزاد کردہ غلام تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایک بوری غلہ اور چالیس چالیس درہم ان دونوں عورتوں کو دیئے۔ غلام عورت وہ مال لے کر چلی گئی جبکہ دوسری عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے شکوہ کرتے ہوئے کہا میں عرب کی رہنے والی ہوں جبکہ وہ میری آزاد کردہ غلام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے اللہ عزوجل کی کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو اولادِ اسحٰق علیہ السلام پر کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔''

میں بیت المال سے کچھ نہ لوں گا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سردی کی شدت سے کانپ رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک بوسیدہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا تو عرض کیا امیر المومنین! اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کے لئے بھی بیت المال سے حصہ مقرر کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ بیت المال سے اپنے لئے کچھ لے لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''اللہ عزوجل کی قسم! میں بیت المال سے کچھ نہ لوں گا اور یہ
وہی چادر ہے جب میں مدینہ منورہ سے نکلا تھا تو میں نے اس
وقت اوڑھ رکھی تھی۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۸۷)

بازار میں تجاوزات کے متعلق فیصلہ:

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار گیا۔ ہم نے بازار والوں کو دیکھا تو وہ اپنی دکانوں سے تجاوز کئے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چند لوگوں نے عرض کیا بازار والے اپنی جگہوں سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس بات کا انہیں اختیار نہیں، مسلمانوں کا بازار نمازیوں کی
مسجد کی طرح ہے جو آدمی جس جگہ پہلے پہنچ گیا وہ اسی کے لئے
ہے جب تک کہ اس جگہ کو چھوڑے نہیں۔''

روٹی کے سات ٹکڑے:

حضرت کلیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصبہان سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مال کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔ اس مال میں ایک روٹی بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ میں اس ٹکڑے کو بھی شامل کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حصہ پانے والے ساتوں اشخاص کو بلایا اور ان کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ کسے پہلے حصہ دیا جائے؟

بیت المال میں جھاڑو لگانا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیت المال میں جھاڑو

Marfat.com

لگاتے اور تمام مال مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور پھر دو رکعت نماز ادا فرماتے اور جب آپ رضی اللہ عنہ سے اس طرزِ عمل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا۔

"بروزِ حشر یہ جگہ گواہی دے گی کہ یہاں مال جمع نہیں رکھا گیا
اور نہ ہی مال کو مستحقین کے پاس جانے سے روکا گیا ہے۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۱)

تجھے تیری ماں گم کرے:

حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قنبر نے آ کر کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ ایسے آدمی ہیں کہ کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ چھپا رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا چلئے اور دیکھ لیجئے وہ کیا ہے؟ پھر قنبر، آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا جہاں ایک بڑی دیگ سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو قنبر سے فرمایا۔

"تجھے تیری ماں گم کرے تو نے ارادہ کیا تھا کہ میرے گھر میں
آگ داخل ہو۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کا وزن کروایا اور اس کو تقسیم فرما دیا۔

نماز میں مشغولیت:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ آگ اس قدر

Marfat.com

پھیل گئی کہ یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ جل نہ جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو برابر آوازیں دیتے رہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر نماز کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے۔

اچھی اور خراب زمین:

ایک مرتبہ ایک یہودی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی داڑھی مختصر تھی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید جامع العلوم ہے اگر قرآن مجید جامع العلوم ہے تو کیا قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا علم موجود ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت ذیل کی تلاوت فرمائی۔

''جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب زمین ہے اس میں سے تھوڑا مشکل سے نکلتا ہے۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے جبکہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔''

عیادت کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آئے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

"جب کوئی کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی عیادت کے لئے آتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر صبح کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے شام تک استغفار کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار میں مشغول رہتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں باغ ہوگا۔"

ناپ تول پورا کرو:

حضرت جرموذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھر سے نکلتے اور ان کے اوپر دو سرخی مائل موٹی چادریں ہوتی اور ان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا اور چادر بھی زیادہ لمبی نہ ہوتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک درہ ہوتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بازار میں جا کر لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور اچھی خرید و فروخت کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ناپ تول پورا کرو اور گوشت میں پھونک لگا کر اسے نہ پھلاؤ۔

Marfat.com

کشف و کرامات

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ صاحب کشف و کرامت تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات بیان کی جا رہی ہیں۔

قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے قلعوں کو محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے جب خود کو قلعوں میں محصور پایا تو مجبور ہو کر قلعوں کے اندر رہ کر مدافعت کرنے لگے۔ یہودیوں کو اپنے ان قلعوں پر بڑا ناز تھا لیکن اسلامی لشکر نے ان کے تیروں اور پتھروں کی زد میں ہونے کے باوجود آگے بڑھ کر قلعہ ناعم کے ساتھ اور بھی دو قلعے فتح کر لئے پھر قلعہ قموس پر دھاوا بولا گیا اور یہ قلعہ بھی دو تین دن میں فتح ہو گیا اور اسی طرح مصعب، طلیح اور سلائم نام کے قلعے بھی فتح ہو گئے اب قلعہ خیبر کی باری تھی یہ قلعہ سب سے زیادہ مضبوط تھا اس کی فتح کے لئے بڑی کوشش کی گئی مگر یہ قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ جب کئی روز گزر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اپنی روحانی قوت سے اس قلعہ کو فتح کرے گا۔ پھر دوسرے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی

Marfat.com

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جھنڈا اور لشکر لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو قلعہ خیبر کا سالار مرحب آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ شروع ہوا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار مرحب کی سپر کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی اور سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کے بدن کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ مرحب خاک پر لوٹنے لگا۔ مرحب کو اس حال میں دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا لیکن مجاہدین نے جان پر کھیل کر ایسا دھاوا بولا کہ یہودی ہمت ہار کے بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ پل بھر میں اسے اکھاڑ پھینکا اور بطورِ ڈھال اسے استعمال کرنے لگے۔ اس دوران دیگر مجاہدین قلعہ کے اندر داخل ہو گئے مجاہدین کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ بعد میں چالیس آدمی بھی مل کر اس دروازہ کو نہ اٹھا سکے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

اہل قبور سے بات کرنا:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے با آوازِ بلند سلام کیا اور ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت فرمائے۔ قبروں سے وعلیک السلام کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اہل قبور نے آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے گھر والوں کے حالات دریافت کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بیویوں نے نکاح کر لئے۔ تمہارے مال کو وارثوں نے تقسیم کر دیا، تمہارے چھوٹے بچے یتیم ہونے کے بعد دربدر پھرنے لگے، تمہارے مضبوط اونچے محلوں میں تمہارے دشمن

Marfat.com

آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اہل قبور نے کہا امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ گئے اور ہم نے جو کچھ دنیا میں خرچ کیا وہ یہاں پالیا اور ہم جو کچھ دنیا میں چھوڑ کر آئے تھے ہمیں اس میں خسارہ اٹھانا پڑا۔

بوسیدہ دیوار:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک ایسی دیور کے نیچے بیٹھے مقدمہ کا فیصلہ فرما رہے تھے جو کمزور تھی۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ دیوار کمزور ہے آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھ جائیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو اللہ عزوجل بہترین محافظ ہے چنانچہ مقدمہ کی کاروائی جاری رہی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو وہ دیوار گر پڑی۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۸)

دریا کی طغیانی کم ہوگئی:

ایک مرتبہ دریائے فرات میں سخت طغیانی آ گئی جس سے سیلاب آ گیا اور تمام کھیت پانی میں ڈوب گئے۔ لوگوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک وعمامہ شریف اور چادر زیب تن فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے فرات کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے فرات پر پہنچ کر اپنا عصا سے دریائے فرات کی جانب اشارہ کیا جس سے دریا کا پانی کم ہونا شروع ہو گیا یہاں

Marfat.com

تک کہ لوگوں نے شور مچایا۔

''امیر المومنین! بس کیجئے اتنا کافی ہے۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳)

کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑنا:

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام تھا جو نہایت محب اور وفادار تھا۔ ایک مرتبہ اس نے چوری کر لی لوگوں نے اس کو پکڑ کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جہاں اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر روانہ ہوا تو راستے میں اس کی ملاقات ابن الکواء سے ہوئی۔ اس نے جب پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کیسے کٹا؟ تو اس نے بتایا میں نے چوری کی تھی۔ ابن الکواء نے پوچھا تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ اس نے کہا میرا ہاتھ امیر المومنین، داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا۔ ابن الکواء نے کہا انہوں نے تمہارا ہاتھ کاٹا لیکن تم ان کا تذکرہ خیر سے کرتے ہو؟ اس غلام نے کہا انہوں نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کاٹا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ ابن الکواء نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس غلام کو طلب فرمایا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے باندھ دیا اور دعا فرمائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے رومال کھولا تو اس کا ہاتھ دوبارہ جڑ چکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ کبھی کٹا نہ ہو۔

یہ تمہارا خاوند نہیں بیٹا ہے:

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں لکھتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں قیام

Marfat.com

کے دوران ایک شخص کو بلایا اور اس سے فرمایا فلاں مکان میں جاؤ اور وہاں جا کر ایک مرد اور عورت آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں انہیں لے کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ دونوں مرد اور عورت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو؟ مرد نے کہا امیر المومنین! میرا اس عورت سے نکاح کل ہوا۔ رات کو جب میں اس کے نزدیک جانے لگا تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی جس پر ہمارے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل کو جانے کا کہا۔ جب تمام حاضرین محفل چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا تم اس مرد کو جانتی ہو؟ اس عورت نے کہا میں کل سے پہلے اسے نہیں جانتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اب اسے جان لو گی لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ تم جھوٹ نہیں بولو گی؟ اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کر لیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم فلاں شخص کی بیٹی ہو اور تمہارا نام یہ ہے۔ عورت نے اس بات کا اقرار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جوانی میں بہت خوبصورت تھیں اور تمہارا چچا زاد بھائی تم پر جان چھڑکتا تھا اور تم بھی اس سے محبت کرتی تھیں۔ اس عورت نے اس بات کا بھی اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک روز تم دونوں نے زنا کیا جس سے تم حاملہ ہو گئیں اور تمہاری ماں نے تمہاری پردہ پوشی کی اور تم نے خفیہ طور پر ایک بچہ جنا جسے تم نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا پھر جب تم اس بچے کو چھوڑ کر جانے لگیں تو ایک کتا اس بچے کی جانب لپکا جسے تم نے پتھر مارا اور وہ پتھر کتے کی بجائے اس بچے کے سر میں لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ تم نے اس بچے کا سر اپنے دوپٹے سے باندھا اور وہاں سے چلی گئیں اس کے بعد تم نے اس بچے کی کچھ خبر نہ ہوئی۔

Marfat.com

اس عورت نے اعتراف کیا اس سے یہ فعل سرزد ہوا اور اس نے ایک بچہ جنا جسے اس نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بچے کو فلاں قبیلے والے اٹھا کر لے گئے اور اس کی پرورش کی۔ وہ بچہ جوان ہونے کے بعد دوبارہ واپس اسی شہر آ گیا اور اب تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا اپنا سر کھولو۔ اس شخص نے جب اپنا سر کھولا تو اس کے ماتھے پر زخم کا نشان موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ تمہارا خاوند نہیں بیٹا ہے اور اللہ عزوجل نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۲)

فالج زدہ تندرست ہو گیا:

علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے دونوں شہزادوں حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خانہ کعبہ میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گڑگڑا کر مناجات کرتے ہوئے سنا جو بارگاہِ الٰہی میں زاروقطار روتے ہوئے دعا کر رہا تھا الٰہی! تو تاریکیوں اور اندھیروں میں بے چین دلوں کی دعائیں سنتا ہے۔ الٰہی! تو بیماروں کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ اے حرمِ کعبہ کے مالک! تو کبھی نہیں سویا جبکہ تیرے گھر کے اردگرد رہنے والے تمام سو گئے۔ الٰہی! تیری ذاتِ پاک کی امیدیں لے کر مخلوق تیرے حرم میں اکٹھی ہوتی ہے میری خطا کو بھی معاف فرما اور تیرے سوا کون نعمتوں کی بارش کرنے والا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا تو وہ شخص رینگتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا قصہ

Marfat.com

دریافت کیا تو اس شخص نے کہا میں بڑی بے باکی کے ساتھ دن رات گناہ کرتا تھا اور میرا باپ نہایت صالح شخص تھا وہ مجھے گناہوں سے روکتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے باپ کی نصیحتوں سے تنگ آ کر اپنے باپ کو مارا جس پر میرے باپ نے حرم کعبہ میں آ کر میرے حق میں بددعا کی اور اس کے بعد مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور میں زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنے لگا۔ میں نے اپنے باپ سے رو رو کر معافی مانگی اور انہوں نے مجھے معاف کر دیا اور کہا حرم کعبہ چلو میں وہاں جا کر تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں اللہ عزوجل تمہیں صحت کاملہ عطا فرمائے چنانچہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حرم کعبہ کے لئے روانہ ہوا جہاں راستے میں میرا باپ اونٹنی سے گر پڑا اور فوت ہو گیا۔ اب میں تنہا حرم کعبہ میں اپنی صحت یابی کے لئے اللہ عزوجل کے حضور دعائیں مانگتا ہوں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سننے کے بعد فرمایا اگر تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تو اللہ عزوجل بھی تجھ سے خوش ہو گیا۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سننے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی جس کے بعد وہ شخص تندرست ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ سے راضی نہ ہوتا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔

درندے بھی اطاعت کرتے تھے:

ایک مرتبہ ایک شخص حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں لیکن مجھے جنگلی درندوں سے ڈر لگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی اس شخص کو دیتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

''جب بھی تمہارے نزدیک کوئی درندہ آئے تم اسے میری یہ انگوٹھی دکھانا اور کہنا یہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے۔''

چنانچہ وہ شخص سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ایک خونخوار درندہ اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے اس درندہ کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دکھائی اور کہا۔

''یہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے۔''

وہ درندہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دیکھ کر بھاگ گیا۔

پانی کا چشمہ جاری ہو گیا:

مقامِ صفین پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گزر لشکر سمیت ایسی جگہ سے ہوا جہاں پانی دستیاب نہ تھا۔ لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ سے پانی کی نایابی پر شکوہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جانب جا کر فرمایا۔

''یہاں کھدائی کرو۔''

چنانچہ اس جگہ زمین کی کھدائی کی گئی لیکن ایک بھاری پتھر آڑے آ گیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پتھر کو ایک ہی جھٹکے میں باہر نکال دیا جیسے ہی وہ پتھر باہر نکلا وہاں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اور جانوروں نے سیر ہو کر وہ پانی پیا۔ جب لشکر نے اپنی تمام مشکیں پانی سے بھر لیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پتھر اسی جگہ پر رکھ دیا جس سے

Marfat.com

پانی کا وہ چشمہ بند ہو گیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کو دیکھ کر قریب واقع ایک گرجا کا پادری حاضر خدمت ہوا اور درخواست کی کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے؟ اس پادری نے کہا۔

''میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس جگہ ایک پوشیدہ چشمہ ہے جسے وہ جاری کرے گا جو نبی آخری الزماں کا وصی ہو گا اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً نبی آخر الزماں کے وصی ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب اس پادری کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہاں تک کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۹)

مدفن حسین رضی اللہ عنہ سے آگاہ کرنا:

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں اب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس جگہ آنے والے دور میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قافلہ قیام کرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت ہو گی اور یہ جگہ شہیدوں کا مدفن بنے گی اور زمین و آسمان ان لوگوں پر روئیں گے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۶)

Marfat.com

بینائی جاتی رہی:

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین کا جاسوس بن کر رہتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خفیہ باتوں کی اطلاعات آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو پہنچا تا رہتا تھا۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے اس بارے دریافت کیا تو اس نے قسمیں کھانا شروع کر دیں اور اپنی بے گناہی کا یقین دلانا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کی دیدہ دلیری دیکھ کر جلال میں آگئے اور فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تیری آنکھوں کی بینائی چھین لے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ اس شخص کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور وہ نابینا ہو گیا اور لوگ اسے لاٹھی پکڑا کر چلاتے تھے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۹۲)

ایک ساعت میں قرآن ختم کرنا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب پر پاؤں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جاتا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید ختم کر چکے ہوتے تھے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰)

Marfat.com

شہادت حیدرِ کرار

خارجیوں کو نہروان میں عبرتناک شکست ہوئی تھی۔ اس لڑائی میں جو خارجی میدانِ جنگ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے ان خارجیوں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ان خارجیوں کا سردار ابن ملجم نامی شخص تھا۔

ابن ملجم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری۔ عمر بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری جبکہ برک بن عبداللہ تمیمی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی حامی بھری چنانچہ ان تینوں نے اپنے اس ناپاک ارادے کے لئے سترہ رمضان المبارک بوقت فجر کا وقت طے کیا اور اپنے اس مذموم ارادے کی تکمیل کے لئے نکل پڑے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

عمر بن بکر تمیمی مقررہ وقت پر جامع مسجد قاہرہ پہنچا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس روز علیل ہونے کی بناء پر اپنے ایک افسر خارجہ بن ابی جیبہ کو نمازِ فجر کی امامت کے لئے مسجد بھیج دیا۔ جب انہوں نے نماز کے لئے تکبیر کہی اسی وقت عمر بن بکر تمیمی نے آگے بڑھ کر ان کا سر قلم کر دیا۔ لوگوں نے عمر بن بکر تمیمی کو پکڑ کر

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا جہاں اس نے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان کے قتل کی غرض سے آیا تھا لیکن اتفاقاً آج وہ خود نماز پڑھانے نہیں آئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس اقرار کے بعد اسے قتل کروا دیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۵۰)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

برک بن عبداللہ تمیمی جو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر مامور تھا وہ بھی مقررہ وقت پر جامع مسجد دمشق پہنچ گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے امامت شروع کی تو برک بن عبداللہ تمیمی نے آگے بڑھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وار کیا جس پر وہ زخمی ہو گئے۔ برک بن عبداللہ تمیمی پکڑا گیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کروا دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو زخم آئے وہ زیادہ گہرے نہ تھے۔ طبیب نے کہا ان زخموں کو داغنا پڑے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا جس کے جواب میں طبیب نے کہا کہ پھر دوسرے طریقہ علاج میں آپ رضی اللہ عنہ کے توالد و تناسل ختم ہو جائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھے یزید و عبداللہ دے رکھے ہیں۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۵۰ تا ۳۵۱)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا۔ ابن ملجم مصر کا رہنے والا تھا اس نے کوفہ جا کر اپنے حامیوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا جو نہروان میں بچ گئے تھے۔ اس دوران اس نے اپنا راز کسی سے بیان نہ کیا۔ ایک دن اس کی ملاقات شبیب بن شجرہ سے ہوئی جو اسے اپنے کام کا

Marfat.com

آدمی لگا۔ ابن ملجم نے جب اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کیا تو اس نے ابن ملجم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن ابن ملجم نے اسے لالچ دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اس دوران ابن ملجم کی نظر بنوتمیم کی ایک حسین دوشیزہ پڑی اور وہ اسے دیکھتے ہی اس پر مر مٹا۔ اس حسینہ نے ابن ملجم کو پہچان لیا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔ ابن ملجم جب اس کے پاس گیا تو اس نے اس شرط پر ابن ملجم سے نکاح کی حامی بھری کہ وہ اسے تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک لونڈی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا کٹا ہوا سر مہر میں دے تو وہ اس سے نکاح کرلے گی۔ ابن ملجم نے کہا کہ اسے آخری شرط منظور ہے باقی کی شرائط وہ پوری کرنے پر قادر نہیں۔ بنوتمیم کی اس دوشیزہ نے حامی بھر لی۔ ابن ملجم نے اس دوشیزہ سے کہا وہ اسے اپنے قبیلے کا کوئی قابل اعتماد آدمی دے تا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔ اس دوشیزہ نے وردان نامی ایک شخص کو ابن ملجم کے ساتھ کر دیا۔

سترہ رمضان المبارک بروزِ جمعہ نمازِ فجر کے وقت ابن ملجم اپنے دونوں ساتھیوں شبیب اور وردان کے ہمراہ جامع مسجد کوفہ پہنچا اور یہ تینوں مسجد کی ایک کونے میں چھپ گئے۔ جس وقت حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے لئے تشریف لائے اس وقت شبیب نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ پر پہلا وار کیا۔ شبیب کے وار کے بعد ابن ملجم آگے بڑھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر دوسرا وار کیا۔ وردان نے یہ دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ شبیب بھی وار کرنے کے بعد بھاگ نکلا جبکہ ابن ملجم پکڑا گیا۔ وردان نے جب اس کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں اپنے بھانجے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

Marfat.com

اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے۔ ابن ملجم کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا اور اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو خلق کے لئے شر کا باعث ہو۔'' (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۵۱)

آپ رضی اللہ عنہ کا آخری فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل بالخصوص اپنے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگر میں جانبر نہ ہو سکا تو تم اسے قصاص کے طور پر اسی تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر ڈالنا۔''

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۵۱)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا خواب:

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سترہ رمضان المبارک کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ خواب اپنے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کا شکوہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ

Marfat.com

نہایت برا سلوک روا رکھا اور مجھے ناحق ستایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اللہ سے دعا کرو۔''

میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی مجھے ان سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میری بجائے اُن لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۶۲)

میرا باپ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر ہو گا:

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما نے ابن ملجم سے کہا۔

''تو نے میرے باپ کو شہید کر کے کچھ نقصان نہ پہنچایا کیونکہ وہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے جبکہ تو روزِ حشر ذلیل و رسوا ہو گا۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

روایت میں آتا ہے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کو زخمی حالت میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

''حسن (رضی اللہ عنہ)! تم کیوں روتے ہو؟''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

''میرے فرزند! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اوّل تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے، دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے، سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ چار باتیں یہ بھی ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ خود کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ خود کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہو گی۔ خود کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔''

منقول ہے حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا امیر المومنین! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں اس معاملے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا تم اپنے بعد جسے بہتر سمجھو اسے اپنا خلیفہ مقرر کر لینا۔''

صاجزادوں کو وصیت:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادوں کو طلب فرمایا اور انہیں ذیل کی وصیت کی۔

Marfat.com

''میرے بچو! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ میرے بعد تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جانا۔ کسی دنیاوی شے کے حصول میں ناکامی پر افسوس نہ کرنا۔ حق بات کہنا اور حق کا ساتھ دینا۔ مظلوموں کی امداد کرنا۔ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ ظالم کی حمایت نہ کرنا اور بے کسوں کو سہارا دینا۔ قرآن مجید سے ہدایت لیتے رہنا اور اللہ عزوجل کے احکام کی روشنی میں ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے سے نہ ڈرنا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اپنے بھائی محمد (رضی اللہ عنہ) بن حنیفہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لینا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا ان کا حق تم پر زیادہ ہے اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔''

محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند تھے اور حضرت خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام محمد بن علی رضی اللہ عنہ ہے۔

Marfat.com

شہادت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک مرتبہ غزوہ کے دوران جب لشکر اسلام کا گزر ایک نخلستان سے ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نخلستان میں کچھ دیر قیام کرلیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بعد ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور آرام فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر نخلستان کی مٹی لگ گئی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر مٹی دیکھ کر فرمایا اے ابوتراب! اٹھو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوتراب! کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

> ''سب سے بدبخت وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور ایک سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تیری داڑھی اور چہرے کو خون آلود کرے گا۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۱)

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ سے باہر جا رہا تھا تو میری ملاقات حضرت عبدالرحمن بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے مجھے سلام کیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا عراق جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا عراق نہ جائیے وہاں آپ رضی اللہ عنہ کا سر نیزے پر چڑھایا جائے گا۔ میں نے کہا اللہ عزوجل کی

Marfat.com

قسم! میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پہلے ہی سن رکھا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوگا اور پھر دونوں مجھے حوضِ کوثر پر آن ملیں گے۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۱)

تجہیز و تکفین:

شیر خدا، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، امام الاولیائ، امیر المومنین حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو وصیت کرنے کے بعد کلمہ توحید پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۴۳ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دارالامارت کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

کچھ روایات کے مطابق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون کیا گیا جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے سترہ کلومیٹر دور دفن کیا گیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۵۶)

Marfat.com

حلیہ مبارکہ

روایات کے مطابق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ میانہ قد تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندم گوں تھا جبکہ آنکھیں بڑی اور چہرہ پرکشش تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر بہت زیادہ بال تھے اور بازو اور پنڈلیاں گوشت سے بھرپور تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم قدرے فربہ مائل تھا اور سر مبارک پر بال کم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے مضبوط اور چوڑے تھے جبکہ ریش مبارک گھنی تھی۔ جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سراپا کو دیکھتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے سحر میں کھو جاتا تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ ایک چادر سے آپ رضی اللہ عنہ تہبند باندھتے تھے جبکہ دوسری چادر سے جسم مبارک کو ڈھانپتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر مبارک پر عمامہ باندھے رکھتے تھے۔

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۶۰ تا ۳۶۱)

Marfat.com

علمی مقام و مرتبہ

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں پرورش پائی یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی درسگاہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن، تفسیر، حدیث اور دیگر جملہ علوم کے منبع تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکت سے جو فیض آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے صحابی کو نصیب نہ ہوا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

''حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی حکمت و دانائی کا ایک عالم قائل تھا اور اللہ عزوجل نے علم کے دس حصوں میں سے نو حصے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے حافظ تھے اور قرآن مجید کے معانی و مطالب پر آپ رضی اللہ عنہ کو عبور حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ علم فقہ کے ماہر تھے اور مشکل سے مشکل فیصلے بھی قرآن و سنت کی روشنی میں حل کر لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

''میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔''

Marfat.com

منقول ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ وہ کب اور کہاں نازل ہوئی اور اس آیت کے معانی و مطالب کیا ہیں؟

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید پر نظر اس قدر کامل تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر بیان کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ چھ ماہ تک گوشہ نشین رہے اور اس دوران قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب اور نزول مرتب کرتے رہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ وضو کے بعد کتنے دنوں تک موزوں پر مسح کیا جا سکتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم یہ مسئلہ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے پوچھو؟ جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مسافر پر تین دن اور تین رات اور مقیم پر ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض حاصل ہوا اس لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد دین اسلام کے احکام و فرائض اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عالم آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کے قائل سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم بھی تھے اور یہی وجہ ہے آپ رضی اللہ عنہ ان کے دورِ خلافت میں مفتی

Marfat.com

اعظم کے عہدہ پر فائز رہے اور تیس سال تک اس منصب پر خدمت انجام دیتے رہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فقہ اور اجتہاد میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فقہ میں مقام بے حد بلند ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر آپ رضی اللہ عنہ سے فقہی مسائل کے متعلق دریافت کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ان کا شافعی حل انہیں بتاتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیچیدہ شرعی مسئلہ آیا جس کا فیصلہ کرنا ان کے لئے دشوار ہو گیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس معاملہ سے آگاہ فرمایا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے احسان کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگر آج علی (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے زیادہ شرعی مسائل کو جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اجتہادی قوت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین اور غیر مسلم بھی آپ رضی اللہ عنہ سے مختلف مسائل کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ خنثی کی وراثت کیا ہے؟ یعنی اسے مرد قرار دیا جائے یا عورت؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا پیشاب گاہ سے اندازہ کیا جائے کہ وہ

Marfat.com

مرد ہے یا عورت۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے علم نحو کی بنیاد بھی رکھی اور اس کے قواعد و ضوابط بھی مرتب کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی قرأت کے لئے اصول مرتب کیا تاکہ قرأت میں غلطی واقع نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو علم لدنی میں کمال حاصل تھا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ جنگوں میں مصروف نہ ہوتے تو ہمارے لئے تصوف میں ایسی ایسی باتیں چھوڑتے جو بیش بہا موتی کی مانند ہوتیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے سینہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''اس کے اندر علم ہے اور کاش میں ایسا کوئی پاتا جس کی جانب اس علم کو منتقل کرتا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جس کے پاس نہ اپنا گھر ہے نہ کوئی مال؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بیٹی! میں نے تیرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جو علم و فضل میں دیگر مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔''

Marfat.com

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے اولاد

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ تین بیٹے حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت سیدنا امام محسن رضی اللہ عنہم ہیں اور تین بیٹیاں حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں۔ حضرت سیدنا امام محسن اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہم کا وصال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ ھ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی طرح حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ اور ان علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک

Marfat.com

کے بال منڈوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک رکھا چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کہلائی۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زمانہ طفولیت کے قریباً چھ سال اور چار ماہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ بسر کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قریباً سات سال اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت میں گزارنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ قریباً ۳۷ برس تک اپنے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہے۔ یہ تمام حضرات علم ظاہر و باطن کا منبع تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے اکتسابِ فیض کیا۔

بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نمازِ عصر پڑھ کر مسجد سے نکلے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا جہاں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ماں باپ قربان ہوں یہ بچہ میرے آقا، تاجدارِ انبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) تم سے مشابہت نہیں رکھتا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابد، زاہد تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کانپ رہا ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی حالت میں یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ باپیادہ حج کئے کرتے یہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ورم پڑ جایا کرتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔

بخاری شریف میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر بیٹھے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تاکہ مسلمانوں کے دونوں گروہوں کے مابین صلح ہو جائے اور اس صلح کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کو خیرباد کہہ دیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، آپ کی دائیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔"

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ خادم سالن لے کر آیا۔ جب وہ سالن آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑانے لگا تو برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سالن آپ رضی اللہ عنہ پر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی جانب دیکھا تو اس نے جھٹ سے قرآن مجید کی آیت پڑھی جس کا مطلب تھا کہ غصہ پی جانے والے کو اور معاف کرنے والے کو اور احسان کرنے والے سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب قرآن مجید کی آیت سنی تو اس کو معاف کرتے ہوئے آزاد فرما دیا۔

ابن سعد کی روایت ہے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا تمام مال اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا اور تین مرتبہ نصف مال راہِ الٰہی میں خرچ کیا۔

روایات کے مطابق مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے یزید بن معاویہ کے کہنے پر آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا۔ یزید نے

Marfat.com

جعدہ سے کہا تھا کہ اگر وہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دی گی تو وہ اس سے نکاح کر لے گا۔ چنانچہ جب جعدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تو یزید نے کہلا بھیجا کہ جب میں نے یہ برداشت نہ کیا کہ تو ان کے نکاح میں رہے تو میں تمہیں اپنی ذات کے لئے کیوں پسند کروں گا؟ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر کا اثر اس قدر شدید تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں کے ذریعے نکلنے لگیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے جس نے یہ حرکت کی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اسے مارنا چاہتے ہو؟ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا قاتل وہی ہے جس کا گمان مجھے ہے تو اللہ عزوجل سخت بدلہ لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو پھر میں نہیں چاہوں گا کہ تم کسی بے گناہ کو قتل کرو۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۵ ماہ ربیع الاول ۴۹ھ کو ۴۵ سال چھ ماہ کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر آناً فاناً مدینہ منورہ اور گردونواح میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کے مکان پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی مدینہ منورہ میں اتنا ہجوم ہوا ہو۔ لوگوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شے زمین پر گر جاتی تو اسے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اٹھایا نہ جا سکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار صفحہ ۴۱۹ تا ۴۴۸)

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۴ ھ کو مدینہ منورہ میں تولد ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک "حسین (رضی اللہ عنہ)" رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سینہ سے پاؤں تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا وہ خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے میری گود میں ڈال دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبرائیے نہیں یہ نہایت مبارک خواب ہے۔ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) عنقریب ایک بیٹے کو پیدا کرے گی جسے آپ (رضی اللہ عنہا) گود لیں گی چنانچہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت ابھی مدت رضاعت میں تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دے دیا اور یوں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی رضاعت کے دن حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت خود فرمائی اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے والدین

Marfat.com

کی زیر تربیت رہے اور ان سے عشق مصطفی ﷺ کا بیج دل میں بویا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں پس اللہ اس سے محبت کرے گا جو حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور ان کے لعابِ دہن کو اس طرح چوس رہے تھے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ واقعی تمہارے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اسے ایسی بات کہنے کو نہیں کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! اس نے درست کہا یہ اس کے باپ کا منبر ہے۔

بچپن میں ایک روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا حسن (رضی اللہ عنہ)، حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا بابا جان! آپ ﷺ بڑے بھائی کو کہہ رہے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے خلافت کے لیے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے معاہدہ کی پابندی کو ضروری سمجھتے ہوئے لوگوں کی

Marfat.com

بات ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے دوران ان کی بیعت خلافت پر قائم رہے اور ہر ممکن تعاون کرتے رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی معاہدہ کی شرائط کی پابندی کی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عبادت میں خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آنکھوں سے بے تحاشا آنسو جاری ہو جاتے تھے اور جسم کانپنے لگ جاتا تھا۔ دن بھر آپ رضی اللہ عنہ درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے اور تمام رات اطاعت الٰہی میں کھڑے رہتے تھے۔ جس وقت میدان کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ پر مصائب کا نزول ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے افراد کو ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا سر سجدہ میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پچیس حج باپیادہ ادا کئے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مختصر کی اور دروازے پر جا کر دیکھا تو ایک سائل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ گھر میں اس وقت کتنی رقم موجود ہے؟ جواب ملا کہ اس وقت دو سو درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ لے آؤ۔ پھر وہ دو سو درہم آپ رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا گزارا ہو جائے گا مگر اس سائل کو مایوس نہیں لوٹنا چاہئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان کی ایک کنیز نے آپ رضی اللہ عنہ کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پھولوں کو سونگھا اور کنیز

Marfat.com

سے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔ میں نے حیرانگی سے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گلدستہ کے بدلے میں کنیز کو آزاد فرما دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو تم پر لازم ہے کہ اس جیسا یا اس سے بہتر تحفہ دیا کرو۔ پس اس کنیز کے لئے آزادی سے بڑا کوئی تحفہ نہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مدینہ منورہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے گرد لوگوں کا ایک ہجوم ہوگا اور اس حلقے کے تمام لوگ باادب ہوں گے چنانچہ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگوں کا باادب حلقہ دیکھا اور ان سب کے درمیان حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جلوہ افروز تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ یزید شراب خور اور زناکار تھا۔ علمائے دین اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا یزید کا شعار تھا۔ جب وہ تخت نشین ہوا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید کو اس کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ اگر وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے راضی کر لے تو پھر دیگر اکابر بھی اس کی بیعت کر لیں گے۔ یزید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں لیکن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کا مقصد ان کو خلیفہ مقرر کرنا نہیں بلکہ یزید کا انکار تھا۔ اس دوران کوفہ کے گورنر نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ

Marfat.com

جانا نہ چاہتے تھے مگر حالات کی کشیدگی کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ کوفہ کا سفر اختیار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچے جہاں سے آپ رضی اللہ عنہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کربلا کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ یزیدی فوج سے ہوا جہاں ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے جانثار اور گھر کے فرد جامِ شہادت نوش کرتے رہے۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو دورانِ نماز آپ رضی اللہ عنہ کو بھی دورانِ نماز شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو کہ شدید بیمار تھے ان کے سوا کوئی مرد واقعہ کربلا میں زندہ نہ رہا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلائے معلی میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کو مبارک کو ابن زیاد چونکہ یزید کے پاس لے گیا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی تدفین کے متعلق مختلف روایات موجود ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدینہ منورہ بھیج دیا گیا جہاں اسے جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دمشق میں مدفون کیا گیا اور ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر کو مصر لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دفن کیا گیا۔ (شہادت نواسہ سید الابرار)

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ۵ھ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب (رضی اللہ عنہا) رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے کئی روز بعد رکھا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے وقت سفر میں تھے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

کہا وہ بیٹی کا نام تجویز کریں تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کا نام کیسے رکھ سکتا ہوں اس کا نام تو حضور نبی کریم ﷺ خود رکھیں گے۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ سے سفر سے واپس لوٹے اور آپ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو آپ ﷺ فوراً حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور نام رکھا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ خدادوست گھرانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نانا اللہ عزوجل کے محبوب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ خاتونِ جنت تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد اپنی شجاعت، بہادری اور فہم و فراست میں نابغہ روزگار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار تھے۔ گھر میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی تمام صفات میں بے مثل تھیں اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرتِ پاک کا عملی نمونہ تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے تحاشا محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا وقت وصال نزدیک آیا تو آپ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بچوں کو لے کر آؤ۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا گئیں اور حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت سیدہ زینب اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہم کو لے کر آ گئیں۔ بچوں نے جب جب اپنے نانا کی کیفیت دیکھی تو رو پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سب کو پیار کیا اور اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے بوسہ دیا۔

Marfat.com

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچا زاد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا امورِ خانہ داری میں ماہر تھیں اور گھر کا نظم و نسق سنبھالنے میں اپنی والدہ کے ہوبہو تھیں۔ گھریلو خرچ میں کفایت شعاری سے کام لیتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کی طرح صابر و شاکر تھیں اور پردے کا نہایت سختی سے خیال رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ بچپن میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کے سر مبارک سے چادر سرک گئی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بیٹی سر پر چادر کرو کیونکہ تم اللہ عزوجل کا کلام پڑھ رہی ہو اور اس کے ادب کا تقاضا ہے کہ عورت کا سر ڈھانپا ہوا ہو۔ بچپن کی اس نصیحت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے کلام الٰہی کی تلاوت کے علاوہ ساری زندگی کبھی اپنے سر کو ننگا نہ کیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دیکھنے میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مشابہ تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری یہ بیٹی اپنی ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے مشابہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا میں عصمت و حیا اور صبر اپنی والدہ کی مثل تھا جبکہ کلام میں فصاحت و بلاغت اپنے والد کی مثل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی دنیاوی لذتوں کو فوقیت نہ دی اور دنیاوی عیش و آرام کی نسبت آخرت کی زندگی کو ترجیح دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی واقعات اور اس کے بعد کے مصائب ان سب کے باوجود حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے نماز تہجد کبھی ترک نہیں کی۔

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے اور کوفہ کو دارالخلافہ مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر اور

Marfat.com

بچوں کے ہمراہ ان کے ساتھ کوفہ چلی گئیں۔ پھر جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے تمام گھر والوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں بے شمار مصائب برداشت کئے۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی بچی تھیں تو نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ پھر چند ماہ بعد ہی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئیں۔ جب جوان ہوئیں تو والد بزرگوار حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت، ان سب مصائب کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو ام المصائب کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کسی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو ماں کے ساتھ بھیج دیا۔ واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کے سامنے آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں، بھانجوں اور بھائی کو شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر بھی صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی شہادت پر کسی قسم کا ماتم نہ کیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا لباس بہت میلا ہو چکا تھا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اسے جواب ملا کہ یہ زینب (رضی اللہ عنہا) بنت علی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ اللہ نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری بات کو جھوٹا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ہمیں شرفِ عظیم عطا فرمایا اور ہمیں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اور قرآن مجید ہماری پاکی بیان کرتا ہے۔ ابن زیاد نے غصہ میں آ کر کہا کہ اللہ نے مجھے تمہارے غضب سے بچایا اور تمہارے سرکشوں کو ہلاک کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو نے ہمارے

Marfat.com

چھوٹے بڑے شہید کئے اگر تو اسی میں اپنی بھلائی سمجھتا ہے تو سمجھتا رہ۔ ابن زیاد نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی یہ جرأت دیکھی تو خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کس جگہ وصال فرمایا اس بارے میں کتب سیر میں مختلف روایات موجود ہیں۔ کثرتِ روایات یہ ہیں آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۵ رجب المرجب ۶۲ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ شام کی جانب سفر فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال دمشق کے نزدیک ہوا۔ جس مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا وہ مقام زینبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا کا ایک مزار مصر میں بھی بتایا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔ واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت محمد بن عبداللہ اور حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(شہادت نواسہ سید الابرار)

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ھ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اخلاق و اطوار میں اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور نانا حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی قریباً اڑھائی سال ہی کی تھیں والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اگرچہ آپ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بڑی نہ تھیں مگر پھر بھی انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت میں اور راہنمائی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا کردار نمایاں نظر آتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دو بچے حضرت رقیہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کر دیا۔ حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما سے آپ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد تولد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مزار پاک ملک شام میں حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار سے ملحق ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار)

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی دیگر ازواج

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آٹھ شادیاں کیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی ہوئی۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی دیگر ازواج کے متعلق مختصراً بیان کیا جارہا ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام البنین رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عبداللہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے یہ تمام صاحبزادے میدانِ کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تیسرا نکاح حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود سے ہوا جن سے حضرت عبیداللہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان دونوں صاحبزادوں نے بھی میدانِ کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے چوتھا نکاح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے کیا جن سے حضرت محمد اصغر اور حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ ان دونوں صاحبزادوں نے بھی میدان کربلا

Marfat.com

میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پانچوں نکاح حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق ان سے نکاح کیا۔ حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا چھٹا نکاح حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ جن سے حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو تاریخ میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ساتواں نکاح حضرت صہبا رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا آٹھواں نکاح حضرت ام سعید رضی اللہ عنہا سے ہوا اور ان کے بطن سے حضرت ام الحسن اور حضرت رملہ کبریٰ رضی اللہ عنہن تولد ہوئیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نواں نکاح حضرت محیاۃ رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تولد ہوئیں جو بچپن میں وصال فرما گئیں۔

Marfat.com

کتابیات

۱۔ قرآن مجید

۲۔ بخاری شریف از امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مسلم شریف از امام محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ مشکوٰۃ شریف

۶۔ ترمذی شریف

۷۔ تفسیر روح المعانی

۸۔ مسند امام احمد

۹۔ تاریخ طبری

۱۰۔ کنز العمال

۱۱۔ شعب الایمان

۱۲۔ تفسیر کبیر

۱۳۔ تفسیر خازن

۱۴۔ کرامات صحابہ

۱۵۔ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم......از......شاہ معین الدین ندوی

۱۶۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ......از......محمد حسیب القادری

Marfat.com

۱۷۔ سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ......از ......شیخ محمد حسن نقشبندی

۱۸۔ سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ......از ......سید ارتضیٰ علی کرمانی

۱۹۔ سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ......از ......شاہ معین الدین ندوی

۲۰۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات ......از ......علامہ محمد مسعود قادری

۲۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات ......از ......محسن فقری

۲۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات ......از ......قاری گلزار احمد مدنی

۲۳۔ تاریخ ابن خلدون

۲۴۔ مدارج النبوۃ

۲۵۔ طبقات ابن سعد

۲۶۔ مجمع الزوائد

۲۷۔ نزہتہ المجالس

۲۸۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شخصیت اور کارنامے

۲۹۔ سنہرے فیصلے

۳۰۔ الصواعق المحرقہ

۳۱۔ شواہد النبوۃ

۳۲۔ ریاض النضرۃ

۳۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

۳۴۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

۳۵۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلے

Marfat.com